عورت اور خاندان

مصنف: لیون ٹراٹسکی

مترجم: ریاض کشمیری

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

www.Nayaab.Net 2006 انٹرنیٹ ایڈیشن دوم سال

فہرست

☆ تعارف-

☆ خواتین اور خاندان-تعارف

☆ پرانے خاندان سے نئے خاندان تک

☆ ماسکو کی محنت کش خواتین کی تقریب اور ریلی کے انعقاد کے موقع پر ایک خط

☆ ممتا/ماردیت کا تحفظ اور ثقافت کیلئے جدوجہد

☆ سوشلزم کی تعمیر کا مطلب خواتین کی آزادی اور ماؤں کا تحفظ

☆ سوویٹس میں خاندانی رشتے

☆ خاندان میں تھرمیڈرو

☆ نوٹس

تعارف

ایک محنت کش عورت کی زندگی گھر سے شروع ہو کر خاندان' (جو سماج کا بنیادی یونٹ ہے) اور کام کی جگہ کے گرد گھومتی ہے اور یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے آپ کو تھوڑی دیر کے لئے بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ کتاب بیسویں صدی کے اوائل میں اس وقت کے سوویت یونین کی عورتوں کے مسائل اور انکی حالت زار میں بہتری کے طریقہ کار اور لائحہ عمل پر مشتمل ہے۔

یوں لگتا ہے کہ یہ آج اکیسویں صدی کے پاکستان میں رہنے والی محنت کش خواتین سے مخاطب ہے اور اگر ہم بغور جائزہ لیں تو آج پاکستان میں بسنے والی محنت کش خواتین کو زارشاہی کے روس میں رہنے والی عورتوں سے زیادہ مسائل کا سامنا ہے۔

پاکستان میں 110 مردوں کے مقابلے میں 100 عورتیں ہیں اسکی بنیادی وجہ بچپن میں بچیوں کی صحت پر زیادہ توجہ نہ دینا' چھوٹی عمر میں شادی اور طبی شعبہ کا زوال اور بحران ہے۔

165,000 خواتین حمل کی پیچیدگیوں' اسقاط حمل اور دیگر نسوانی بیماریوں سے ناقص یا عدم فراہمی علاج کے باعث ہلاک ہوجاتی ہیں۔ 51 فیصد عورتیں حمل کے دوران ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔صحت کی سہولتوں کے فقدان کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان بھر میں بہت کم بنیادی صحت کے مراکز ہیں۔صرف 12 فیصد خواتین کی تعلیم تک رسائی ہے جس کا زیادہ تر حصہ بورژوا اور پیٹی بورژوا خواتین پر مشتمل ہے۔

ماضی کی فرسودہ رسوم ورواج اور روایات نے آج بھی عورت کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ کاروکاری' ونی' سوارا' جیسی رسمیں آج بھی موجود ہیں اور ہر سال سینکڑوں عورتیں ان کی بلی چڑھ جاتی ہیں۔ پنچایت اور جرگے کے ہاتھوں ظلم وجبر کا نشانہ بننے

والی بے شمار خواتین کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔گزشتہ سال کے دوران میراں والا کیس،مظفر گڑھ کیس'ملتان کیس' رام سوامی کیس' (کراچی) اور ایسے لاتعداد کیس جو کبھی رپورٹ ہی نہیں کیے گئے۔ ہمیں ان اداروں کا اصل روپ دکھاتے ہیں۔

گھریلو تشدد اور خاندان کے جبر کے ساتھ ریاستی قوانین حدود آرڈیننس' قصاص ودیت' آدھی شہادت' غیرت کے نام پر ہونے والے قتل پر رعایت' عورتوں پر ریاستی جبر وتشدد کے آئینہ دار اور عورتوں کے سروں پر لٹکتی ہوئی تلواریں ہیں۔ان قوانین کی وجہ سے ہزاروں عورتیں اپنے بچوں کے ساتھ آج بھی جیل خانوں میں مقید ہیں۔ہر 6 گھنٹوں میں ایک عورت کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے ہر 4 دنوں میں اجتماعی زیادتی کا ایک واقعہ ہوتا ہے۔ پچھلے سال پنجاب میں 572 زیادتی کے کیس درج کروائے گئے جن میں سے 28 عورتوں کو زیادتی کے بعد تشدد کر کے قتل کر دیا گیا تھا۔ ہر سال ہزاروں ایسے واقعات ہوتے ہیں جنکی رپورٹ درج نہیں کروائی جاتی۔ لاکھوں لڑکیاں جہیز کے نہ ہونے کی باعث اپنے والدین کے گھروں میں بیٹھی ہوئی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔گو کہ اس سے متعلق قوانین موجود ہیں مگر ان کے ساتھ بھی وہی حشر ہوتا ہے جو دیگر محنت کشوں کے حقوق کے متعلق قوانین کے ساتھ ہوتا ہے۔

سرمایہ داری کے بحران نے جہاں ان روایات کو زیادہ بڑے پیمانے پر زندہ کیا ہے اور جبر وتشدد' نا انصافی اور استحصال کو مزید تیز کیا ہے وہاں خاندانوں کو درپیش معاشی مسائل نے عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ یہاں پر عورتیں تہرے استحصال کا شکار ہوتی ہیں گھر سے نکل کر کام کی جگہ تک اسے ذہنی اور جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے اور کام کی جگہ پر غیر موافق ماحول' غیر مساوی اجرتوں' ساتھ کام کرنے والے مرد مزدوروں'سپروائزروں اور مالکوں کے غیر مناسب رویوں کا سامنا ہوتا ہے۔

مارکسزم نے خواتین کے سوال کو ہمیشہ بہت زیادہ اہمیت دی ہے کیونکہ جہاں دنیا کی آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے وہاں محنت کش طبقے کا نصف حصہ بھی عورتوں پر

مشتمل ہے۔ مارکسسٹوں نے ابتدا ہی سے خواتین محنت کشوں میں کام کرنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ مارکسزم'' حقوق نسواں'' کے لئے جدوجہد کی حمایت کرتا ہے مگر مارکسسٹوں کے ہاں'' حقوق نسواں'' کی جدوجہد بورژوا اور پیٹی بورژوا رجحان رکھنے والی فیمنسٹوں سے قطعی مختلف ہے۔ مارکسسٹوں کے نزدیک عورتوں پر ہونے والے جبرو استحصال کی وجہ معاشرہ کی طبقاتی تقسیم ہے جبکہ بہت سی فیمنسٹوں کے ہاں عورتوں پر جبر اورنا انصافی کی وجہ مردوں کی ذہنیت ہے۔ یہ ایک غیر سائنسی' غیر جدلیاتی اور تاریخی تجزیہ سے عاری نظریہ ہے۔

مارکسزم کے ہاں عورتوں کی آزادی محنت کش طبقہ کی جرأت اور جدوجہد سے منسلک ہے اورعورتوں کے حقوق طبقہ کی آزادی سے منسلک ہیں جو کہ ایک سوشلسٹ انقلاب کے ذریعے حاصل ہوسکتی ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ پرولتاریہ کے اقتدار پر قبضہ کرلینے کے فوراً بعد عورتوں کو حقیقی آزادی نصیب ہوجائے گی! وراثت میں ملنے والی مردانہ حاکمیت کی سوچ اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک کہ وہ مادی حالات نہ فراہم ہوسکیں جن کی بنیاد پر مرد اور عورت کے رشتے کا درست تعین کیا جاسکے۔

مارکسسٹ عورتوں پر ہونے والے جبر و استحصال کو مختلف انداز سے دیکھتے ہیں بظاہر ہمیں نظر آتا ہے کہ عورتوں پر ہونے والا استحصال معاشرہ پر مردوں کی حاکمیت ہے تیسری دنیا میں یہ زیادہ مضبوط نظر آتا ہے۔ خاندان اور گھریلو زندگی سے لیکر کام کی جگھوں تک ہمیں مردوں کی حاکمیت نظر آتی ہے۔ اورعورتوں کے خلاف رویوں اور دباؤ کا ذمہ دار بھی مرد ہی نظر آتا ہے۔ لیکن اگر ہم ان تمام مسائل کا بغور جائزہ لیں تو ہمیں یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ اس جبر واستحصال' دباؤ اور ناانصافی کی وجہ مردوں کی ذہنیت نہیں بلکہ حکمران طبقہ کی وہ سوچ ہے جو نجی ملکیت کے ظہور کے ساتھ ساتھ پروان چڑھی اور سرمایہ داری نظام میں عروج کو پہنچی۔ ملکیت اور'' غیرت'' کے احساس سے گھر کی غلامی اور خاندان کے ہاتھوں استحصال اور بے انصافی کی ابتدا ہوتی ہے۔

حکمران طبقہ کی اس سوچ کے پیچھے کیا محرکات کارفرما تھے؟ مغربی ملکوں میں سرمایہ دارانہ انقلاب کے بعد خاندان کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ۔ایک شادی شدہ شخص کو زیادہ ذمہ دار اور سنجیدہ شخص کے طور پر متعارف کیا گیا کیونکہ جب وہ کام سے تھکا ہارا گھر آتا تو گھر میں اسکی بیوی اسکی خدمت کے لئے موجود ہوتی اس کی باقی گھریلو ضروریات کے ساتھ ساتھ اسکی صحت کا خیال رکھتی تاکہ وہ صبح تازہ دم ہوکر اپنے کام پر جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کے اوائل تک زیادہ بہتر اجرتوں پر کام کرنے والے محنت کش فخریہ انداز میں یہ کہتے تھے کہ'' ہماری بیوی کام نہیں کرتی''

پہلی جنگ عظیم کے دوران بہت بڑی تعداد میں عورتوں کو مختلف صنعتوں میں کام کرنے کے لئے دھکیلا گیا کیونکہ زیادہ تر مرد محنت کش جنگ کی بھٹی میں جھونک دیئے گئے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا جب عورتوں کی اتنی بڑی تعداد باقاعدہ محنت کشوں کی صفوں میں شامل ہوئی تھی۔ یہاں انہیں سخت حالات کار اور ناموافق ماحول کا سامنا تھا۔انہیں دوہری مشقت کرنا پڑتی تھی۔ فیکٹری کے کام کے بعد گھر میں بھی کام کرنا پڑتا تھا بچوں کی نگہداشت بھی انہی کی ذمہ داری تھی۔

اس سارے عمل میں سرمایہ داروں کو سستی محنت کے ساتھ ساتھ ایک اطاعت گزار فوج بھی میسر آ گئی۔جس کے نتیجے میں عورتوں کو کام کے مواقع فراہم کیے گئے۔لیکن فیکٹریوں اور صنعتوں میں کام کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ گھریلو کام سے چھٹکارا پالیا گیا تھا۔

تیسری دنیا کے ممالک جہاں نہ تو جاگیرداری نظام کو مکمل طور پر اکھاڑا جا سکا اور نہ ہی صنعتی انقلاب مکمل ہوسکا۔ وہاں عورتوں کی حالت زار زیادہ قابل رحم ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے استحصال اور معاشی مجبوریوں نے انہیں گھر سے نکال کر اداروں اور فیکٹریوں میں پہنچا دیا ہے مگر جاگیردارانہ نظام کے پرانے اور بوسیدہ بندھن بھی اسکے پیروں کی زنجیریں ہیں۔جنکی جکڑ سرمایہ دارانہ نظام کے زوال نے مزید مضبوط کردی ہے

سرمایہ دار کے لئے عورت صرف سستی محنت کرنے والی فوج کے محفوظ دستے کی مانند ہے۔ جس کا بدترین استحصال کیا جاتا ہے اور وہ بہت کم احتجاج کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نوآبادیاتی ممالک کے مارکسسٹ عورتوں کی محکومی کے خلاف جنگ کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ سماجی تعلقات کو بدلے بغیر صرف روایتی ''برابری کے حقوق'' کا حصول بہت محدود مقصد ہے اور اس سے سرمایہ دارانہ سماج کے اندر خواتین پر ظلم کی بنیادی وجوہات ختم نہیں ہوتیں۔ ان تمام سماجی' معاشی اور گھریلو مصائب کے بوجھ تلے صرف محنت کش طبقہ کی خواتین ہی دبی ہوئی ہیں۔ بورژوا اور پیٹی بورژوا طبقہ کی عورتوں کے مصائب کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ ہمیں اس طبقاتی فرق کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔ کیونکہ جب کبھی دنیا کے کسی بھی گوشے میں اس ظلم اور ناانصافی کے خلاف خواتین سراپا احتجاج ہوئیں وہاں یہ طبقاتی فرق بنیادی نظر آتا ہے۔ محنت کش طبقہ کی خواتین انقلابی تبدیلیوں کیلئے میدان عمل میں اترتی ہیں جبکہ نام نہاد ''ترقی پسند خواتین'' اپنے مطالبات کو اپنے خودغرضانہ مقاصد کے دائرے میں رکھنے کی جدوجہد کرتی ہیں۔

تاریخ میں محنت کش طبقہ کی خواتین کی جدوجہد کی بہت شاندار مثالیں ملتی ہیں ان میں قابل ذکر ''فرانسیسی انقلاب'' میں خواتین کا کردار' برطانیہ کی مزدور تحریک کے اوائل میں ہونے والی جدوجہد میں شامل خواتین اور سب سے بڑھ کر ''اکتوبر انقلاب'' میں پرولتاریہ خواتین کی جدوجہد اور قربانی قابل ذکر ہیں۔

آج بھی محنت کش خواتین سرمایہ دارانہ نظام کو اکھاڑنے میں اہم رول ادا کرسکتی ہیں اور یقیناً کریں گی۔ سوشلسٹ معاشرہ کی تعمیر کے دوران نہ صرف مرد وزن سماج کو بدلیں گے بلکہ وہ خود اپنے آپ کو بھی بدلیں گے۔ اور اس کا ایک مظہر ہڑتال کے دوران دیکھنے میں نظر آتا ہے جب مرد وزن اپنے آپ کو انسانیت کی بلندی تک لے جاتے ہیں اور غلامدارانہ سوچ کو یکسر جھٹک دیتے ہیں۔

آزادی کی جو جنگ ہم لڑ رہے ہیں وہ صرف اپنے لیے یا اپنے گروہ کی آزادی کی

جنگ نہیں بلکہ پوری انسانیت کی آزادی کیلئے ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم عورتوں کے فوری مسائل کی جدوجہد کو ترک کر دیں۔ اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام میں رہتے ہوئے ہر قسم کے استحصال کے خلاف روزمرہ کی جدوجہد کے بغیر سوشلسٹ انقلاب کی جدوجہد ناممکن ہو جاتی ہے لیکن یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہیے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے اندر رہتے ہوئے حاصل کی جانی والی مراعات غیر یقینی' نامکمل اور مسخ شدہ حالت میں ملتی ہیں جس کو روز بروز بڑھتے ہوئے سرمایہ داری کے زوال کی وجہ سے موجود حالات' سماجی اور اخلاقی قدروں کے رجعتی کردار کے حامل ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ عورتوں کے حقوق کی جدوجہد کو محنت کش طبقہ کی سرمایہ داری کے خلاف جدوجہد سے منسلک کیا جائے اور فتح کا ممکنہ راستہ یہی ہے۔

اس کتاب میں ٹراٹسکی نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح سوشلسٹ انقلاب کے برپا ہونے کے بعد سوویت یونین میں عورتوں کی حالت بدلنا شروع ہوئی تھی لیکن سوشلزم اور کمیونزم کی تکمیل کے بغیر جنسی استحصال کا مکمل خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن سرمایہ دارانہ نظام میں رہتے ہوئے آزادی نسواں تو دور کی بات ہے محنت کش عورت کی زندگی میں معمولی سی بہتری بھی ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ معاشی بحران عورت اور سماج کی دوسری مظلوم پرتوں کو شدت سے کچلتا ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف بہت سے اسباق ہیں بلکہ وہ سائنسی لائحہ عمل بھی پیش کیا گیا ہے جس سے حقیقی طور پر عورت ایک طبقاتی جدوجہد کے ذریعے ہی تمام سماجی' اخلاقی' معاشی اور تاریخی بندھن توڑ کر حقیقی آزادی حاصل کر سکتی ہے۔ اس سماج کو بدلنے کے لئے اگر عورتوں اور مردوں کی مشترکہ جدوجہد نہیں ہوگی تو سوشلسٹ انقلاب برپا نہیں ہو سکتا۔ خواتین کی شمولیت اور اس کے متحرک کردار کے بغیر کوئی انقلابی پارٹی یا تحریک مکمل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی فعال کردار ادا کر سکتی ہے۔ لیکن عورتوں اور مردوں کی جنسی تفریق کی سیاست طبقاتی یکجہتی کو توڑنے کا جرم بنتی ہے جو انتہائی رجعتی اور ردانقلابی اقدام ہے۔ پاکستان میں سوشلسٹ

انقلاب کی جدوجہد میں شریک خواتین اور مرد دونوں کیلئے یہ کتاب اس حوالے سے بھی اہم ہے کہ اس مخصوص مسئلہ کو حل کرنے کیلئے مارکسی لائحہ عمل کیا ہے؟۔اس لائحہ عمل کی وضاحت ہی خواتین کو انقلابی عمل سے جوڑے گی اور یہی جڑت سوشلسٹ فتح کی ضمانت بنے گی۔

ہم ہونگے کامیاب ایک دن۔

صدف زہرا

فروری 2003ء لاہور

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

خواتین اور خاندان

تعارف--کیرولین لنڈ (Caroline Lund)

روس میں انقلاب کا آغاز خواتین نے کیا تھا۔ 1917ء میں خواتین کے عالمی دن (مغربی کیلنڈر کے مطابق 8 مارچ) کے موقع پر پیٹروگراڈ میں ٹیکسٹائل کی محنت کش خواتین نے ہڑتال کر دی اور دوسری محنت کش خواتین سے مدد کی اپیل کی۔ ان کے مطالبات بڑے معمولی نوعیت کے تھے۔ انہوں نے مطلق العنانیت اور جنگ وجدل کے برخلاف روٹی کا مطالبہ کیا تھا۔ لیکن یہ ہڑتال انقلاب کا محض آغاز تھا جس نے آگے چل کر زارشاہی اور پھر سرمایہ دار طبقے کا قلع قمع کرنا تھا۔

زارشاہی میں خواتین کے وہ حالات زندگی جنہیں سوویت انقلاب نے بہت حد تک اکھاڑ پھینکا تھا' نہایت ہی ظالمانہ اور کچل دینے والے تھے۔ مرکزی منصوبہ بندی اور صنعت کو قومی تحویل میں لے کر تمام آبادی کو صنعت کاری کے فوائد پہنچائے گئے۔ کیٹ ملٹ (Kate Millett) اپنی کتاب ''جنسی سیاست'' (Sexual Politics) میں لکھتی ہیں کہ سوویت انقلاب کے بعد مختصر مدت میں ہی' خواتین کی آزادی کی سمت سوویت حکومت کی حقیقی ترقی پسند پالیسیاں بالکل الٹ ہو گئیں۔ وہ لکھتی ہیں:

''شادی' طلاق' اسقاط حمل' بچوں کی نگہداشت اور خاندان سے متعلق ابتدائی بنیادی آزادیاں مختصر کر دی گئیں۔ حتیٰ کے 1943ء تک سوویت یونین میں مخلوط نظام تعلیم کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ جنسی انقلاب کا خاتمہ ہو گیا اور رد انقلاب فتح یاب ہوا۔ اس کے بعد کی دہائیوں میں سوویت یونین کے اندر خواتین کے حوالے سے آنے والی تبدیلیوں کا رجعت پسندانہ سوچ نے مذاق اڑایا اور اس حماقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے جشن اور خوشیاں منائیں۔''

''جنسی سیاست'' ڈبلڈے' نیویارک 1970ء صفحہ (176)

یہ حقیقت ایک واضح سوال اٹھاتی ہے کہ سوویت یونین میں یا دوسرے ان ممالک میں جہاں سوشلسٹ انقلابات برپا ہوئے' خواتین نے مکمل آزادی حاصل نہیں کی: کیا سوشلزم خواتین کی آزادی کی شاہراہ ہے؟ خواتین کی آزادی کی تحریک کے بنیادی مطالبات یقیناً سوشلزم کی سمت راہنمائی کرتے ہیں۔مثلاً اس نظریے کی تشہیر کہ خاندان کا فرض منصبی (بچوں کی نگہداشت' لانڈری' صفائی' طبی سہولیات وغیرہ) سماجی ہونا چاہیے۔ یعنی ہر ایک کیلئے یہ سہولیات مفت ہونی چاہئیں۔تاہم کیٹ ملٹ (Kate Millett) لکھتی ہیں کہ سوویت خواتین نے بہت سی حاصلات جو انقلاب کے باعث حاصل کیں تھیں' آخر کار سٹالنزم کے سیاسی ردِ انقلاب کے باعث گنوا دیں۔نیوکلیئر فیملی سسٹم ابھی تک رائج ہے۔خواتین کو ابھی تک ایک گھٹیا مخلوق سمجھا جاتا ہے جو گھریلو چاکری اور بچوں کی نگہداشت کرتیں ہیں۔ ملازمت میں بھی ان کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جاتا ہے۔

کیا آج کا سوویت یونین سوشلزم کے تحت حقیقی امکانات کا آئینہ دار ہے؟ کیا خواتین کیلئے ایک نئے معاشی نظام میں یہی سب کچھ ہے؟ اس کتابچے میں ٹراٹسکی کی تحریروں سے اقتباسات ان سوالوں کا جواب نفی میں دیتے ہیں۔بالشویک انقلاب کا مرکزی راہنما ٹراٹسکی' ان عظیم شخصیات میں سے ایک تھا جنہیں مارکسی تحریک نے جنم دیا تھا۔خواتین اور خاندان پر اس کا نقطۂ نظر مکمل طور پر ان روایات سے ہم آہنگ ہے جنہیں فریڈرک اینگلز نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''خاندان' ذاتی ملکیت اور ریاست کا آغاز'' میں قلم بند کیا ہے۔

''زندگی کی مشکلات 1924ء'' میں ٹراٹسکی کا یہ کہنا کہ حالات زندگی کو بدلنے کیلئے لازم ہے کہ ہم انہیں (چشم زن) عورت کی نظر سے دیکھنا سیکھیں' مارکسی روایت کا اعلیٰ اظہار ہے۔سوویت یونین میں مراعات یافتہ بیوروکریسی جس نے سٹالن کی سرکردگی میں طاقت پر غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا' 1924ء میں لینن کی وفات کے بعد ٹراٹسکی 1929ء میں جلاوطنی سے لے کر اپنی وفات 1940 تک اس کا سب سے بڑا مخالف تھا' ٹراٹسکی

نے اپنے انقلابی نقطہ نظر کا دامن آخر تک نہ چھوڑا حتیٰ کہ سٹالن کے دلال میکسیکو میں اسے قتل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

اس کتابچے کے پہلے دو انتخابات 1923ء میں تحریر کیے گئے تھے جب لینن شدید علیل تھا۔ ٹراٹسکی اس وقت بھی جنگ کا کمسار تھا اور انقلاب اس وقت اپنے پہلے "بہادرانہ Heroic" دور اختتام کے قریب تھا۔ حالات مستقل تغیر پذیر تھے۔ خواتین ابھی تک فوائد حاصل کر رہی تھیں۔ سوویت یونین کو اس وقت آزادی نسواں کے ضمن میں جن پیچیدہ مادی اور ثقافتی مشکلات کا سامنا تھا ٹراٹسکی ان سے پنجہ آزمائی کر رہا تھا۔

اس کتابچے کا تیسرا اور چوتھا انتخاب ٹراٹسکی نے 1925ء میں قلمبند کیا جب اسے کمیونسٹ پارٹی کی لیفٹ اپوزیشن کے عہدے (جس کا وہ سربراہ تھا) اور فوجی عہدے سے ہٹا دیا گیا تھا۔ کیونکہ لیفٹ اپوزیشن نے سٹالنسٹ دھڑے کی بڑھتی ہوئی انتہائی رجعت پسند پالیسیوں کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ دسمبر 1925ء میں ماسکو میں "خواتین اور بچوں" کی حفاظت کے سلسلے میں ہونے والی تیسری آل یونین کانفرنس کے موقع پر ٹراٹسکی کی تقریر اور آرٹیکل منظر عام پر آئے۔

اس کتاب کا آخری انتخاب ٹراٹسکی کی مشہور زمانہ کتاب "انقلاب سے غداری" (The Revolution Betrayed) کا اقتباس ہے جو اس نے 1936ء میں ناروے میں لکھی تھی۔ اس وقت سٹالنسٹ رجعتیت سوویت زندگی کے ہر پہلو پر غالب آ چکی تھی۔ یہاں ٹراٹسکی نے خواتین اور خاندان کا تجزیہ انقلاب کے عمومی زوال پذیری کے طور پر کیا ہے۔

ٹراٹسکی کے ان مضامین کو اگر پیش منظر کے طور پر دیکھا جائے تو سوویت یونین میں خواتین کے حالات میں تبدیلیوں کا تجزیہ کرنا بہت سودمند ہے۔ کچھ دیہی علاقوں میں عورتیں ہر وہ کام کرتی تھیں جو ان کے شوہر کہتے تھے اور انہیں لکھنے پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔

1917ء سے قبل خواتین حقیقی طور پر اپنے شوہروں کی باندیاں تھیں۔ زار قوانین کے مطابق بیوی کو اپنے شوہر کا ہر حکم ماننا پڑتا تھا چونکہ شوہر خاندان کا سربراہ ہوتا تھا۔ بحیثیت گھریلو خاتون اسے ہمیشہ اپنے خاوند سے محبت کرنا پڑتی تھی۔ اس کا ادب واحترام اور فرمانبرداری کرنا پڑتی تھی۔ شوہر کی خاطر ہر طرح کی کرم فرمائی اور شفقت کا مظاہرہ کرنا پڑتا تھا۔ زار قوانین بیوی کو زدوکوب کرنے کی واضح اجازت دیتے تھے۔

1917ء سے 1927ء کے دوران سوویت حکومت نے نئے قوانین کا ایک لمبا چوڑا سلسلہ وضع کیا جس نے پہلی بار خواتین کو مردوں کے برابر جائز مساوات اور برابری دی۔ نئے قوانین نے شادی کے اندراج کے طریقے کو سہل بنادیا جس کا انحصار باہمی رضامندی پر تھا۔ بیوی یا شوہر میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا نام اپنا سکتا تھا یا دونوں اپنے اپنے ناموں کو ہی جاری رکھ سکتے تھے۔ (مثال کے طور پر ٹراٹسکی نے شہریت کے لوازمات پورے کرنے کی غرض سے اپنی بیوی نتالیہ سیدوف (Natalia Sedov) کا نام اپنایا تھا ناجائز بچوں کا تصور ہی ختم کر دیا گیا تھا۔ اسقاط حمل ہر خاتون کا حق تھا۔ 1927ء تک تو شادی کا اندراج ہی نہیں ہوتا تھا۔ اور کسی ایک فریق کی گزارش پر طلاق آسانی سے ممکن تھی۔ 1919ء کا کمیونسٹ پارٹی پروگرام وضاحت کرتا ہے:

موجودہ لمحے میں پارٹی کی ذمہ داری بنیادی طور پر تعلیمی اور نظریاتی میدان میں کام کرنا ہے تاکہ پرانے تعصبات اور عدم مساوات کے نشانوں کو مکمل طور پر مٹایا جا سکے' خاص کر پس ماندہ محنت کش طبقے اور کسانوں کے اندر سے پارٹی کی کاوشیں خواتین کی محض رسمی برابری تک محدود نہیں ہیں بلکہ خواتین کے مالی بوجھ کو ہلکا کرنے اور انہیں گھریلو کام کے بوجھ سے نجات دلانے کیلئے پارٹی اس کے متبادل یہ کوشش کر رہی ہے کہ انہیں عوامی گھروں' عوامی ریستورانوں' مرکزی لانڈریوں اور نرسریوں وغیرہ میں مصروف رکھا جائے۔

پہلے قدم کے طور پر خواتین کو گھروں سے نکال کر زندگی کے رنگوں میں شامل کرنے

کی کاوشوں کے ساتھ ساتھ انقلاب کے عمومی تاثر (جس نے پس ماندہ روایات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا) نے خاندان کے اوپر گہرے اثرات مرتب کیے تھے۔ پرانا خاندانی نظام جڑوں تک ہل گیا تھا۔ اور خاص طور پر نوجوانوں نے نئے انداز میں اجتماعی رہن سہن کیلئے ہر طرح کے تجربے کیے تھے۔

لیکن بالشویکوں کے پروگرام کو مکمل طور پر محسوس نہیں کیا گیا اور 1930ء کی دہائی میں خاندان اور خواتین کی طرف سوویت رویہ بالکل الٹ ہوگیا۔ انقلاب کے ابتدائی دس 10 سالوں میں خواتین کی تمام تر حاصلات ختم کر دی گئیں۔ اسقاط حمل (Abortion) ناجائز قرار پایا اور طلاق کا عمل مشکل سے مشکل ہوتا گیا حتیٰ کہ یہ ایک مہنگا عدالتی مسئلہ بن گیا۔ طوائفوں کو گرفتار کیا گیا۔ جب کہ ابتدائی بالشویک پالیسی کے مطابق صرف قحبہ خانوں کے مالکوں کو گرفتار کیا جاتا تھا اور ایسے لوگوں کو منظر عام پر لایا جاتا تھا جو طوائفوں کو لاتے تھے اور انہیں تربیت دیتے تھے۔ ڈے کیئر سینٹروں کے اوقات کار کو کم کر کے عام ورکنگ ڈے کے اوقات کار کے برابر لایا گیا۔ گھریلو کام کاج کرنے اور گھریلو خواتین بنانے کیلئے سکولوں میں بچیوں کو خاص مضامین پڑھائے جانے لگے۔

(ٹراٹسکی نے 1938ء میں اس الٹی گنگا کو یوں بیان کیا تھا:)

"ریاستی پالیسی اور سماجی حکومت کے مقام کے تعین کیلئے خواتین کی صورت حال بہت ہی واضح اور اثر آفریں اشارہ ہے۔ اکتوبر انقلاب نے اپنے جھنڈے پر آزادی نسواں کو لکھا تھا۔ خاندان اور ازدواجی بندھن کے سلسلہ میں تاریخی ترقی پسندانہ قانون سازی کی تھی۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ سوویت خاتون کی زندگی یکا یک بہت خوشگوار ہوجاتی تھی۔ ثقافت اور معیشت کی عمومی ترقی کے بغیر، پیٹی بورژوا خاندانی اکائی کو نیست ونابود کیے بغیر، اشتراکی خوراک کی تیاری کو متعارف کروائے بغیر اور تعلیم کے بغیر خواتین کی حقیقی آزادی ناقابل فہم ہے۔ اسی دوران جبلی رجعت پسندی کی یرغمال بیوروکریسی

نے خاندان کے انتشار پر کان کھڑے کر دیئے ہیں۔اس نے خاندانی لذیذ کھانوں اور خاندانی لانڈریوں کے قصیدے گانے شروع کر دیئے ہیں۔ بیوروکریسی نے اسقاط حمل پر مجرمانہ سزاؤں کا پھر سے اطلاق کر دیا ہے۔سرکاری طور پر خواتین پھر سے مقید جانور کے مقام پر آ گئیں ہیں۔ حکمران طبقہ جو کہ کمیونزم کی الف ب سے بھی مکمل طور پر ناواقف ہے' اس نے انتہائی رجعتی اور شب گرفتہ پیٹی بورژوا خاندانی طبقاتی نظام پھر سے بحال کر دیا ہے۔''

(ٹراٹسکی کی تحریروں سے (1937-1938ء)' پاتھ فائنڈر پریس نیویارک' 1970ء صفحہ 170)

1953ء میں سٹالن کی وفات کے بعد کچھ تبدیلیاں کی گئیں۔مثلاً جائز اور قانونی اسقاط حمل وغیرہ مگر خاندان کو معاشی اکائی کے طور پر برقرار رکھنے کا بنیادی تناظر نہ بدلا۔ آج تک یہ وہی ہے۔فروری 1969ء میں ایک آرٹیکل (سوویت زندگی کا مسئلہ) شائع ہوا یہ آرٹیکل خاندان اور شادی کے نئے قانون کے متعلق ہے جسے سپریم سوویت نے 1968ء میں پاس کیا تھا۔

آرٹیکل کچھ یوں وضاحت کرتا ہے:

''گذشتہ کی طرح یہ نیا بنیادی قانون وضاحت کرتا ہے کہ صرف وہی شادی جسکا سرکاری طور پر اندراج ہوا ہے' جائز ہے۔سوویت خاندان کی قانون سازی کی منزل کے حوالے سے یہ وضاحت بڑی جاندار ہے۔جس کا مطلب خاندانی اکائی کو مضبوط کرنا ہے۔''

سوویت خواتین آج بھی گھریلو کام کے بوجھ تلے دبی ہوئیں ہیں اور بچوں کی پرورش کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔بچوں کی بہت بڑی تعداد نرسریوں اور کنڈر گارٹن (ایک ایسا سکول جہاں بہت ہی چھوٹے بچوں کو کھلونوں اور ماڈلز کے ذریعے تعلیم دی جاتی ہے) سے محروم ہے۔ ریفریجریٹر ابھی تک ایک عیاشی سمجھی جاتی ہے۔عوامی لانڈریوں کا وسیع

پیمانے پر کوئی نظام نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے اور پرہجوم گھروں کے اندر ہی کپڑے دھوئے اور سوکھنے کیلئے پھیلائے جاتے ہیں۔

اجرت پر مزدوری کرنے والوں کی تعداد کا 50 فیصد خواتین ہیں مگر عمومی طور پر وہ کم اجرت کی ملازمت کرنے پر مجبور ہیں۔ سپروائزرز کی ملازمت انہیں کبھی بھی نصیب نہیں ہوئی۔ مثال کے طور پر خواتین تمام انجینئروں کا 32 فیصد ہیں مگر ان میں سے پلانٹ ڈائیریکٹرز صرف 12 فیصد ہیں۔ خواتین پرائمری اور سیکنڈری سکولوں کے اساتذہ کا 73 فیصد ہیں مگر صرف 32 فیصد ایسی ہیں جو سکولوں کی ڈائریکٹرز ہیں۔ سائنسدانوں کا 42 فیصد خواتین ہیں مگر سوویت یونین اکیڈمی آف سائنٹسٹس کے 204 اراکین میں خواتین کی تعداد صرف 2 ہے۔ سوویت ڈاکٹروں کا 79 فیصد خواتین ہیں مگر سوویت ڈاکٹروں کو ایک ہنر مند مزدور کی دو تہائی تنخواہ کے برابر اجرت ملتی ہے۔ اسی لئے مرد حضرات کا میڈیکل کے شعبہ کی طرف رجحان بہت کم ہے۔ اگر سیاسی میدان میں نظر دوڑائی جائے تو کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے 195 اراکین میں صرف تین خواتین ہیں۔

بورژوا خاندان کے تصور اور خاندان کے اندر خواتین کے ''فرائض'' کی طرف واپسی' سوویت یونین میں دوسری تبدیلیوں سے علیحدگی کے باعث واقع نہیں ہوئی۔ یہ اس عمل کا حصہ تھا جس نے سوویت زندگی کے تمام پہلوؤں کو متاثر کیا۔ مراعات کی نشوونما ہوئی۔ جمہوریت ختم کر دی گئی۔ ایک رجعتی غیر ملکی پالیسی اپنائی گئی جو عالمی انقلاب کی بجائے'' ایک ملک میں سوشلزم'' پر مبنی تھی۔ مقبول عام عوامی فوج کو ختم کر کے اسکی جگہ مراعات یافتہ افسران کی فوج ظفر موج اکٹھی کی گئی۔ فنون کا گلا گھونٹا گیا۔ اجرتوں کی ادائیگی کیلئے پیس ورک سسٹم نافذ کیا گیا۔ اقلیتی قوموں پر ظلم پھر سے شروع کیا گیا۔ نوجوان نسل کو دبایا گیا ان تطہیرات نے بالشویکوں کی اس تمام نسل کو مٹا دیا جس نے 1917ء کے انقلاب کو جنم دیا تھا۔

جو کچھ ہوا یہ ایک الٹ ردعمل تھا۔ ایک سیاسی ردانقلاب تھا۔ انقلاب کو پیچھے کی طرف

دھکیلنا تھا۔لیکن یہ سب کچھ ایک ایسے نقطے تک نہیں کیا گیا جہاں سے سرمایہ دارانہ نظام کی بحالی شروع ہوتی ہے بلکہ سرمایہ دارانہ سماج کی کچھ نشانیوں کا احیاء کیا گیا یا انہیں مستحکم کیا گیا تھا۔

رد انقلاب کی فتح کی بنیادی وجہ' انقلاب کی سیاسی اور معاشی تنہائی اور سوویت سماج کی غربت تھی۔شدید معاشی پس ماندگی کے ساتھ ساتھ پہلی عالمی جنگ نے بھی روس کو تباہ و برباد کیا۔پھر 21-1918ء کی خانہ جنگی کے دوران انقلاب کے بہترین اور باشعور محافظ قتل کر دیئے گئے۔اسی دوران انقلاب کے خاتمے کیلئے دنیا کے 21 سرمایہ دار ممالک نے سوویت یونین پر چڑھائی کر دی۔ 1919ء اور 1921ء کے دوران سوویت یونین کے بعض علاقے شدید قحط کا شکار ہوگئے۔بلکہ ان کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ جہاں سے بعض اوقات آدم خوری شروع ہو جاتی ہے۔انقلاب کئی سالوں تک بے یار و مددگار گوشہ تنہائی میں پڑا رہا اور کسی دوسرے امیر ملک میں انقلاب برپا نہ ہوا۔ ٹراٹسکی نے غربت کے باعث بیوروکریسی کے ابھرنے کے رجحان کو یوں بیان کیا ہے:

''جب اشیاء کی فراوانی ہوتی ہے تو خریدار جب چاہیں جو چاہیں آرام سے خرید سکتے ہیں۔لیکن جب اشیاء کی قلت ہوتی ہے تو خریدار قطار میں کھڑا ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔اور جب لمبی لمبی قطاریں لگتی ہیں تو نظم وضبط برقرار رکھنے کیلئے پولیس والے کی تقرری ناگزیر ہوتی ہے۔یہی سوویت بیوروکریسی کا نقطہ آغاز ہے۔''

(انقلاب سے غداری' پاتھ فائنڈر پریس نیویارک 1970ء صفحہ 112)

ضرورت کی اشیاء کی نگران پولیس اور منتظمین کی یہ پرت بڑی تیزی سے پروان چڑھی جو اپنے لئے بہترین اشیاء نکال کر لے جاتے تھے۔یوں مراعات یافتہ بیوروکریسی ابھری جس کے مفادات سوویت عوام کے مفادات سے بالکل الگ تھلگ تھے۔مسلسل جنگوں اور تھکاوٹ کی وجہ سے اس مراعات یافتہ بیوروکریسی کی مخالفت کم ہوتی گئی۔اس کی ایک اور وجہ تنہائی بھی تھی چونکہ پوری سرمایہ دار دنیا میں روس ہی واحد مزدور ریاست

تھی۔

آزادیٔ نسواں کے ضمن میں' وہ غربت جو روسی انقلاب کو ورثے میں ملی تھی اس کا مطلب دو چیزیں تھیں:

پہلی چیز سوویت حکومت کے سامنے تیزی سے خاندانی نظام کے متبادل (بچوں کی نگہداشت کے مراکز' لانڈریاں' عوامی ریستوران وغیرہ) کی تعمیر کی راہ میں معروضی بندشیں تھیں۔ دوسری چیز یہ کہ اس غربت نے بیوروکریسی کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ جس کے بارے میں کیٹ ملٹ (Kate Millitt) نے لکھا تھا کہ'' مارکسزم سر کے بل کھڑا ہوگیا'' بیوروکریسی نے خاندان کو''اشتراکی'' ادارے کے طور پر عظمت بخشی۔ اور خاندان کی ظالمانہ' تحکمانہ فطرت کو اپنے اقتدار کو سہارا دینے کیلئے استعمال کیا۔

ان اقتباسات میں ٹراٹسکی کا ثقافت کی ترقی اور انسانی شخصیت کی عظمت کی ضرورت پر زور بنیادی طور پر اسی معاشی اور ثقافتی پس ماندگی سے جنم لیتا ہے۔ٹراٹسکی نے جن ٹوٹے پھوٹے گھروں' شراب نوشی کے مسائل جو انسانی رشتوں میں زہر گھول رہے تھے۔ بے گھر بچوں اور طوائفوں کی بہت بڑی تعداد کے حوالے دیئے ہیں' یہ سب انسانوں کے وحشیانہ پن کی غمازی ہے اور اس کی ذمہ دار معاشی ابتری ہے۔توہم پرستی اور روایتی رویے خواتین میں زیادہ رائج تھے چونکہ وہ سب سے زیادہ مظلوم تھیں۔مثال کے طور پر جب بچوں کی نگہداشت کے مراکز قائم ہوئے تو پہلے پہل بہت سی دیہی خواتین بلکہ شہری خواتین کا رویہ بھی ان مراکز کیلئے مخالفانہ اور بدگمانی پر مبنی تھا۔

انتہا درجے کی پس ماندگی اور تحریک آزادیٔ نسواں کی کمی ٹراٹسکی کے بار بار لفظ'' ماں'' اور'' بیوی'' کے استعمال سے عیاں ہے۔لفظ'' ماں'' اور'' بیوی'' کا مطلب عورت ہی ہے۔ ٹراٹسکی ماں اور بچوں کو ایک ہی خانے میں رکھتا ہے چونکہ خواتین اور بچوں کا معاشی انحصار مکمل طور پر باپ پر تھا۔

ان تمام تحریروں میں ٹراٹسکی اس حقیقت پر زور دیتا ہے کہ آزادی نسواں کیلئے پہلی لازمی شرط صرف سوشلسٹ انقلاب ہے۔ایک اور عنصر مادی دولت اور سماج کی تکنیکی ترقی ہے۔سوویت یونین میں یہی مسئلے کا سب سے مشکل پہلو تھا۔روسی انقلاب محض سرمایہ داری کے خلاف انقلاب نہیں تھا' یہ جاگیرداری اور زار شاہی کے خلاف بھی انقلاب تھا۔اور ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک کی ہمعصری کیلئے' زمینی اصلاحات کے نفاذ اور صنعت کی تعمیر سے اس کا آغاز کرنا پڑا تھا۔اور جب تک ان کی تکمیل ہوتی عوام کے درمیان اشتراکی رشتوں کی کوئی بنیادیں موجود نہیں تھیں۔(مثلاً ہر ایک کی ضروریات کے مطابق یا اجتماعی رہن سہن کے انتظامات وغیرہ)

سوشلسٹ انقلابات عمومی طور پر پس ماندہ ممالک میں برپا ہوئے ہیں۔یہی بنیادی وجہ ہے کہ کوئی بھی ملک ایسا نہیں جو سوشلسٹ انقلاب کے ذریعے آزادی نسواں کا نمونہ (Model) پیش کر سکے۔ایک سوشلسٹ انقلاب خودکار طریقے سے اشتراکیت کو جنم نہیں دیتا ہے یہ محض ایسی صورتحال کو جنم دیتا ہے جو اشتراکیت کی تعمیر کو ممکن بناتی ہے۔ ٹراٹسکی نے سوویت یونین کا امتیازی وصف یوں بیان کیا تھا کہ یہ ایک ابتدائی حکومت ہے۔یہ سرمایہ دارانہ نظام سے اشتراکیت کی طرف سفر کے درمیان عبوری حکومت ہے۔ بعض حوالوں سے ----اور یقیناً خواتین کے حوالے سے ابھی تک سوویت یونین سوشلزم کی نسبت سرمایہ داری کے زیادہ قریب ہے۔یہاں تک کہ موجودہ صورتحال میں بھی معقول حد تک صنعت کاری کا کام جاری ہے

''جنسی سیاست'' (Sexual Politics) میں کیٹ ملٹ Kate Millett اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ سوویت یونین میں بیوروکریسی کیوں کامیاب ہوئی؟ وہ بالکل صحیح نشان دہی کرتی ہے کہ سوویت یونین میں خواتین آزادی سے بہت دور ہیں۔اور انکی پوزیشن بنیادی طور پر اب بھی ویسی ہی ہے جیسی سرمایہ دارانہ ممالک میں خواتین کی ہے۔لیکن اس کا تجزیہ غیر مناسب ہے چونکہ وہ ردانقلاب کو خاندان میں

تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے اور عمومی سیاسی رد انقلاب سے اسے کاٹ کر الگ کر دیتی ہے جس نے سوویت زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کیا تھا۔ وہ یہ نتیجہ اخذ کرتی ہے کہ خواتین کی حیثیت اور خاندانی زندگی میں رد انقلاب کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مارکسی نظریہ جنسی انقلاب کیلئے نظریاتی بنیاد مہیا کرنے میں ناکام ہو چکا تھا۔ اور یہ قبائلی، سرداری نظام کی تاریخی اور نفسیاتی طاقت کی نسبت غیر معمولی طور پر سادہ اور معصومانہ تھا۔ (صفحہ 169)

پر کیٹ ملٹ آگے چل کر مزید لکھتی ہیں کہ:

علاوہ ازیں اس بات کا کوئی احساس ہی نہیں تھا کہ جنسی انقلاب کیلئے اگر ٹھوس کاوشیں کی جاتیں تو حقیقی امتحان رویوں میں تبدیلی کا ہوتا (صفحہ 170)

کیٹ ملٹ کہتی ہے کہ ٹراٹسکی نے ''انقلاب سے غداری'' میں خاندان کے قبائلی، سرداری نظام کی طرف پلٹا کھانے کو بڑی سختی سے رد کیا ہے۔ لیکن وہ یہ بھی کہتی ہے کہ 1936ء میں اس واقع کے ہو جانے کے بعد ٹراٹسکی کو اس کا ادراک ہوا۔ (صفحہ 170)

اگر چہ یہ زیادہ سودمند ثابت ہوتا اگر انقلاب کے قائدین جنسی انقلاب کے عوامل کا گہرائی سے ادراک رکھتے یہ غیر متوازی تجزیہ ہوگا کہ اگر افسر شاہی کی فتح کی وجوہات ہم اس کمی میں تلاش کریں۔

پس ماندہ رویے جو روایتی قبائلی خاندان سے ورثے میں ملے تھے، انقلاب کی قیادت ان سے لڑنے کی چاہے جتنی بھی کوشش کرتی اس سے کچھ فرق نہ پڑتا۔ سوویت خواتین کیلئے حقیقی مستقل ترقی کا احساس اس وقت تک ناممکن تھا جب تک کہ وہ پرانا گھریلو نظام جس نے انہیں قید کر رکھا تھا اور جس کے باعث وہ اپنے شوہروں کی محتاج تھیں، کو بدلنے کیلئے اقدامات نہیں کیے جاتے۔ آخری تجزیئے میں بنیادی ضرورت اداروں کو بدلنے کی ہے جو انسانی رویوں کو متاثر کرتے ہیں اور انکا تعین کرتے ہیں۔ لینن اور ٹراٹسکی کے دور کا بالشویک پروگرام بالکل درست تھا: نجی خاندانی گھریلو اشیاء کو تبدیل

کر کے اجتماعی رہن سہن کے طریقوں کے ذریعے خواتین کو گھریلو غلامی سے نجات دلانا ہے۔ بدقسمتی سے سوویت یونین کے حقیقی ذرائع ناکافی تھے اس لئے بالشویکوں کے پروگرام کا تیز ترین اطلاق نہ ہوسکا۔

ٹراٹسکی خواتین اور خاندان سے متعلق پس ماندہ رویوں کی تبدیلی سے بہت دلچسپی رکھتا تھا اور اس کی یہ دلچسپی اس کتابچے کے اقتباسات سے عیاں ہے۔ اس نے یہ جانچ لیا تھا کہ رویوں اور عمل کی تبدیلی کیلئے خواتین کو مخصوص کردار دیکر منظم کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات خاص طور پر 1925ء میں اس کی ایک تقریر سے ظاہر ہوتی ہے جہاں وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ پرانے رشتوں کو بدلنے کیلئے خواتین کو قلعہ شکن (Battering-ram) مشین کی طرح ہونا چاہئے۔

ٹراٹسکی کی 1936ء کی کم فہمی کے بارے میں ملٹ (Millett) کی رائے بھی ہدف سے ہٹ کر ہے۔ ٹراٹسکی سٹالنسٹ رجعت پسندی کا مخالف تھا جو 1923ء میں پہلی بار نمودار ہونا شروع ہوئی۔ ٹراٹسکی نے اپنی باقی ماندہ زندگی بشمول اپنی زندگی کے اس پختہ جدوجہد کی نظر کر دی جو عالمی محنت کش تحریک اور سوویت سماج کی ہر سرگرمی میں سٹالنزم کے پنپنے کے خلاف تھی۔ اس سے قبل 1927ء سے ہی ٹراٹسکی لیفٹ اپوزیشن کے پلیٹ فارم سے سوویت حکومت سے ان معمولی چیزوں کی محنت کشوں کو واپسی کا مطالبہ کررہا تھا جو ان سے چھین لی گئی تھیں مثلاً ڈے کیئر نرسریاں، ٹرام ٹکٹ اور لمبی چھٹیاں وغیرہ وہ ہمیں بہر صورت بحال کرانی چاہیں" ٹراٹسکی نے 1936ء سے ایک دہائی قبل سٹالنسٹ بیوروکریسی کی فتح سے خبر دار کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ یہ انقلاب کی تمام سماجی فتوحات کو خطرے میں ڈال دے گی اور روس میں ماقبل انقلاب کے بدترین حالات کو پھر سے جلا بخشے گی۔ ٹراٹسکی نے اس دور اندیش پیش گوئی میں خواتین کے حالات کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔

اگر ملٹ (Millett) کی رائے کا مقصد یہ ہے کہ ٹراٹسکی نے جو 1936ء میں تنقید

کی تھی وہ اسے پہلے کر دینی چاہئے تھی تو یہ ایک غیر تاریخی استدلال ہوگا۔ سیاسی رد انقلاب ایک عمل، ایک طریقہ کار تھا جو محض 1930ء کی دھائی میں ہی استوار اور مستحکم ہوا۔ 1920ء کی دھائی میں انقلاب کی زوال پذیری کا مصنوعی اندازہ کرنا قطعی غلط ہوتا۔ اگر کسی دوسرے ملک میں ایک کامیاب انقلاب برپا ہوتا تو وہ انقلاب سوویت یونین کے اندر انقلابی قوتوں کو مستحکم کرتا اور سٹالنسٹ فتح کی استواری کو ممکنہ طور پر روک دیا ہوتا۔ آج 1917ء کے انقلاب کے تسلسل کی ضرورت ہے تا کہ اس کی تکمیل کی جا سکے۔ آج ایک سیاسی انقلاب کی ضرورت ہے جو موجودہ رجعتی، مراعات یافتہ افسر شاہی کی قیادت کو اکھاڑ پھینکے جو سوویت یونین پر براجمان ہے۔ آج ایک ایسے سیاسی انقلاب کی ضرورت ہے جو بشمول آزادی نسواں اور خاندان کی تبدیلی کے ایک انقلابی پیش منظر اور محنت کشوں کی جمہوریت کو بحال کر سکے۔

اس عمل کا آغاز پہلے ہی 1955ء کی مشرقی برلن کی بغاوت، 1956ء کے ہنگری کے انقلاب اور 1968ء کے چیکوسلواکیہ کے ابھار میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بذات خود سوویت یونین کے اندر بھی زیر زمین اختلاف رائے اور بغاوت پائی جاتی ہے جو سب سے زیادہ اختلاف رائے رکھنے والے اور باغی قسم کے مصنفین کی تحریروں سے عیاں ہے۔ ان میں سے بعض مصنفین کی تحریروں میں خاندان کیلئے بیوروکریسی کی رجعتی پالیسی پر کڑی تنقید ملتی ہے۔ مثلاً سولزہنٹین (Solzhenitsyn) اپنے ناول ''پہلا دائرہ'' (The First Circle) میں لکھتا ہے:

''ڈیشا (Dasha) اپنا تھیسز (Thesis) تیسری بار شروع کر رہی تھی۔ اس کا پہلا موضوع ''سوشلزم میں خوراک کی تقسیم کا مسئلہ'' تھا۔ یہ موضوع 20 برس قبل تو بہت واضح تھا جب ہر کوئی، بشمول ڈیشا کے یہ بخوبی جانتا تھا کہ خاندانی کچن قصہ پارینہ بن چکا ہے اور آزاد خواتین اپنا ناشتہ اور دوپہر کا کھانا اجتماعی ریستورانوں میں کھاتیں ہیں۔ لیکن ان 20 سالوں میں یہ ''موضوع'' بہت مبہم بلکہ خطرناک ہوگیا تھا۔ یقیناً اب کون اجتماعی

ریستورانوں میں کھانا کھاتا تھا؟ ---- مثال کے طور پر ڈیشا بذات خود کبھی انتہائی مجبوری کے عالم میں ایسا کرتی تھی۔

اجتماعی کھانے کی محض دو صورتیں فروغ پا رہی تھیں: مہنگے ریستوران ---- جہاں اشتراکی اصولوں اور قواعد کا اظہار نہیں ہوتا تھا ----اور چھوٹے چھوٹے سستے مے خانے جہاں صرف ''واڈکا'' فروخت ہوتی تھی۔ کاغذوں میں اب بھی اجتماعی ریستوران موجود تھے چونکہ گذشتہ 20 سالوں سے ''عظیم سٹالن'' خوراک کی تقسیم کے موضوع پر اپنا گلا پھاڑ رہا تھا اس لئے اس موضوع پر اپنی رائے کا اظہار کرنا خطرناک تھا۔'' (صفحہ 323)

سوویت یونین میں اپوزیشن اور بغاوتی تحریکیں سوویت خواتین کے مفادات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ لارسا دانیال جیسی خواتین جنہوں نے سوویت یونین کے چیکو سلواکیہ پر حملے کے خلاف ماسکو کے ریڈ سکوائر (Red Square) کے مظاہرے میں شرکت کی تھی' آج اختلاف رائے رکھنے والوں میں ویسے ہی نمایاں ہیں جیسے ان کے آباؤاجداد 1917ء کے انقلاب کو جنم دینے میں نمایاں تھے۔

اب جب کہ پوری دنیا میں آزادیٔ نسواں کی تحریکیں ابھر رہی ہیں تو یہ بات ناقابل فہم ہے کہ سوویت یونین میں بھی ایسی کوئی تحریک نہیں ابھرے گی یا پھر یہ کہ وہاں اب جو سیاسی انقلاب جنم لے رہا ہے یہ اس میں کوئی نمایاں کردار ادا نہیں کرے گی۔ سوویت یونین کے تجربات سے ایک سبق سیکھا جانا چاہئے کہ سوشلسٹ انقلاب سے قبل اور سوشلسٹ انقلاب کے دوران جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ خواتین کو منظم کرنا ہے تاکہ وہ انقلاب کے اندر اپنا زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں (ٹراٹسکی کے الفاظ میں یہ کہ وہ قلعہ شکن مشین بن سکیں) اس یقین کے ساتھ کہ ان کی ضروریات اور امنگوں کی تشفی ہوئی ہے اور انہیں ماتحت نہیں رکھا گیا۔ یہ وہ سبق ہے جس کا اطلاق دنیا کے ہر ملک پر ہوتا ہے ---- صرف ان ملکوں میں ہی نہیں جہاں

سوشلسٹ انقلاب کو زندہ کیا جانا ہے یا جہاں اس کی بگڑی ہوئی صورت کو درست کرنا ہے بلکہ ہمارے ملک جیسے دوسرے ملکوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جہاں ابھی سوشلسٹ انقلاب کا آغاز ہونا ہے۔

(15 اکتوبر 1970ء)

اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں میگزین کا ایک آرٹیکل بھی شامل ہے جو ٹراٹسکی نے 1932ء میں ان سوالات کے جواب میں لکھا تھا جو میگزین نے ٹراٹسکی سے سوویت یونین کو تسلیم کرنے کی امریکی تجاویز کے بارے میں کیے تھے وہ تجاویز سوویت زندگی پر کافی بحث کی متقاضی تھیں۔

"پرانے خاندان سے نئے خاندان تک"

یہ آرٹیکل 13 جولائی 1923ء میں "پراودا" میں شائع ہوا تھا۔ اس کا پہلا انگریزی ترجمہ زیڈ ونجیروا (Z.Vengerove) نے کیا جو 1924ء میں "زندگی کی مشکلات" میں شائع ہوا تھا۔

خاندان کے اندرونی رشتوں اور واقعات کی چھان بین ان کی فطرت کے اعتبار سے سب سے مشکل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ آجکل خاندانی بندھن پہلے کی نسبت (حقیقی زندگی میں، صرف اخبارات میں نہیں) اتنی آسانی سے اور پے در پے کیوں ٹوٹتے ہیں۔ بڑی حد تک ہمیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے مطمئن ہو جانا چاہیے۔ مزید یہ کہ انقلاب سے قبل اور موجودہ وقت میں فرق یہ ہے کہ پہلے محنت کش طبقے کے خاندانوں کی ڈرامائی کشمکش اور مشکلات ان کی اپنی سمجھ میں آئے بغیر گزر جایا کرتیں تھیں جبکہ اب محنت کشوں کا بالائی حصہ ذمہ دار عہدوں پر فائز ہے۔ ان کی زندگی شہرت کی حامل ہے اور ان کی زندگی کا ہر گھریلو المیہ بہت زیادہ تبصرے اور تنقید کا عنوان بن جاتا ہے بلکہ اکثر بے کار گپ شپ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

تاہم اس سے انکار نہیں کہ بشمول پرولتاریہ طبقے کے تمام خاندانی رشتے بکھر گئے ہیں۔ ماسکو میں پارٹی پراپیگنڈسٹس 2 (Propagandists) کی کانفرنس میں اس حقیقت کو ٹھوس انداز میں پیش کیا گیا تھا مگر کسی نے بھی اس کے خلاف کچھ نہیں کہا۔ وہ سب محض مختلف انداز میں اس سے متاثر ہوئے ---- ہر کوئی اپنے انداز میں متاثر ہوا۔ کچھ نے اسے بہت مشکوک انداز میں دیکھا۔ بعض نے محتاط رویہ اختیار کیا اور بعض ایسے تھے جو حیران و پریشان دکھائی دیتے تھے۔ پھر بھی سب پر ایک بات ضرور عیاں تھی کہ کوئی بہت بڑا عمل جاری و ساری ہے جو ایک پراختلال کیفیت اختیار کئے ہوئے ہے جیسے نکتہ چینیاں' بغاوتیں وغیرہ۔ لیکن ایک نئی اعلیٰ پیمانے کی خاندانی زندگی کے آغاز کیلئے اور پوشیدہ امکانات کو آشکار کرنے کیلئے ابھی وقت نہیں تھا۔

خاندانی ٹوٹ پھوٹ کے متعلق کچھ خبریں چپکے سے پریس تک پہنچ جاتیں مگر یہ کبھی کبھار اور بہت ہی مبہم انداز میں ہوتا۔ ایک آرٹیکل میں اس موضوع پر میں نے پڑھا تھا کہ محنت کش طبقے کے اندر خاندان کا خاتمہ ''پرولتاریہ پر بورژوا اثر ورسوخ'' کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

یہ بات اتنی سادہ نہیں ہے۔ اس سوال کی جڑیں بہت گہری اور کہیں زیادہ پیچیدہ ہیں۔ ماضی اور حال کی بورژوازی کا اثر یقیناً موجود ہے مگر سب سے اہم عمل پرولتاریہ خاندان کا اپنا وہ تکلیف دہ ارتقاء ہے جو اسے بحرانوں تک لے آیا ہے۔ اور ہم اب اس عمل کی پہلی پرانتشار کیفیت کو دیکھ رہے ہیں۔

خاندان پر جنگ کا تباہ کن اثر بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ جنگ خاندان کو خودکار طریقے سے منتشر کر دیتی ہے۔ لوگوں کو لمبے عرصے کیلئے جدا کر دیتی ہے یا اتفاقاً نہیں ملا دیتی ہے۔ جنگ کا یہ تاثر جاری رہا تھا جسے انقلاب نے تقویت بخشی۔ جنگ کے سالوں نے وہ سب کچھ منتشر کر دیا جو تاریخی روایات کے جمود کی وجہ سے کھڑا تھا۔ جنگ کے سالوں نے زارشاہی کی طاقت' مراعات یافتہ طبقات اور پرانے روایتی خاندان سب کو بکھیر دیا تھا۔

انقلاب کا آغاز نئی ریاست کی تعمیر سے ہوا۔اور اس نے بہت ہی معمولی مگر انتہائی ناگزیر مقاصد حاصل کئے۔

اس لئے مسئلے کا معاشی پہلو بہت پیچیدہ ثابت ہوا۔جنگ نے پرانے معاشی نظام کو ہلا کر رکھ دیا اور انقلاب نے اسے اکھاڑ پھینکا۔اب ہم ایک نئے معاشی نظام کی تعمیر کر رہے ہیں۔معاشی میدان میں ہم ابھی ابھی تباہ حال دور سے نکلے ہیں اور ابھی ابھی ابھرنا شروع کیا ہے۔ہماری ترقی کی رفتار ابھی تک بہت سست ہے اور نئی اشتراکی معاشی زندگی کی حاصلات ہنوز بہت دور ہیں۔لیکن یقیناً ہم تباہی اور بربادی کے دور سے نکل آئے ہیں۔سب سے زیادہ پستی کا دور 1920-21ء کا تھا۔

خاندانی زندگی کے اندر سے ابھی پہلے تباہ کن دور کا خاتمہ نہیں ہوا۔انتشار کا عمل ابھی تک عروج پر ہے۔ہمیں اسے ذہن میں رکھنا چاہئے۔خاندانی اور گھریلو زندگی ابھی تک 1920-21ء کے دور سے گزر رہی ہے اور 1923ء کے معیار تک ابھی نہیں پہنچی۔معیشت کی نسبت گھریلو زندگی کہیں زیادہ رجعتی ہے۔اور اس کی ایک وجہ آگہی اور شعور کا فقدان ہے۔

سیاست اور معیشت میں محنت کش طبقہ اجتماعی طور پر عمل کرتا ہے اور پرولتاریہ کے تاریخی مقاصد کی تکمیل کرتے ہوئے یہ اگلی صف میں اپنے محافظ دستے (کمیونسٹ پارٹی) کو آگے کی سمت دھکیلتا ہے۔گھریلو زندگی میں محنت کش طبقہ ان خلیوں میں تقسیم ہو جاتا ہے جو خاندان پر مشتمل ہوتے ہیں۔سیاسی حکومت کی تبدیلی، ریاست کے معاشی نظام میں تبدیلی، فیکٹریوں اور ملوں کا محنت کشوں کے ہاتھوں میں آنا ---ان سب نے یقیناً خاندان کے حالات پر اثر ڈالا تھا مگر محض بالواسطہ اور بیرونی طور پر اور بغیر ان گھریلو روایات کو چھوڑے جو ماضی سے ورثے میں ملیں تھیں۔

خاندان کی بڑے پیمانے کی اصلاح اور زیادہ عمومی طور پر گھریلو زندگی کی ترتیب، محنت کش طبقے کی طرف سے بہت بڑی شعوری جدوجہد اور طبقے کے اپنے اندر

ثقافت اور ترقی کے لئے خواہش کی طاقتور متحرک قوت کے وجود کی متقاضی ہے۔مٹی کے بھاری ڈھیلوں کو الٹنے پلٹنے کیلئے زیادہ گہرے ہل کی ضرورت ہے۔سوویت ریاست کے اندر مرد وزن کی سیاسی برابری کو عملی جامہ پہنانا ایک مسئلہ تھا۔لیکن اس سے بڑا مسئلہ ٹریڈ یونینز' فیکٹریوں اور ملوں کے اندر مرد و خواتین کی صنعتی مساوات کا تھا کہ کہیں صنعتی مساوات کے نفاذ میں مردوں کو عورتوں پر فوقیت نہ مل جائے۔لیکن خاندان کے اندر مرد و خواتین کی حقیقی برابری کا حصول بے حد مشقت طلب مسئلہ ہے۔ہمیں تمام گھریلو عادات کو یکسر بدلنے کی ضرورت ہے۔یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب تک گھر کے اندر بیوی اور شوہر کی حقیقی برابری نہیں ہوتی تو ہم سماجی کام کاج اور سیاست میں ان کی برابری کے بابت سنجیدگی سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ جب تک عورت سلائی کڑھائی' کھانے پکانے 'خاندان کی دیکھ بھال اور دوسرے امور خانہ داری کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے' اس وقت تک سیاسی زندگی یا سماجی سرگرمیوں میں اس کے حصہ لینے کے مواقع نہ ہونے کے برابر ہیں۔

سب سے آسان ترین مسئلہ طاقت کا حصول تھا مگر اسی ایک مسئلے نے انقلاب کے ابتدائی دور میں ہماری تمام تر قوتوں کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ یہ لامحدود قربانیوں کا متقاضی تھا۔ خانہ جنگی نے حتی المقدور شدت اور سخت گیری کو جنم دیا۔بیہودہ اجڈ اور ناشائستہ لوگ چیخ اٹھے کہ یہ اخلاقی بربریت ہے۔پرولتاریہ خونی اور بدکار ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حقیقت میں جو ہو رہا تھا وہ یہ تھا کہ پرولتاریہ انقلابی طاقت کی شدت کے ذرائع اپنے ہاتھوں میں لے کر ایک نئی ثقافت اور حقیقی انسانی اقدار کی جدوجہد کی راہنمائی کر رہا تھا۔

پہلے چار پانچ سالوں میں ہم خوفناک معاشی ابتری کے دور سے گزر رہے ہیں۔ پیداوار کا انہدام ہو گیا اور پھر پیدا شدہ اشیاء بھی خوفناک حد تک گھٹیا معیار کی تھیں۔ دشمنوں نے اس سارے عمل کو سوویت حکومت کے گلنے سڑنے کا نشان سمجھا۔تاہم حقیقت

میں یہ پرانے معاشی نظام کی تباہی کا ناگزیر مرحلہ تھا اور ایک نئے معاشی نظام کی تخلیق کی (بےیار ومددگار) کاوشیں تھیں۔

جہاں تک خاندانی رشتوں اور عمومی انفرادی زندگی کے طور طریقوں کا تعلق ہے تو پرانی چیزوں کے انتشار کیلئے ایک ناگزیر دور ہونا چاہیے تھا۔ جیسا کہ ورثے میں ملی ہوئیں روایات جو سوچوں کے قابو میں نہیں آئیں تھیں۔ لیکن گھریلو زندگی کے میدان میں تباہی وبربادی اور تنقید کا دور ذرا دیر سے شروع ہوا اور لمبا عرصہ جاری رہا۔ اور اس نے غیر صحت مندانہ اور المناک صورتیں اختیار کیں جو بہت پیچیدہ تھیں اور سطحی مشاہدے سے سمجھ میں آنے والی نہیں تھیں۔ عمومی زندگی' معیشت اور ریاستی حالات کی تشویشناک تبدیلی کے یہ ترقی پسند سنگ میل واضح انداز میں بیان کئے جانے چاہئے تھے تاکہ وہ عجیب وغریب واقعات جن کا ہم نے مشاہدہ کیا ان سے بچا جا سکتا۔ ہمیں ان کے درست انداز میں تجزیئے کا ادراک ہونا چاہیے۔ محنت کش طبقے کی بالیدگی میں ان کے درست مقام کو سمجھنا چاہئے۔ اور شعوری طور پر نئی صورت حال کو زندگی کے اشتراکی طرز عمل کی سمت موڑنا چاہئے۔

تنبیہ ناگزیر ہے۔ جیسا کہ ہمیں پہلے ہی خطرے کی نشاندہی کرتی ہوئیں آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ " ماسکو پارٹی پراپیگنڈسٹس" کی کانفرنس کے موقع پر کچھ کامریڈز نے بڑی بےتابی کے ساتھ کہا کہ نئے رشتوں کی خاطر بہت بڑی تعداد میں پرانے خاندانی بندھن ٹوٹ گئے ہیں۔ تمام تر صورتوں میں ماں اور بچے ہی قربانی کا بکرا بنے ہیں۔ دوسری طرف ہم میں سے کون ہے جس نے نجی گفتگو میں سوویت کے نوجوانوں کے درمیان' خاص کر کومسومولز (Komsomols) کے اندر اخلاقی انہدام کی شکایات نہیں سنیں۔ ان شکایات میں سب کچھ مبالغہ آرائی ہی نہیں بلکہ کچھ سچ بھی ہے۔ اس سچ کے تاریک پہلوؤں کے خلاف ہمیں یقیناً لڑنا چاہیے اور ہم لڑیں گے بھی۔ یہ جنگ انسانی شخصیت کی بلندی اور اعلیٰ پیمانے کی ثقافت کے حصول کیلئے جنگ ہے۔ لیکن اپنا

کام شروع کرنے کیلئے' جذباتی مغمومیت یا رجعتی وعظ و نصیحت کے بغیر مسئلے کی الف' ب کو سلجھانے کیلئے ہمیں سب سے پہلے حقائق کا یقین کر لینا چاہئے اور یقیناً جو کچھ ہو رہا ہے اسے واضح انداز میں پرکھنا چاہئے۔

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔ دیوہیکل واقعات خاندان پر پرانی صورتوں (جنگ اور انقلاب) میں نازل ہوئے ہیں۔ اور ان کے پیچھے پیچھے زیر زمین آہستہ آہستہ رینگتا ہوا چھچھوندر---ایک تنقیدی سوچ' خاندانی رشتوں کی اہمیت کا ایک شعوری مطالعہ۔ یہ دیوہیکل واقعات کی میکانی طاقت تھی جو بیدار مغز کی تنقیدی طاقت کے ساتھ یکجا تھی جس نے خاندانی رشتوں کے اندر اس تباہی و بربادی کے دور کو جنم دیا جو ہم اب دیکھ رہے ہیں۔ روسی محنت کش طبقے کو طاقت پر فتح کے بعد اب زندگی کے مختلف پہلوؤں میں ثقافت کے فروغ کیلئے اپنے پہلے شعوری اقدامات کرنے چاہیے۔ اس عظیم تصادم کی تحریک اور جذبے کے زیر اثر محنت کش کی شخصیت نے پہلی بار زندگی کی تمام روایتی صورتوں' تمام گھریلو طور طریقوں اور عادات' گرجے کی رسومات وقواعد اور تمام رشتوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

اس میں حیرانگی کی کوئی بات نہیں کہ شروع شروع میں انفرادی احتجاج اور ماضی کی روایات کے خلاف بغاوت کو انارکی سمجھا گیا یا انتہائی ناشائستہ آوارگی تصور کیا گیا۔ ہم نے سیاست' فوجی معاملات اور معیشت میں طوائف الملوکانہ انفرادیت کی انتہاپسندی اور کٹر پن عوامی جلسوں کی فصیح و بلیغ زبان میں دیکھا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی حیرت کی بات نہیں کہ اس عمل کا انتہائی گہرے اور تکلیف دہ انداز میں خاندانی رشتوں پر ردعمل ہوا ہے۔ ایک بیدار شخصیت ہے جو نئے انداز میں تنظیم نو چاہتی ہے۔ پرانی گھسی پٹی پگڈنڈیوں سے ہٹ کر اس خاندانی انتشار کی شاہراہ کی طرف رجوع کر رہی ہے جسے ماسکو کانفرنس میں بدکار بداعمال اور اعلانیہ مجرم ٹھہرایا گیا۔

شوہر' رائے عامہ کی بیداری کی وجہ سے اپنے عمومی ماحول سے کٹ جاتا ہے۔

بلدیاتی محاذ پر ایک انقلابی شہری بنتا ہے۔ یہ بہت اہم تبدیلی ہے۔ اس کا نقطہ نظر وسیع ہے۔ اس کی آرزوئیں اور تمنائیں بڑی بلند اور پیچیدہ نوعیت کی ہیں۔ وہ ایک مختلف آدمی ہے۔ اور وہ ہر چیز کی مکمل عملی تبدیلی کی تلاش میں ہے۔ گھر کے افراد اور خاندانی رشتوں کے ساتھ پرانی ہم آہنگی ختم ہوگئی ہے۔ کوئی نئی ہم آہنگی پروان نہیں چڑھی۔ باہمی اعجاز آفرینی باہمی عدم اطمینانی میں بدلتی ہے اور پھر نفرت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ خاندان بکھر جاتا ہے۔

شوہر ایک کمیونسٹ ہے۔ وہ ایک سرگرم زندگی بسر کرتا ہے۔ ساجی کام کاج میں مصروف ہے۔ اس کی ذہنی نشوونما ہوتی ہے۔ اس کی نجی زندگی اس کے اپنے کام میں غرق ہے۔ لیکن اس کی بیوی بھی ایک کمیونسٹ ہے۔ وہ ساجی کام کاج کرنا چاہتی ہے۔ عوامی جلسوں میں جانا چاہتی ہے۔ یونین یا سوویٹ میں کام کرنا چاہتی ہے۔ اس سے قبل کہ انہیں آگہی ہو۔ گھریلو زندگی کا وجود عملی طور پر ختم ہوتا جاتا ہے۔ گھریلو فضا کی عدم موجودگی کا نتیجہ مسلسل تصادم ہوتا ہے۔ شوہر اور بیوی میں اختلاف رائے جنم لیتا ہے۔ خاندان ٹوٹ جاتا ہے۔

شوہر کمیونسٹ ہے بیوی کا کسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ شوہر اپنے کام میں غرق ہے۔ بیوی پہلے کی طرح محض گھر کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ تعلقات ''پرامن'' ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ تعلقات کا انحصار حسب معمول اجنبیت پر ہے۔ لیکن شوہر کی کمیٹی ---کمیونسٹ ''سیل''---- فرمان جاری کرتی ہے کہ اسے اپنے گھر میں ان بزرگوں کی تصویریں جنہیں اس نے خود مقدس بنا رکھا ہے' اتار دینی چاہیے۔ وہ فطری طور پر رضا مند ہے۔ لیکن اس کی بیوی کیلئے یہ ایک سانحہ ہے۔ یوں ایک چھوٹا سا واقعہ اس اتھاہ گہرائی کو آشکار کرتا ہے جو بیوی خاوند کے ذہنوں کو جدا کر دیتی ہے۔ تعلقات غارت ہو جاتے ہیں۔ خاندان بکھر جاتا ہے۔

ایک پرانا خاندان ہے۔ دس پندرہ سال اجتماعی زندگی بسر کی ہے۔ شوہر ایک اچھا

ورکر ہے۔اپنے خاندان کیلئے مکمل طور پر وقف ہے۔بیوی بھی اپنے گھر کیلئے زندہ ہے۔ اپنی تمام تر توانائیاں گھر کو سونپ دیتی ہے۔لیکن محض اتفاقاً خواتین کی کمیونسٹ تنظیم سے اس کا تعلق بن جاتا ہے۔اس کی نگاہوں کے سامنے ایک نئی دنیا کھلتی ہے۔ اس کی توانائیاں ایک نیا اور وسیع مقصد تلاش کر لیتی ہیں۔خاندان نظر انداز ہو جاتا ہے۔شوہر برہم ہوتا ہے۔بیوی کے شعور کی نئی بیداری کو ٹھیس پہنچتی ہے۔خاندان ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے۔

ایسے تمام گھریلو المیوں کی مثالوں کا ایک ہی انجام ہے---- خاندان کی ٹوٹ پھوٹ----اور یہ لامحدود ہے۔ہم نے بہت ہی مخصوص صورتوں کی نشاندہی کی ہے۔ ہماری تمام مثالوں میں ایسے کا باعث کمیونسٹ اور غیر پارٹی عناصر کے درمیان ٹکراؤ ہے۔ لیکن خاندانی ٹوٹ پھوٹ----میرے کہنے کا مطلب ہے پرانی طرز کے خاندان کا انتشار طبقے کے محض بالائی حصے تک ہی محدود نہیں ہے۔خاندانی رشتوں میں ٹوٹ پھوٹ کی تحریک بہت گہرائی تک سرائیت کرتی ہے۔کمیونسٹ محافظ دستے کا دھیان محض ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو مجموعی طور پر طبقے کیلئے ناگزیر ہوتی ہیں۔پرانے حالات کی طرف عیب جو رویہ اور خاندان پر نئے دعوے مجموعی طور پر کمیونسٹ اور محنت کش طبقے کے درمیان بارڈر لائن سے بہت پرے پھیلے ہوئے ہیں۔

مرضی کی شادی کا رواج اس روایتی مقدس خاندان کیلئے ایک بہت بڑا تھپٹر تھا جو زیادہ تر دکھلاوے کیلئے زندہ تھا۔پرانی شادی کے بندھنوں میں باہمی ربط کم تھا جبکہ بیرونی طاقتوں کو یکجا کرنے والی قوت' سماجی روایات اور خاص کر مذہبی رسومات زیادہ تھیں۔ چرچ کی طاقت پر جو تھپٹر رسید ہوا وہ خاندان کے لئے ایک زوردار مکا تھا۔مذہبی رسومات'جن کی کوئی ریاستی شناخت یا منظوری نہیں اور جو یکجہتی کی افادیت سے بھی محروم ہیں' لڑکھڑاتے ہوئے خاندان کو سہارا دینے کیلئے ابھی تک استعمال میں ہیں۔لیکن جب خاندان کے اندر باہمی اتحاد نہیں رہتا' جب محض جمود خاندان کو مکمل انہدام سے بچائے

رکھتا ہے تب ہر ایک بیرونی ٹھوکر اسے ٹکڑوں میں بکھیر دینے کیلئے یقینی طور پر کافی ہوتی ہے۔ جب کہ عین اسی وقت یہ مذہبی رسومات کے ساتھ وابستگی پر بھی تھپڑ کی حیثیت رکھتی ہے۔اور بیرونی ٹھوکریں اب پہلے کی نسبت لامحدود اور یقینی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ خاندان لڑکھڑاتا ہے' بحال ہونے میں ناکام رہتا ہے اور پھر گر پڑتا ہے۔زندگی اپنی شرائط پر فیصلہ کرتی ہے۔اور زندگی بڑے سخت اور تکلیف دہ انداز میں خاندان کو رد کرتی ہے۔

تاریخ پرانے درختوں کو کاٹ گراتی ہے---اور ٹکڑے ہوا میں بکھر جاتے ہیں۔

لیکن کیا زندگی نئی طرز کے خاندان کے عناصر کو پروان چڑھا رہی ہے؟ یقیناً---- ہمیں صرف واضح انداز میں ان عناصر کی فطرت اور انکی بناوٹ کے عمل کو سمجھنا چاہئے۔ دوسرے معاملات کی طرح ہمیں طبعی حالات کو نفسیاتی حالات سے اور عمومی حالات کو انفرادی حالات سے الگ کر کے دیکھنا چاہئے۔نفسیاتی طور پر ہمارے لئے نئے خاندان کا ارتقاء اور عمومی طور پر نئے انسانی رشتوں کا مطلب محنت کش طبقے کی ثقافت کی ترقی' انفرادی بہتری' داخلی نظم وضبط اور ضروریات کے معیار کی اٹھان ہے۔اس پہلو سے انقلاب بذات خود آگے کی طرف ایک بڑا قدم ہے اور خاندان کے انتشار کا یہ بدترین عمل بڑے تکلیف دہ انداز میں طبقے اور طبقے کے اندر انفرادیت کی بیداری کا اظہار ہے۔اس نقطہ نظر سے' ثقافت کے متعلق ہمارا تمام تر کام---وہ کام جو ہم کر رہے ہیں اور جو ہمیں کرتے رہنا چاہئے' ایک نئے خاندان اور نئے رشتوں کی تیاری ہے۔انفرادی مرد و زن کے ثقافتی معیار کو بلند کئے بغیر اعلیٰ پائے کے نئے خاندان کا حصول ممکن نہیں۔ اس میدان میں ہم اندرونی نظم وضبط کی بات تو کر سکتے ہیں مگر بیرونی دباؤ اور مجبوری کی نہیں۔ یوں خاندان کے کسی انفرادی شخص کے داخلی نظم وضبط کی قوت' داخلی زندگی کی روشن خیال کی وسعت اور رشتوں کی اقدار کیساتھ مشروط ہے جو بیوی اور شوہر کو باہم متحد رکھتے ہیں۔

نئے خاندان اور نئی زندگی کیلئے ماحول کی تیاریوں کو بنیادی طور پر ایک بار پھر

اشتراکیت کی تعمیر کے عمومی کام سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔محنت کشوں کی ریاست کو اتنا دولت مند ضرور ہونا چاہیئے کہ وہ ہر ممکن طور پر بچوں کی تعلیم وتربیت اور خاندان کو باورچی خانے اور لانڈری کے بوجھ سے آزاد کروانے کے اقدامات کر سکے۔معاشی ترقی کے بغیر بچوں کی تعلیم وتربیت اور گھریلو انتظامات کے اشتراکی طریقوں کا تصور بھی محال ہے۔ ہمیں مزید اشتراکی معیشت کی صورتیں درکار ہیں۔صرف اسی طور پر ہم خاندان کو ان پریشانیوں اور فرائض منصبی سے آزاد کروا سکتے ہیں جو اسکو دبانے اور اس کے انتشار کا باعث ہیں۔کپڑوں کی دھلائی عوامی لانڈریوں میں ہونی چاہئے' کھانے پینے کا انتظام عوامی ریستورانوں میں جبکہ سلائی کا کام عوامی دکانوں میں ہونا چاہئے۔بچوں کی تعلیم و تربیت ایسے اساتذہ کریں جو صحیح معنوں میں پیشہ وارانہ صلاحیتوں کے مالک ہوں۔تب بیوی شوہر کے درمیان بندھن تمام تر بیرونی اور حادثاتی چیزوں سے آزاد ہوگا۔اور بیوی یا شوہر میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی زندگی کو غصب نہ کر سکے گا۔ایک حقیقی برابری اور مساوات کا قیام ہوگا۔بندھن باہمی محبت پر استوار ہوگا۔یوں یہ بندھن ایک داخلی توازن حاصل کرے گا جو سب کیلئے نہ تو ایک جیسا ہوگا اور نہ کسی کیلئے لازمی۔

یوں نئے خاندان کی سمت سفر دوہری نوعیت کا ہے۔

(1) محنت کش طبقے اور طبقے کے اندر انفرادی اشخاص کی تعلیم اور ثقافتی معیار کی بلندی۔

(2) طبقے کے مالی حالات کی بہتری۔

ان دونوں عوامل کا ایک دوسرے سے بڑا گہرا ربط ہے۔

مندرجہ بالا بیان کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ ایک معین وقت میں مستقبل کے خاندان کو مالی خوشحالی کی ضمانت سے اس کو تمام حقوق ایک دم میسر آ جائیں گے۔نہیں! نئے خاندان کی سمت پیش قدمی ابھی سے ممکن ہے۔یہ سچ ہے کہ ریاست ابھی نہ تو بچوں کی تعلیم وتربیت اور نہ ہی عوامی باورچی خانوں کے قیام کا بیڑا اٹھا سکتی ہے اور نہ ہی عوامی

لانڈریوں کا فوری قیام عمل میں لاسکتی ہے جہاں کپڑے نہ تو پھٹیں اور نہ ہی چوری ہوں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو جرات منداور ترقی پسند خاندان ہیں وہ ابھی سے گروپ بنا کر اجتماعی گھریلو انتظامات کے یونٹس قائم نہیں کر سکتے۔ اس قسم کے تجربات یقیناً احتیاط سے کئے جانے چاہیں۔ ہر ایک یونٹ' گروپ کے اجتماعی مفادات اور ضروریات کیلئے جواب دہ ہونا چاہئے۔ اور گروپ کے ہر ایک ممبر کو واضح فوقیت دینی چاہیے۔ کامریڈ سیما شکو (Semashko) نے حال ہی میں خاندانی زندگی کی تعمیر نو کی ضرورت پر یوں اظہار خیال کیا ہے:

''یہ کام عملی طور پر زیادہ بہتر کیا جاتا ہے۔ محض احکامات اور وعظ و نصیحت کا اثر بہت کم ہوگا۔ ہزاروں اعلیٰ قسم کے پمفلٹس کی نسبت ایک مثال' ایک عملی وضاحت زیادہ کام دکھائے گی۔ اس عملی پراپیگنڈے کا انتظام سرجن کے اس طریقہ کار کی طرح کیا جا سکتا ہے جسے وہ اپنی پریکٹس میں ٹرانس پلانٹیشن (Transplantation) یا منتقلی کہتا ہے۔ جب جسم کا کوئی حصہ زخم یا جلنے کی وجہ سے جلد سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور جب جلد کی نشوونما کی کوئی امید بھی باقی نہیں رہتی تو پھر جسم کے صحت مند حصوں سے گوشت کے ٹکڑوں کو کاٹ کر جلد سے محروم جگہوں پر لگا دیا جاتا ہے۔ یوں یہ ٹکڑے وہاں چپک جاتے ہیں اور نشوونما پانا شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ تمام زخمی جلد مندمل ہو جاتی ہے ایسا ہی عملی پراپیگنڈے میں ہوتا ہے۔ جب کوئی ایک فیکٹری کمیونسٹ رویے اختیار کرتی ہے تو دوسری فیکٹریاں اس کی تقلید کرتی ہیں۔''

(این سیما شکو (N.Semashko) آئزوسٹیا Izvestia نمبر 81' 14 اپریل 1923ء)

اجتماعی گھریلو انتظامات کے ان یونٹوں کا تجربہ اس کمیونسٹ طرز زندگی کی نمائندگی کرتا ہے جو ابھی اپنے آغاز میں ہے اور انتہائی نامکمل ہے اس لئے بڑی احتیاط اور غور وفکر سے اس کا جائزہ لینا چاہیئے۔ اس طرح کی نجی پیش قدمی اور حکومتی تعاون' کے ملاپ

کوسب سے بڑھ کر مقامی سوویٹوں (Soviets) اور معاشی انجمنوں کی اولین توجہ درکار ہے۔ نئے گھروں کی تعمیر (اور بہر صورت ہم نئے گھر تعمیر کرنے والے ہیں!) لازمی طور پر خاندانی ضروریات کے مطابق ہونی چاہیے۔ تاہم اس سمت بظاہر پہلی اور نا قابل تردید کامیابی بہت معمولی اور محدود ہے مگر یہ ناگزیر طور پر دور دراز کے مزید گروپوں کے اندر اس خواہش کو ابھارے گی کہ وہ بھی انہیں خطوط پر اپنی زندگیوں کو منظم کریں۔ ریاست کے مادی ذرائع کے نقطہ نظر سے یا بذات خود پرولتاریہ کی تیاری کے نقطہ نظر سے اس کام کے اوپر سے آغاز کیلئے وقت ابھی مناسب نہیں ہوا۔ ہم عوام کے مثالی نمونوں کی تخلیق سے ہی موجودہ وقت میں جمود کو توڑ سکتے ہیں۔ بتدریج ہمارے پاؤں جمنے چاہیں۔ بہت آگے کی طرف تیز رفتاری نہیں ہونی چاہئے اور نہ ہی ہمیں افسر شاہی کے خلائی تجربات میں دھنس کے رک جانا چاہیے۔ ایک معین وقت میں ریاست مقامی سوویٹوں (Soviets) کی مدد سے اور کوآپریٹو یونٹوں کے تعاون سے اس کام کو وسیع 'گہرا اور اشتراکی بنانے کی اہل ہوگی۔ اس طرح انسانی خاندان' بقول اینگلز" ضرورت کی کیفیت سے آزادی کے میدان میں چھلانگ لگائے گا۔"

"ماسکو کی محنت کش خواتین کی تقریب اور ریلی کے انعقاد کے موقع پر ایک خط"

ماسکو کی محنت کش خواتین کے نام ٹراٹسکی کا پیغام 28 نومبر 1923ء کو 'پراودا" میں چھپا تھا۔ جارج ساؤنڈرز (George Saunders) نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور 30 مارچ 1970ء کو انٹرنیشنل پریس نے اسے شائع کیا۔

مجھے بہت دکھ ہے کہ میں شدید سردی کی طوالت کے باعث آپ کی اس ریلی میں شرکت سے قاصر ہوں جس کا انعقاد 'خواتین کے اندر پارٹی کے درست اور جامع کام کے پانچ سال کے اختتام پر کیا جا رہا ہے۔ مجھے اس ریلی میں شرکت کرنے والوں کو تحریری

سلام پیش کرنے دیجیے اور ان کے توسط سے ان محنت کش اور کسان خواتین کو بھی سلام پیش کرنے دیجیے جنہیں پارٹی کے کام نے بیدار کیا ہے۔اور ان کو بھی میرا سلام جنہیں آج نہیں تو کل پارٹی کا کام بیدار کرے گا۔

عورتوں کی مالی اور روحانی آزادی کا مسئلہ خاندان کی تبدیلی سے جڑا ہوا ہے۔دم گھٹا دینے والے اس زنداں کی سلاخوں کو اکھاڑنا ناگزیر ہے جس میں موجود خاندانی نظام نے عورت کو قید کر رکھا ہے۔جس نے عورت کو غلام اور ایک مال بردار جانور بنا رکھا ہے۔اس تبدیلی کی تکمیل صرف اجتماعی کھانے پینے کے طریقوں اور بچوں کی اجتماعی نگہداشت کے طریقوں کو منظم کر کے ہی کی جا سکتی ہے۔اس منزل کا راستہ مختصر نہیں ہے: مادی ذرائع 'پختہ ارادہ اور جدوجہد درکار ہے۔

خاندان کی روزمرہ زندگی کی تبدیلی کی طرف دو راستے جاتے ہیں:۔ایک نیچے سے اور دوسرا اوپر سے۔نچلے راستے سے مراد انفرادی خاندانوں کے ذرائع اور کاوشوں کو جوڑ کر ایسے بڑے بڑے خاندانی یونٹوں کا قیام عمل میں لانا ہے جن کے کچن اور لانڈریاں وغیرہ مشترک ہوں۔ اوپر والے راستے سے مراد ریاست یا مقامی سوویٹوں (Soviets) کی پیش قدمی ہے جس کے ذریعے محنت کشوں کے کوارٹرز' اجتماعی ریستوران اور نرسریاں وغیرہ بنائی جائیں۔مزدوروں اور کسانوں کی ریاست کے اندر ان دونوں راستوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا بلکہ چاہیے یہ کہ ایک راستہ دوسرے کو تقویت پہنچائے۔زندگی کی نئی شاہراہ کی سمت محنت کشوں کے خاندانوں کی آزادانہ جدوجہد کے بغیر ریاست کی تمام کاوشیں صفر ہو جائیں گی۔لیکن مقامی سوویٹوں اور ریاستی حکام کی مدد اور راہنمائی کے بغیر انفرادی محنت کشوں کے خاندانوں کی پیش قدمی کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کرسکتی۔کام کو بتدریج اوپر اور نیچے دونوں سمتوں سے جاری رکھا جانا چاہیے۔

دوسرے معاملات کی طرح اس راہ میں بھی سب سے بڑی رکاوٹ مادی ذرائع کی

ہے۔لیکن اس کا مطلب محض یہ ہے کہ حقیقی کامیابی اتنی تیز رفتار نہیں ہوگی جیسی ہماری خواہش ہے۔تاہم اگر غربت کی وجہ سے ہم ایک نئی زندگی کی تعمیر کی جدوجہد کو ایک طرف رکھ دیں تو یہ بات مکمل طور پر ناجائز اور ناقابل قبول ہوگی۔

بدقسمتی سے اندرونی کھچاؤ' جمود اور اندھی خصلت بڑے طاقتور ہوتے ہیں۔اور اندھی خصلتیں جس انداز سے خاندانی زندگی کے تاریک گوشوں پر حکمرانی کرتیں ہیں' کہیں اور ان کا اتنا اثر نہیں ہوتا۔ان وحشیانہ خاندانی حالات کے خلاف انقلابی خواتین کو نہیں تو اور کس کو پکارا جائے؟ لیکن میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باشعور کارکن اس ذمہ داری سے عہدہ برا ء ہیں کہ وہ خاندانی زندگی کے معاشی حالات کی تبدیلی کیلئے جدوجہد نہ کریں---خاص کر کھانے پینے' بچوں کی نگہداشت اور ان کی تعلیم وتربیت کیلئے۔لیکن وہ لوگ جو نئی زندگی کیلئے سب سے زیادہ مستعدی سے اور ڈٹ کر جدوجہد کرتے ہیں 'پرانی زندگی سے سب سے زیادہ متاثر بھی وہی ہیں۔اور موجودہ خاندانی حالات میں سب سے زیادہ ستم رسیدہ فرد عورت ہے----بیوی اور ماں اسی لئے پرولتاریہ کمیونسٹ خاتون----اور اس کے اردگرد بیدار خواتین کو اپنی توجہ اور توانائیوں کا بڑا حصہ روزمرہ زندگی کی تبدیلی کو سونپ دینا چاہیے۔اگرچہ ہماری معاشی اور ثقافتی پسماندگی بے شمار مشکلات کو جنم دیتی ہے اور ہمیں اس راہ پر سست روی سے چلنے پر مجبور کرتی ہے پھر بھی یہ ناگزیر ہے کہ تمام محنت کش خواتین کی ایک اجتماعی عوامی رائے کو دباؤ کے طور پر لاگو کیا جائے تاکہ وہ سب کچھ جو کیا جاسکتا ہے' کیا جائے۔

صرف اسی طرح ہم انتہائی پسماندہ اور زیر عتاب محنت کش خواتین اور اس کے علاوہ کسان خواتین کیلئے سوشلزم کی سلطنت کا دروازہ کھول سکیں گے۔میری تمنا ہے کہ آپ کو ہر طرح کی کامیابی نصیب ہو۔

کمیونسٹ تسلیمات کے ساتھ آپ کا اپنا   لیون ٹراٹسکی

ممتا/مادریت کا تحفظ اور ثقافت کیلئے جدوجہد

7 دسمبر 1925ء میں ٹراٹسکی نے ماؤں اور بچوں کے تحفظ کے موضوع پر تیسری آل یونین کانفرنس سے خطاب کیا۔ٹراٹسکی کی یہ تقریر 17 دسمبر 1925ء میں ''پراودا'' (Pravda) اور آزوسٹیا (Izvestia) دونوں میں شائع ہوئی۔ جان فیئرلی (John Fairlie) نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور یہاں یہ پہلی بار منظر عام پر آئی۔

کامریڈز-- ماؤں اور بچوں کی حفاظت کے موضوع پر آپ کی یہ کانفرنس بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اس کی سرگرمیوں کے عنوان سے عیاں ہے کہ ایک نئی اشترا کی ثقافت کی تعمیر کا کام بتدریج اور متوازن انداز میں مختلف زاویوں سے جاری وساری ہے۔کل ہی مجھے اس تھیسز (Theses) کو دیکھنے کا موقع ملا جو اس کانفرنس میں پمفلٹ کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔اس کے مکمل مطالعہ کیلئے مجھے وقت نہیں مل سکا۔اس تھیسز میں سب سے نمایاں بات یہ حقیقت ہے کہ آپ کے کام نے غیر معمولی درستگی اور گہرائی حاصل کر لی ہے۔یہ کامیابی آپ نے ان مبہم مشکلات کے بیچوں بیچ حاصل کی ہے جن کا سامنا 19-1918ء کے سالوں میں ہمیں ثقافت اور زندگی کے ہر میدان میں کرنا پڑا۔اپنے تجربے کی بنیاد پر ہم ان مشکلات کو حل کرنے کیلئے ہم پہلے ہی کسی موشگافی میں گرے بغیر اور نا گزیر پیش منظر کے زیاں کے بغیر ٹھوس اور حقیقی انداز میں سوچنے کی سمت گامزن ہو چکے ہیں اور ہمارے کام کے ہر میدان میں یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہے جسے ماؤں اور بچوں کے تحفظ پر لکھے گئے تھیسز میں مکمل طور پر قابل فہم اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

کامریڈز-- جو چیز سب سے زیادہ قابل توجہ ہے (کم از کم میرے لئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس تھیسز کے ہر قاری کیلئے ایسا ہی ہے) وہ کامریڈ لیبیڈیوا

(Lebedeva) کا شیر خوار بچوں کی اموات پر جدول ہے۔اس نے تو مجھے بدحواس کر دیا ہے۔ شاید آپ اس سوال پر پہلے ہی زیادہ درست انداز میں بحث کر چکے ہوں۔ لیکن جو کچھ پہلے کہا گیا ہے اسے پھر سے دوہرانے کا رسک لیتا ہوں اور میں اسی نقطے پر تفصیل سے بات کروں گا۔ ہمارے پاس یہاں 1913ء سے 1923ء تک شیر خوار بچوں کی اموات کا جدول پڑا ہے۔کیا یہ جدول درست ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو اپنے آپ سے اور دوسروں سے پوچھنا چاہوں گا۔کیا یہ درست ہے؟ کسی بھی صورت میں یہ عوامی تصدیق کا مرکز بنے گا۔میں سمجھتا ہوں کہ اسے تھیسز سے نکال دینا چاہیے جو محض مخصوص ورکرز کو ہی دستیاب ہے۔اسے ہر ایک کیلئے (پارٹی اور سوویت کیلئے) پریس کی زینت بنا دینا چاہیے۔اسے شماریاتی وضاحت کا موضوع بنا دینا چاہیے اور اس کی ہر حوالے سے پڑتال ہونی چاہیے۔اور اگر یہ درست ثابت ہوتا ہے تو پھر اسے اشتراکی ثقافت کی فہرست میں ایک گرانقدر کامیابی کے طور پر محفوظ کر لیا جانا چاہیے۔

اس جدول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ 1913ء میں جب روس آج کی نسبت خاطر خواہ امیر تھا---ہاں روس بحیثیت قوم بحیثیت ریاست یا قوموں کے اکٹھ کے طور پر آج کی نسبت قدرے امیر تھا۔(ہم پیداوار میں تو 1913ء کے قریب قریب ہیں مگر دولت کے ارتکاز میں نہیں۔اور حتیٰ کہ جب ہم صنعتی اور زرعی پیداوار کا لیول 1913ء کے عین برابر کر دیں گے تب بھی قومی دولت کے ارتکاز میں بہت بڑا فرق ہو گا جو 1913ء میں تھا)اس کے باوجود 1913ء میں صرف ولادی میر صوبے میں ایک سال میں شیر خوار بچوں کی اموات 29 فیصد تھیں جب کہ اس وقت یہ 17.5 فیصد ہیں۔اور ماسکو صوبے میں اس وقت بچوں کی اموات 28 فیصد تھیں جو کہ اب 14 فیصد ہیں۔کیا یہ درست ہے یا غلط؟ (آواز آتی ہے کہ درست ہے) میں اس پر اعتراض کرنے کی جسارت نہیں کروں گا۔میں صرف یہ کہتا ہوں کہ آپ اسے بخوبی جانتے ہیں مگر تمام ملک کو بھی اس کا ادراک ہونا چاہیے۔تمام نگاہوں کے سامنے بڑی احتیاط سے اس تناسب

کے درمیان فرق کی پڑتال کی جانی چاہئے۔پیداواری قوتوں کے اتنے کم لیول کے ساتھ اموات کے تناسب میں اتنی بڑی گراوٹ حیران کن ہے۔اگر یہ حقیقت ہے تو پھر ہماری روزمرہ زندگی کی نئی ثقافت اور سب سے بڑھ کر بحیثیت تنظیم' آپ کی جدوجہد کی یہ ناقابل تردید کامیابی ہے۔اگر یہ حقیقت ہے تو پھر نہ صرف یونین کے اندر بلکہ عالمی سطح پر اس کا اعلان کیا جانا چاہیے۔اگر پڑتال کے بعد یہ حقیقت عوامی رائے میں یعنی مزید ناقابل تردید بن جاتی ہے تو پھر آپ کو سنجیدگی سے اس بات کا اعلان کر دینا چاہیے کہ ہم موجودہ دور کا ماقبل جنگ کے پیمانے سے تقابلہ کرنا ختم کر دیں گے۔

جدول سے ظاہر ہے کہ ماسکوصوبے میں ایک سال تک بچوں کی اموات کی شرح جنگ سے پہلے کے دور کی نسبت آدھی ہے۔لیکن جنگ سے قبل ہماری ثقافت اور روزمرہ کے حالات نوابانہ' تحکمانہ اور گنوار پن پر مبنی تھے۔یعنی انتہائی خوفناک اور انتہائی قابل نفرت حالات تھے۔ان حالات کے خلاف ہماری یہ کامیابی بڑی تسلی بخش ہے۔لیکن جنگ سے پہلے کے حالات ہمارے معیار کی مناسبت سے جاری نہیں رہ سکتے۔ ہمیں کوئی اور معیار تلاش کرنا پڑتا ہے اور ایک لمحے کیلئے ہمیں یہ معیار تہذیب یافتہ سرمایہ دار دنیا میں تلاش کرنا چاہیے----سرمایہ دار ممالک جرمنی' فرانس' انگلینڈ اور امریکہ میں شیر خوار بچوں کی اموات کی شرح کیا ہے؟۔

آپ کے کام میں اور دوسرے ہر ایک کام میں یہاں ایک بار پھر مجھے اس سوال تک رسائی کی مماثلت اور مکمل توازن نظر آتا ہے۔اگر آپ اپنی صنعت اور زراعت کو دیکھیں تو شاید آپ ویسا ہی طریقہ کار محسوس کریں: ہم نے ایک نظر جنگ سے پہلے کے معیار پر رکھ کر کل تک کام کیا اور ہم آج تک کر رہے ہیں۔ہم کہتے ہیں ہماری صنعت گذشتہ سال جنگ سے پہلے کی نسبت 75 فیصد تک پہنچ گئی تھی اور اس سال اکتوبر کے آغاز میں یہ 95 فیصد تک پہنچ جائے گی اور اگر حالات ٹھیک رہے تو یہ 100 فیصد بھی ہوسکتی ہے۔اسی وجہ سے ہم ماقبل جنگ کے معیار کے ساتھ تقابلہ کرنا ختم کر رہے ہیں۔ ہم نے جنگ سے

پہلے کے لیول تک نہیں جاتا جو کہ بربریت کی تاریخ کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ لیکن ہم نے اس دباؤ کو برابر کرنا ہے---معاشی' فوجی اور ثقافتی--- جو باہر سے ہم پر مسلط ہے۔سرمایہ دار دشمن ہم سے زیادہ تہذیب یافتہ اور ہم سے زیادہ طاقتور ہیں۔ان کی صنعت ہماری صنعت سے بہت اعلیٰ ہے۔اور یہ ممکن ہے کہ وہاں پر رائج سرمایہ دارانہ ساخت اور بناوٹ کے باوجود ان میں سے بعض ممالک میں شیر خوار بچوں کی اموات کا تناسب ہماری نسبت کم ہے۔

اس لئے مجھے دکھائی دیتا ہے کہ یہ جدول آپ کے کام میں ایک اہم موڑ اور ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس جدول کو عوامی تصدیق کا موضوع بناتے ہوئے اور اسے عمومی شعور کیلئے مقرر کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ آج سے ہم اپنا موازنہ ماقبل جنگ کے معیار سے نہیں بلکہ ان ریاستوں سے کریں گے جو ثقافت کے حوالے سے اعلیٰ معیار پر ہیں۔

اگر منصوبہ بندی سے انتہائی بنیادی پہلوؤں کی بات کی جائے تو ماں اور بچے کی قسمت کا انحصار سب سے پہلے کسی بھی معاشرے کی پیداواری قوتوں کی ترقی اور دولت پر ہے۔پھر اس سماج کے افراد کے درمیان اس دولت کی تقسیم' یعنی سماجی ڈھانچے پر ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ریاست بناوٹ کے اعتبار سے سرمایہ دارانہ ہو یعنی اشتراکی ریاست کی نسبت اس کا سماجی مقام گھٹیا ہو۔تاہم وہ امیر ضرور ہو۔یہ بالکل ویسا ہی معاملہ ہے جو تاریخ نے اب ہمارے سامنے لاکھڑا کیا ہے۔سرمایہ دار ممالک بلا مقابلہ ہم سے زیادہ امیر ہیں۔مگر اس دولت کی تقسیم اور تصرف کے نظام کا تعلق تاریخ کے قدیم دور یعنی سرمایہ داری سے ہے۔امکانات کے اعتبار سے ہمارے سماجی ڈھانچے کو ایسے معیار' ماڈلز اور منزلوں کی تلاش کرنی چاہیے جو سرمایہ دار ممالک کی نسبت اعلیٰ پیمانے کے ہوں۔لیکن چونکہ سرمایہ داری نظام پیداواری قوتوں میں ہم سے بلا مقابلہ بہت آگے ہے اس لئے ہمیں اس تک پہنچنے کا کام فوراً شروع کردینا چاہیے تاکہ اس پر سبقت لی جاسکے۔اس کا

مطلب یہ ہے کہ ایک رکاوٹ عبور کر لینے کے بعد---یعنی ماقبل جنگ کا معیار ---ہمیں اپنے آپ کو ایک دوسرا کام سونپ دینا چاہیے---اپنے آپ کو دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک کے برابر لانا چاہیے جہاں ماؤں اور بچوں کیلئے خصوصی توجہ بورژوازی کے طبقاتی مفادات کی نظر ہو چکی ہے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر کسی بھی سماج میں ماں اور بچے کے حالات کا انحصار پیداواری قوتوں کی ترقی' معیشت کے عمومی معیار' سماجی ڈھانچے اور دولت کی تقسیم اور تصرف پر ہے تو پھر یہ سوال ابھرتا ہے کہ آپ کی مخصوص تنظیم کے کام کی کیا افادیت رہ جاتی ہے؟ میں پرجوش انداز میں یہ سوال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بشمول سوشلسٹ سماج' کسی بھی ڈھانچے میں زندگی کی تبدیلی اور مخصوص ترقی کے مادی امکانات موجود رہتے ہیں لیکن ایک سوشلسٹ ڈھانچے میں بھی ست روی' سوچوں کی کاہلی' غلامانہ روایات اور رجعت پسندانہ حماقتیں' جو محض زندگی کے پرانے اطوار کو ختم کرنے کے جرات مندانہ اقدامات کی عدم موجودگی اور ماضی کے ساتھ چمٹے رہنے کے طور پر شاید آپ کو ملیں۔ ہماری پارٹی اور دوسری کئی ایک سماجی تنظیموں کا کام' (جیسا کہ آپ کی تنظیم ہے) یہ ہے کہ وہ نئے رسم و رواج' روزمرہ کی عادات اور نفسیات پر زور دیں اور روزمرہ زندگی کو ایسے حالات سے بچائیں جن کے باعث زندگی سماجی و اقتصادی امکانات سے پیچھے رہ جاتی ہے۔

جہاں تک ٹیکنالوجی کا تعلق ہے تو مغرب کی طرف اس کا دباؤ ایک تازیانے کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ ہم یورپی منڈی کی طرف نکل پڑے ہیں۔ ہم خرید و فروخت کر رہے ہیں۔ بحیثیت تاجر ہم (یعنی مزدور ریاست) اس بات میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ مہنگا بیچیں اور سستا خریدیں۔ لیکن اگر آپ خرید و فروخت کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ آپ کی پیداوار سستی ہو۔ آپ کے پاس اچھی ٹیکنالوجی اور پیداوار کیلئے اعلیٰ پائے کا منظم پیداواری معیار ہو۔ عالمی منڈی میں نکل آنے کا

مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو یورپی اور امریکی ٹیکنالوجی کے تازیانے کے نیچے رکھ دیا ہے۔ یہاں اب ہم چاہیں یا نہ چاہیں ہم نے آگے جانا ہے۔ ہمارے سماجی ڈھانچے کے تمام تر مسائل، جن میں ماؤں اور بچوں کی قسمت بھی شامل ہے کا انحصار اس عالمی مقابلے کی کامیابی پر ہے جس سے ہم نبرد آزما ہیں۔ اپنے ملک کے اندر تو ہم نے بورژوازی کے ساتھ حساب بے باک کر دیا ہے کہ نئی معاشی پالیسی کی بنیادوں پر ہماری ریاستی صنعت پھل پھول رہی ہے، ترقی کر رہی ہے اور کسی پرائیویٹ صنعت کار سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں کہ وہ منڈی میں ریاستی صنعت کو پیچھے چھوڑ سکتا ہے---- ناقابل تردید اعداد وشمار اس کی تصدیق کرتے ہیں---- اور یہ سب کے سامنے عیاں ہے۔ لیکن ایک بار جب ہم عالمی منڈی میں نکل آئے ہیں تو مقابلہ باز یہاں بہت مضبوط طاقتور اور زیادہ تعلیم یافتہ ہے۔ معاشی میدان میں یہاں ہمارے سامنے نئے معیار ہیں---- یعنی یورپی اور امریکی ٹیکنالوجی تک رسائی اور پھر اس پر سبقت لے جانا۔

کل ہی ہم نے ماسکو سے 130 کلومیٹر دور ایک پاور سٹیشن کھولا ہے---- شاتورکا سٹیشن۔ یہ ایک بہت بڑی تکنیکی کامیابی ہے۔ شاتورکا (Shaturka) سٹیشن دلدلی کوئلے والی زمین پر بنایا گیا ہے۔ ہمارے ملک میں دلدلی کوئلے کی بہت بڑی مقدار موجود ہے۔ اور اگر ہم کوئلے کی مخفی توانائی کو بجلی کی حرکی توانائی میں تبدیل کرنا سیکھ سکیں تو اس کے ماؤں اور بچوں کے اوپر بہت مثبت اثرات مرتب ہونگے۔ اس سٹیشن کے معماروں کے اعزاز میں منعقدہ تقریب نے ایک ہی وقت میں اپنے تمام تر تضادات کے باوجود ہماری تمام تر ثقافت کی ایک واضح تصویر ہمارے سامنے رکھی ہے۔ ہم نے ماسکو سے اس کا آغاز کیا ہے۔ ماسکو کیا ہے؟ مختلف صوبوں سے پہلی بار ماسکو آنے والے مندوبین دیکھ سکتے ہیں کہ ماسکو ہماری سوویت یونین کا مرکز ہے۔ ماسکو عالمی محنت کش تحریک کی راہنمائی کرنے والے نظریات کا مرکز ہے۔

شاتورکا (ماسکو سے چند کوس دور) ایک بہت بڑی تکنیکی کامیابی ہے۔ تعمیر اور سائز

میں یہ پوری دنیا میں واحد پاور سٹیشن ہے۔شاتورکا اور ماسکو کے درمیان جب ہم ٹرین کی کھڑکیوں سے باہر جھانکتے ہیں تو ہمیں ایسے گنجان جنگل محو خواب نظر آتے ہیں جیسے سترویں صدی میں ہوتے تھے۔اور ادھر ادھر چھوٹے چھوٹے گاؤں بکھرے دکھائی دیتے ہیں جو تقریباً ویسے ہی ہیں جیسے سترویں صدی میں ہوتے تھے۔انقلاب نے یقیناً ان چھوٹے چھوٹے گاؤں کا ثقافتی معیار بلند کیا ہے---- خاص طور پر ماسکو کے گردونواح میں۔لیکن ان میں خوفناک حد تک پسماندگی اور قرون وسطیٰ کی علامات ابھی تک ملتی ہیں ---- خاص کر ماؤں اور بچوں کے مسئلے میں۔

ہاں -- آپ نے دیہاتوں میں پہلی بار بہت بڑی کامیابیاں حاصل کیں ہیں جس کے لئے سوویت یونین کا ہر باشعور شہری آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔لیکن آپ کے تھیسسز سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی تک ہر گاؤں میں کتنی تاریکی اور تیرگی ہے۔حتیٰ کہ ماسکو اور شاتورکا کے درمیان شاہراہ پر بھی۔ماسکو اور شاتورکا تک رسائی کیلئے دیہاتوں پر زور دینا پڑے گا چونکہ شاتورکا ایک جدید ٹیکنالوجی ہے جس کی بنیاد الیکٹریفیکیشن (Electrification) پر ہے۔یہاں ہمیں وی. آئی. لینن کے وہ الفاظ یاد آتے ہیں کہ سوشلزم = سوویٹ پاور + الیکٹریفیکیشن

آپ کیلئے سب سے اہم کام یہ ہے کہ زندگی کو یوں آگے بڑھائیں کہ یہ تکنیکی حاصلات میں پیچھے نہ رہ جائے۔چونکہ روزمرہ زندگی خوفناک حد تک رجعتی ہے۔اتنی رجعتی ہے کہ اس کا ٹیکنالوجی کے ساتھ کوئی تقابلہ نہیں ہے۔کسان مرد وخواتین اور محنت کش مرد وخواتین کے سامنے نئی زندگی کے براہ راست کوئی نمونے نہیں ہیں جو انہیں اپنی طرف مائل کرسکیں۔اور پھر ان کے لئے ایسے نمونوں کی پیروی کرنا کوئی مجبوری بھی نہیں ہے۔ جہاں تک ٹیکنالوجی کا تعلق ہے' امریکہ ہم سے کہتا ہے: ''شاتورکا بناؤ ورنہ ہم تمہارے سوشلزم کو ہڈیوں سمیت ہڑپ کرجائیں گے کہ اس کے نشانات تک باقی نہیں رہیں گے۔'' لیکن یوں لگتا ہے کہ روزمرہ زندگی ایک خول میں بند ہے۔اسے براہ

راست ان چوٹوں کا احساس نہیں ہوتا اس لئے یہاں سماجی کام کے آغاز کی خاص طور پر ضرورت ہے۔

میں نے تھیسسر میں دیکھا ہے کہ آپ نے دیہاتوں میں شاندار مداخلت کا آغاز کر دیا ہے۔اس کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ یہاں ای-اے-فڈر (E.A.Feder) کے تھیسسر میں دیہی علاقوں میں بچوں کی نگہداشت کے مراکز کی اشد ضرورت کی طرف نہ صرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ کسانوں کی طرف سے اس کی بہت بڑی حمایت بھی ہے یعنی دیہی علاقوں میں ان مراکز کیلئے ایک شعوری کوشش موجود ہے۔ لیکن محض کچھ عرصہ قبل 19-1918ء میں حتیٰ کہ قصبوں میں بھی ان مراکز کیلئے بدگمانی اور بے اعتمادی پائی جاتی تھی۔ اگر اس سمت سے کسان خاندانوں تک یہ نیا سماجی نظام پہلے ہی پہنچ چکا ہے تو بلاشبہ یہ بھی ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ چونکہ بتدریج کسان خاندانوں کی بھی تعمیر نو کی جا سکے گی۔ میں ابھی اس موضوع پر مزید بات کرنا چاہوں گا چونکہ پریس میں بھی ان تجاویز کے ساتھ آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ ہمیں خاندان کے مسائل پر کسانوں کے بدترین تعصبات کا ذکر بھی کرنا چاہیے جو سمچکا (Smychka) سے پیدا ہوئے ہیں۔ دیہاتوں میں جو کچھ پایا جاتا ہے درحقیقت ہمارا کام وہیں سے شروع ہوتا ہے ----اور وہاں پر پسماندگی' تعصبات' تیرگی اور جہالت پائی جاتی ہے جسے قلم کی نوک سے نہیں مٹایا جا سکتا---- سمچکا کو تلاش کرنا' کسی ایسی مضبوط ہک کو تلاش کرنا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے آپ کو جوڑ سکیں اور بڑی مہارت کے ساتھ کسان خاندان کو سوشلزم کی ابتدائی شاہراہ پر کھینچ سکیں۔ لیکن یقیناً مجہول انداز میں رائج الوقت تصورات اور روایات کی پیروی نہیں کی جا سکتی جنکی بنیاد غلامی ہے۔

خاندان اور روزمرہ کی زندگی میں ہماری پرانی ثقافت کیا ہے؟ سرفہرست تو شرافت اور عظمت ہے۔ تمام سماجی زندگی میں تیرگی' جہالت اور ثقافت کی کمی کی بنیاد پر یہ کس نے بیہودگی کی مہر ثبت کر دی ہے؟ اور اگر ہمارا پرولتاریہ' جو کسان طبقے سے ابھرا ہے۔ جس

نے 30 سے 50 سال کی ایک چھلانگ میں یورپی پرولتاریہ کو جا پکڑا ہے اور پھر طبقاتی جنگ اور انقلابی سیاست کے میدان میں اس پر سبقت لے گیا ہے پھر بھی روزمرہ کی زندگی، خاندان اور ذاتی اخلاقیات کے میدان میں پرانی غلامی کی کچھ باقیات اس پرولتاریہ کے اندر بھی پائی جاتی ہیں۔ دانشوروں اور پیٹی بورژوا خاندانوں میں آپ کو ایک حقیقی اور سچی غلامی ملے گی۔ آپ کو قانونی حقوق کے حصول میں خاطر خواہ پیش رفت کے ذریعے خاندان کی فوری تبدیلی کا یوٹوپیائی کام نہیں کرنا چاہئے۔ آپ منہ کے بل کسان طبقے کے سامنے گریں گے اور آپ کو سمجھوتہ کرنا پڑے گا۔ بلکہ مادی وسائل کے اندر رہتے ہوئے، پہلے سے متعین کردہ سماجی ترقی کے حالات کے اندر رہتے ہوئے جائز طور پر خاندان کی مستقبل کی سمت راہنمائی کرنی پڑے گی۔

میں اس وقت شادی کے قانون کے متعلق بات نہیں کرنا چاہتا جو کہ زیر بحث ہے۔ میں اس کے متعلق بات کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ میں فرض کرتا ہوں کہ آپ کی تنظیم بھی شادی کے متعلق درست قانون کی جدوجہد میں صحیح پوزیشن لے رہی ہوگی۔ میں صرف ایک دلیل بیان کرنا چاہوں گا میرے ذہن میں آ رہی ہے۔ دلیل یہ ہے: کہ آپ ایک غیر شادی شدہ (یعنی وہ ماں جو رجسٹرڈ نہیں ہے) کو شادی شدہ ماں کے برابر حقوق کیسے دے سکتے ہیں؟ یقیناً اس کا مطلب ایک عورت کو ایک ایسے رشتے میں دھکیلنا ہے جس میں وہ داخل نہ ہوتی اگر قانون اسے اس حق سے محروم رکھتا۔

کامریڈز یہ ایک ایسی بکواس ہے کہ یہ آپ کو پریشان کر دیتی ہے۔ کیا ہم حقیقتاً ایک ایسے سماج میں ہیں جو اشتراکی انداز میں خود بخود بدل رہا ہے؟ یعنی ماسکو یا شاتورکا میں۔ اور ماسکو اور شاتورکا کے درمیان محو خواب جنگلات میں نہیں یہاں عورت کے ساتھ رویہ نہ صرف غیر کمیونسٹ ہے بلکہ انتہائی رجعتی، اجڈ اور ناشائستہ ہے۔ عورت جسے ازدواجی زندگی کے نتائج بھگتنا پڑتے ہیں۔ ہمارے ملک میں کون سوچ سکتا ہے کہ اس کے حقوق کی اتنے پرجوش انداز میں حفاظت ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ننگ انسانیت سوال

کی توضیح کی ضرورت نہیں ہے۔لیکن یہ اس کند ذہنیت کا آئینہ دار اور علامت ہے جو ہمارے روایتی نقطہ نظر' تصورات اور رسم ورواج میں موجود ہے جنہیں نیست ونابود کرنے کیلئے قلعہ شکن مشین کی ضرورت ہے۔

موجودہ حالات میں ماؤں اور بچوں کیلئے جدوجہد کا مطلب خاص طور پر شراب نوشی کے خلاف جدوجہد ہے۔بدقسمتی سے میں نے شراب نوشی کے خلاف کسی تھیسسز کو نہیں پڑھا ہے۔

(آواز: یہاں نہیں ہیں) معذرت کے ساتھ کہ میں دیر سے پہنچا اور یہ تجویز نہ دے سکا کہ اسے بھی ایجنڈے پر ہونا چاہیے۔لیکن میں گزارش کروں گا کہ آپ اپنی آئندہ کانگریس میں اس سوال کا اضافہ بھی کرلیں چونکہ یہ آپ کے موجودہ کام میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔آپ ایک وسیع محاذ پر شراب نوشی کے خلاف جدوجہد کئے بغیر ماں اور بچے کے حالات کی بہتری کیلئے جدوجہد نہیں کرسکتے۔

تھیسسز میں یہ بھی موجود ہے' اور درست بھی ہے کہ بے قاعدہ جنسی تعلقات کو ظالمانہ انداز میں ختم نہیں کیا جاسکتا اور یہ کہ پے درپے طلاقوں کے خلاف ایک بھرپور سماجی رائے ضروری ہے۔یہ درست ہے مگر کامریڈز' جنسی تعلقات کو غیر سنجیدہ اور بیہودہ متعین کرنے میں' بعض کیسوں میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ ان جنسی تعلقات سے بڑھ کر خطرناک اور دھمکی آمیز چیز کوئی نہیں جو شراب نوشی اور نشے میں دھت ہو کر قائم کئے جاتے ہیں اور یہ اکثر کم تعلیم یافتہ ماحول میں پروان چڑھتے ہیں۔میری رائے میں آپ کی تنظیم کو شراب نوشی کے خلاف جدوجہد کیلئے بذات خود پہل کرنی چاہیے۔

اگر ہم ماں اور بچے کی قسمت کے سوال کو سلسلہ وار سوالات میں تقسیم کریں اور پھر ان میں سے خاص طور پر شراب نوشی کے خلاف جدوجہد کا چناؤ کریں تو ہم واضح انداز میں محسوس کریں گے کہ وسیع استحکام اور خاندانی بندھنوں میں عقلیت پسندی کیلئے ہماری بنیادی جدوجہد انسانی شخصیت کے معیار کی بڑھوتری پر مشتمل ہے۔تجریدی پروپیگنڈا اور

تبلیغ اس معاملہ میں مددگار ثابت نہیں ہونگے۔ زندگی کے انتہائی مشکل مراحل میں ماؤں اور شیر خوار بچوں کی حفاظت کیلئے قانون ساز فریم ورک انتہائی ناگزیر ہے۔ اور اگر ہم قانون سازی میں انتہا تک جاتے ہیں تو پھر یہ یقیناً باپ کیلئے نہیں بلکہ ماں اور بچے کیلئے ہوگی۔ ماں کے حقوق کی' چاہے ان کی جتنی بھی قانونی یقین دھانی ہو پھر بھی درحقیقت اخلاقیات' رسم ورواج اور ماں کے اپنے کردار کے حوالے سے اس وقت تک خاطر خواہ پاسداری نہیں کی جا سکتی جب تک کہ ہم سوشلزم کے ترقی یافتہ مقام بلکہ کمیونزم تک نہیں پہنچ جاتے۔ شراب نوشی کے خلاف جدوجہد کے بشمول' جدوجہد کی مختلف سمتوں میں راہنمائی کیلئے یہ لازم ہے کہ ہم ماں اور بچے کو جتنی بھی قانونی مدد دے سکتے ہیں دیں۔ مستقبل قریب میں یہ ہمارے کام کی سب سے چھوٹی برانچ نہیں ہوگی۔

لیکن میں پھر دوہراتا ہوں کہ بنیادی راستہ انسانی شخصیت کے معیار کی بلندی ہے۔ فطری دلچسپیوں کے اعتبار سے' اپنے معیار کے اعتبار سے اور روحانی اعتبار سے آدمی جتنا بلند پایا ہوگا اتنا ہی وہ اپنے آپ سے اور اپنے دوستوں سے (مردوخواتین) اصرار سے پوچھے اور دریافت کرے گا۔ اور جتنا باہمی استفسار ہوگا اتنے ہی باہمی بندھن ہونگے۔ جنہیں توڑنا اتنا ہی مشکل ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صنعتی ترقی' زرعی ترقی' فلاح و بہبود' ثقافت اور روشن خیالی کے باعث ہمارے سماجی کام کے تمام میدانوں میں ہمارے بنیادی کام کا مسئلہ حل ہوگیا ہے۔ یہ سب کچھ ہمیں پر انتشار رشتوں کی طرف نہیں لے جاتا بلکہ زیادہ مستحکم تعلقات کی سمت ہماری راہنمائی کرتا ہے جن کیلئے بالآخر کسی قانونی ضابطے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

دیہاتوں میں کام کی طرف واپس آتے ہوئے' میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اس تھیسز میں زرعی پنچائیتوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ (آواز آتی ہے کہ ہاں ذکر ہے) میری سطحی نظر پر مجھے معاف کرنا۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا میں نے دو بڑی زرعی پنچائیتوں کا دورہ کیا ہے۔ ایک یوکرائن میں زیپوروز (Zaporazh) کے علاقے میں ہے جبکہ دوسری

شمالی کا کیشیا ٹرسک (Tersk) کے علاقے میں ہے۔ یقیناً یہ ابھی تک ہماری طرز زندگی کا "شاتورکا" نہیں ہیں۔ یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نئی خاندانی طرز زندگی کی نمائندگی کرتیں ہیں جیسا کہ شاتورکا نئی ٹیکنالوجی کا نمائندہ ہے۔ لیکن یہاں کچھ اشارے ضرور موجود ہیں۔ خاص طور پر جب ان کا اس بات سے موازنہ کیا جائے کہ ان کے اردگرد دیہی علاقوں میں کیا کچھ ہو رہا ہے؟ امداد باہمی کی بنیاد پر اور با قاعدہ ادارے کے طور پر ان پنچائیتوں میں بچوں کی نگہداشت کی سہولت موجود ہے جو کہ ایک بڑے خاندان کی تشکیل کا ناگزیر حصہ ہیں۔ یہاں نوجوان لڑکوں کیلئے ایک کمرہ ہے اور ایک نوجوان لڑکیوں کیلئے بھی ہے۔ زیپوروز (Zaporozh) میں بچوں کے کمروں کی دیواریں خوبصورت پینٹنگز سے سجی ہوئی ہیں جنہیں وہاں کے ایک فنکار نے سجایا ہے جو پنچائت کا ممبر بھی تھا۔ وہاں ایک اجتماعی کچن، ایک اجتماعی ڈائننگ روم، ایک کلب روم اور لائبریری بھی ہے۔ یہ حقیقتاً چھوٹے بچوں کی ایک سلطنت ہے۔ کسان خاندان کے مقابلے میں یہ آگے کی طرف بہت بڑا قدم ہے۔ اس پنچائیت میں عورت اپنے آپ کو ایک انسان محسوس کرسکتی ہے۔

یقیناً -- کامریڈز، پہلی بات تو یہ ہے کہ میں مکمل طور پر محسوس کرتا ہوں کہ یہ ایک چھوٹا سا نخلستان ہے۔ لیکن دوسری بات یہ ہے کہ یہ ابھی تک ثابت نہیں ہے کہ یہ نخلستان اپنے پھلنے پھولنے کی یقین دھانی کرواتا ہے۔ چونکہ ان پنچائیتوں میں محنت کا پیداواری عمل ابھی تک یقین محکم سے بہت دور ہے۔ لیکن عمومی بات یہ ہے کہ اگر ان میں محنت کا عمل نشو ونما پاتا ہے اور ایک ہی معیار پر رک نہیں جاتا یا گر نہیں جاتا تو ہر ایک سماجی شکل، ہر ایک سیل (Cell) نشو ونما پائے گا۔ سوشلزم کی تعمیر اور ماں اور بچے کی قسمت کی یقین دھانی صرف معیشت کی بنیادوں کی نشو ونما پر ہی ممکن ہے۔ لیکن زوال پذیری اور غربت کی بنیادوں پر قرون وسطی کی بربریت کی طرف واپسی بھی ممکن ہے۔ بلاشبہ پنچائیتوں میں نئے امکانات کے بیج نمودار ہوئے ہیں اور خاص طور پر اب انکی بہت اہمیت ہے جب کہ

دیہاتوں میں اجناس کی پیداواری ترقی' دورافتادہ زارشاہی کے زمینداروں اورغریب کسانوں کے اندر کسی حد تک سرمایہ دارانہ پرت کو اٹھان دے رہی ہے۔ دیہاتوں میں باہمی تعاون' معاشی' ثقافتی اورخاندانی مسائل کو حل کرنے کی اجتماعی صورتیں ہمیں کتنی عزیز ہیں۔ جیسا کہ تھیسسز میں بھی موجود ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دیہی علاقے بچوں کی نگہداشت کے مراکز کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور یہ حمایت اس سے قبل موجود نہیں تھی۔ اور یہ کہ یہ حمایت غریب کسانوں کے خاندانوں سے شروع ہوکر مڈل کلاس کسانوں کے خاندانوں تک جا پہنچی ہے۔ یہ بات بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر ہمارے پاس پیداوار' خاندان اور گھریلو زندگی کے چھوٹے چھوٹے گاؤں یعنی زرعی پنچائیتیں ہوں جو مجھے دکھائی دیتا ہے کہ ماؤں اور شیرخوار بچوں کے حالات' خاندان اور گھریلو بناوٹ کے نقطۂ نظر کے اعتبار سے آپ کی خصوصی توجہ کے متقاضی ہوں گے۔

میں کسان کے پنچائیت کی طرف رویے میں بڑی دلچسپی رکھتا تھا۔ میں پنچائیت کو (Communist Beacon) کمیونسٹ چراغ راہ یا کمیونسٹ روشنی کا مینارہ کہتا ہوں۔ "کمیونسٹ بیکن" بہت ہی اہمیت کا حامل لفظ ہے۔ روشنی کا مینارہ وہ ہے جو راستہ دکھاتا ہے۔ دور سے سب کیلئے روشنیاں بکھیرتا ہے۔ 1918ء میں ایسے ناموں کی تعداد چاہے کچھ بھی تھی مگر ان میں سے کتنے ہی حادثاتی طور پر بے بنیاد ہوگئے۔ بعض اوقات بے وقعت چراغ راہ ثابت ہوئے۔ ان میں سے کئی ایک چل بسے ہیں۔ اس لئے یہ بہت ہی اہم تھا کہ اس نام کو چیک کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کس حد تک اس کی توجیہہ درست ہے۔ اور یہ کہنا ضروری ہے کہ اگرچہ یہ روشنی کا مینارہ ایک ایسے علاقے میں روشنیاں بکھیر رہا ہے جو زیادہ تر تاتاری قزاق اور کسی حد تک مذہبی فرقوں (Baptists - بپتسمہ دینے والا عیسائی فرقہ) پر مشتمل ہے اور یہ سب انتہائی رجعتی عناصر ہیں مگر پنچائیتوں کے خلاف پرانی دشمنی اور نفرت سامنے نہیں آئی۔ یہ دشمنی بلاشبہ زارشاہی کے زمینداروں میں پائی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ پنچائیت زیادہ دوستانہ انداز میں

کام کرتی ہے اور اس پنچائیت کے پاس تین ٹریکٹرز ہیں جو مناسب حالات میں پورے ضلع کی خدمات سرانجام دیتی ہے' اور سچکا کے ذریعے حتیٰ کہ یہ اپنے اردگرد کے قزاق تاتاریوں کو بھی خاندان کی نئی شکلوں اور گھریلو زندگی کا عادی بنا رہی ہے۔ میں کہتا ہوں پرانی دشمنی تو اب ختم ہو گئی ہے۔ اور یہی حقیقی کامیابی ہے۔

کچھ کامریڈز نے مجھے بتایا کہ سوویت حلقوں میں یہ رویہ ابھر رہا ہے کہ ابھی زرعی پنچائیت ناموزوں اور اپنے وقت سے پہلے ہے۔ یہ مستقبل کی پیش بندی ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ پنچائیت آنے والے کل کے ایمبریوز میں سے ایک ہے یعنی بالکل ابتدائی' ناپختہ خطوط پر کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر صنعتی ترقی جو دیہی علاقوں میں زراعت کو صنعت کا درجہ دینے میں تکنیکی بنیادیں مہیا کرے گی اور معاشی فوائد کی تقسیم کی باہمی صورتیں پیدا کرے گی جن کے بغیر درمیانے درجے کے کسانوں کو سوشلزم تک لانا ممکن نہیں۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں نئی معاشی صورتوں میں نئے خاندانی اور گھریلو رویوں کے ایسے زندہ جاوید نمونوں کا مطلب بالکل نیچے سے مستقبل کی تیاری بھی ہے جو ماں اور بچے کی سمت نئے رویوں کی مشق میں معاون ہو گی۔

ہم مارکسسٹ کہتے ہیں کہ پیداواری قوتوں کی ترقی سماجی ڈھانچے کا تعین کرتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔لیکن کسی دوسری سمت سے بھی مسئلے تک رسائی ممکن ہے۔ پیداواری قوتوں کی ترقی اس کی اپنی خاطر ہی درکار نہیں ہے۔ آخری تجزیئے میں پیداواری قوتوں کی ترقی اس لئے بھی درکار ہے کیونکہ یہ اپنے اوپر آقاؤں اور آکاش کے اس پار بیٹھے ہوئے تصوراتی خداؤں کے خوف سے مبرا نئی انسانی شخصیت اور شعور کی بنیادیں فراہم کرتی ہے۔ پیداواری قوتوں کی ترقی ایک ایسی انسانی شخصیت کی تعمیر کی بنیادیں فراہم کرتی ہے جو گزرے ہوئے وقتوں کی تخلیق اور انسانی سوچوں کی بہترین تخلیق کو اپنے اندر سمو لے۔ جو آگے بڑھتی ہوئی ہر چیز سے ہم آہنگ ہو۔ یہ نئی ثقافتی اقدار کو جنم دیتی ہے۔ یہ نئے خاندانی رویوں کی تعمیر کرتی ہے جو ان رویوں سے کہیں زیادہ

اعلیٰ پیمانے کے ہوتے ہیں جن کی بنیاد طبقاتی غلامی تھی۔ پیداواری قوتوں کی ترقی ہمیں اس لئے بھی عزیز ہے چونکہ اعلیٰ درجے کی انسانی شخصیت کا مادی مفروضہ اپنے اندر مبہوت نہیں بلکہ مربوط ومعاون ہے۔

اس نقطہ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آنے والی کچھ دہائیوں میں ماؤں' بچوں اور خواتین کے ساتھ رویوں کی وجہ سے انسانی سماج کی قدرو قیمت کا تعین کرنا ممکن ہوگا۔اور یہ نہ صرف سماج کی قدرو قیمت کا تعین کرنے کیلئے درست ہے بلکہ انفرادی شخص کیلئے بھی۔انسانی نفسیات تمام پہلوؤں میں یکساں طور پر ترقی نہیں کرتی۔ہم ایک سیاسی اور انقلابی دور میں رہ رہے ہیں۔ محنت کش مرد اور خواتین ایک جدوجہد کے دوران اپنے آپ کو نکھار رہے ہیں۔سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک سیاسی اور انقلابی انداز میں اپنی تعمیر کر رہے ہیں۔

شعور کے وہ خانے یا خلیے (Cell) جہاں خاندانی نقطہ نظر اور روایات براجمان ہیں' ایک شخص کا دوسرے کیساتھ رویہ' بچوں اور خواتین کے ساتھ سلوک وغیرہ وغیرہ---یہ سب اکثر اوقات پرانی وضع قطع کے ہوتے ہیں۔انقلاب نے ابھی ان پر کام نہیں کیا۔دماغ کے وہ خلیے جن میں سیاسی اور سماجی خیالات رہائش پذیر ہوتے ہیں' ہمارے اس عہد میں ان پر بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ہم اس تمام تر سماجی ڈھانچے کے شکرگزار ہیں اور خاص کر اس عہد کے بھی جس میں ہم رہ رہے ہیں۔(یقیناً یہ محض ایک قیاس ہے--- دماغ کے اندر عمل کچھ مختلف ہے)۔اس لئے ایک لمبے عرصے تک ہم مشاہدہ کرتے ہوئے کام کو جاری رکھیں گے۔کہ ہم ایک نئے سماج' ایک نئی صنعت کی تعمیر کر رہے ہیں۔لیکن ذاتی تعلقات کے میدان میں ابھی بہت کچھ قرون وسطیٰ کے عہد جیسا ہے۔اس لئے ہمارے ثقافتی معیار کا تعین اور انفرادی پرولتاریہ مرد وخواتین اور ترقی پسندانہ کسانوں کے معیار کا اندازہ صرف اور صرف خواتین اور بچوں کی سمت ان کے رویوں سے ہوگا۔

کامریڈ لینن نے ہمیں بتایا تھا کہ محنت کشوں کی پارٹیوں کی اہمیت اور ان کی قدر و قیمت کا تعین بالخصوص اور بالعموم مظلوم اقوام اور نو آبادیات کے ساتھ ان کے رویے اور سلوک سے ہوتا ہے --- کیوں؟ --- کیونکہ مثال کے طور پر اگر آپ انگریز محنت کش کو لیتے ہیں۔ تو اس کے اندر اس کے اپنے طبقے کیلئے یکجہتی کے احساسات و جذبات ابھارنا کہیں زیادہ آسان ہے۔ وہ ہڑتالوں میں حصہ لے گا۔ حتیٰ کہ انقلاب تک بھی آ پہنچے گا۔ لیکن اس کے اندر زرد چمڑی والے چائنیز مزدور کیلئے یکجہتی کے جذبات و احساسات ابھارنا اور اسے احساس دلانا کہ وہ اس استحصال میں (جس کا وہ خود بھی شکار ہے) اس کے ساتھ اپنے بھائیوں جیسا سلوک کرے یہ سب کچھ کہیں زیادہ مشکل ثابت ہوگا۔ اس لئے یہاں صدیوں سے قائم قومی خود پسندی کے خول کو توڑنا ناگزیر ہے۔

کامریڈز! بالکل ایسے ہی خاندان کے سربراہ کا عورتوں اور بچوں کے ساتھ رویہ بھی خاندانی تعصبات کے خول میں بند ہے۔ عورت خاندان کی قلی ہے۔ اور یہ خول صدیوں میں نہیں بلکہ ہزاروں صدیوں میں جا کے بنا ہے۔ اسلئے آپ ایک قلعہ شکن مشین ہیں اور آپ کو ہونا چاہیے۔ جو رجعت پسندی اور قدامت پرستی کے اس خول کو توڑے گی۔ یہ خول ہماری ایشیائی فطرت، ہماری غلامی اور ستم رسیدگی اور بورژوا تعصبات تک سرائیت کر گیا ہے۔ جس کے باعث مزدوروں کے اپنے اندر بھی تعصبات موجود ہیں۔ آپ جتنا اس خول کو قلعہ شکن مشین کی طرح توڑتے جائیں گے (وہ قلعہ شکن مشین جو زیر تعمیر سوشلسٹ سماج کے ہاتھوں میں ہے) تو ہر باشعور انقلابی، ہر ایک ترقی پسند مزدور اور کسان اپنی تمام تر قوت و طاقت کے ساتھ آپ کی مدد کرنے پر مجبور ہوگا۔ میں آپ کی کامیابی کا متمنی ہوں۔ کامریڈز! بالخصوص میری خواہش ہے کہ آپ عوامی رائے عامہ کی توجہ کا مرکز بنیں۔ آپ کا کام، جو یقیناً بہت خالص اور قابل تحسین ہے، ہماری پریس کی توجہ کا مرکز بننا چاہیئے۔ تاکہ ملک کے تمام تر ترقی پسند عناصر کی اسے حمایت حاصل ہو۔ تاکہ ثقافت اور ہماری طرز زندگی کی تعمیر نو میں آپ کا ہاتھ بٹایا جا سکے۔

''سوشلزم کی تعمیر کا مطلب خواتین کی آزادی اور ماؤں کا تحفظ''

یہ آرٹیکل پہلی بار دسمبر 1925ء میں زانووای بائیٹ (Za Novyi Byt) میں شائع ہوا۔ جان فیئرلی (John Fairlie) نے اس کا ترجمہ کیا تھا۔

ہماری ترقی کی پیمائش کا سب سے درست طریقہ عملی کاروائیاں اور تدابیر ہیں جو ماں اور بچے کے حالات کی بہتری کیلئے کی جارہی ہیں۔ یہ انڈیکس بہت قابل اعتبار ہے۔ یہ دھوکہ نہیں دیتا۔ یہ وسیع مفہوم میں فی الفور مادی کامیابیاں اور ثقافتی حاصلات نمایاں کر دیتا ہے۔ تاریخی تجربے سے ثابت ہوا ہے حتیٰ کہ پرولتاریہ جو کہ پہلے سے ظالموں سے نبرد آزما ہے وہ بھی عورت (بحیثیت گھریلو عورت' ماں اور بیوی) کی کچل دینے والی حالت کی طرف ضروری توجہ دینے میں مستعد نہیں ہے۔ عورت کا خاندانی غلامی کا عادی ہوجانا ہی تو ایک خوفناک طاقت ہے۔ کسان طبقے کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔ نہ صرف غریب بلکہ مڈل کلاس کسان خاندان کے اندر' کسان خواتین کے بوجھ اور انکی قسمت کی مایوسی کا موازنہ تو شاید آج کی انتہائی بدترین قید مشقت سے بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی آرام وسکون نہیں۔ کوئی چھٹی نہیں۔ کوئی امید کی کرن نہیں۔ ہمارا انقلاب بتدریج خاندانی بنیادوں تک اتر رہا ہے۔ خاص کر چھوٹے شہروں اور قصبوں میں۔ مثال کے طور پر صنعتی علاقوں میں اور بہت آہستہ آہستہ یہ دیہی علاقوں میں بھی گھس رہا ہے۔ لیکن مشکلات یہاں بے شمار ہیں۔

عورت کی اس حالت زار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ سماجی' خاندانی اور گھریلو حالات کو بدلا جائے۔ ماں کے مسئلے کی حقیقت کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ دراصل ماں ہی زندگی کا وہ نقطہ ہے جہاں معیشت اور ثقافت کے تمام تانے بانے ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ ممتا کا مسئلہ سب سے پہلے تو رہائش' پانی' ایک کچن' لانڈری روم اور ایک ڈائننگ روم کا سوال ہے۔ لیکن یہ صرف اتنا ہی ہے جتنا کہ ایک

سکول‘ کتابوں اور ایک تفریحی مقام کا سوال ہے۔شراب نوشی‘ جہالت‘ بیروزگاری کے ساتھ ساتھ گھر میں پانی اور بجلی کی عدم دستیابی عورت (ماں) کو بے رحمی سے پیٹتی ہے۔

ماں کی ممتا سب سے بڑا سوال ہے۔تمام تانے بانے یہاں آ کر جڑتے ہیں اور یہاں ہی سے پھر مختلف سمتوں میں نکل جاتے ہیں۔ملک کے اندر خوشحالی ماں اور بچے کی قدر و قیمت اور اہمیت کو بڑے وسیع پیمانے پر ممکن بناتی ہے۔اس میدان میں ہمارے عزم اور استعداد کی حد اس بات سے عیاں ہوگی کہ ہم نے اپنی زندگی کے بنیادی مسائل کو کہاں تک ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنا سیکھا ہے۔

جس طرح کسان طبقے کو غلامی کے شکنجوں سے آزاد کروائے بغیر سوویت ریاست کی تعمیر تک رسائی ممکن نہیں تھی بالکل اسی طرح کسان خواتین اور محنت کش خواتین کو خاندانی اور گھریلو بندھنوں سے آزاد کروائے بغیر سوشلزم کی سمت پیش قدمی ممکن نہیں۔اگر ہم ایک انقلابی محنت کش کی بلوغت اور پختگی کی حد بندی کرنے کے عادی ہوتے کہ اس کا نہ صرف سرمایہ دار بلکہ کسان کے ساتھ رویہ کیسا ہے---یعنی کسان کو غلامی سے آزاد کروانے کی ضرورت کا اسکو کتنا ادراک ہے آج ہم محنت کشوں اور ترقی پسند کسانوں کی سوشلسٹ بلوغت اور پختگی کو ان کے عورت اور بچے کے ساتھ رویے سے ماپ سکتے۔ہم ماں کو قید با مشقت سے آزاد کروانے کی ضرورت کو ان کی فہم و فراست میں تلاش کر سکتے ہیں اور ہمیں یہ اندازہ ہوتا کہ وہ عورت کو سماجی اور ثقافتی زندگی میں شمولیت اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کا کتنا موقع دیتے ہیں۔

ممتا تمام تر مسائل کا محور ہے۔اس لئے معاشی اور سماجی تعمیر کے میدان میں ہر ایک نئی تدبیر‘ ہر ایک قانون‘ ضابطے اور ہر ایک عملی قدم کی جانچ پڑتال کی جانی چاہیے کہ یہ خاندان کے اوپر کیا اثرات مرتب کرے گا؟ آیا کہ یہ ماں کی قسمت کو بدتر بنادے گا یا اس کے بوجھ کو ہلکا کرے گا؟ اور یہ کہ یہ بچے کی حالت زار کو بہتر بنائے گا یا نہیں؟

ہمارے قصبوں میں بے گھر بچوں کی ایک بڑی تعداد اس خوفناک حقیقت کی عکاس

ہے کہ ہم ابھی تک تمام اطراف سے پرانے سماج کی الجھنوں میں گرفتار ہیں۔وہ پرانا سماج' اپنے زوال کے اس عہد میں بڑے گھناؤنے انداز میں اپنا اظہار کر رہا ہے۔ماں اور بچے کی حالت پہلے کبھی اتنی خراب نہیں ہوئی جتنی پرانے سماج سے نئے سماج کے دوران عبوری دور میں ہوئی ہے۔خاص طور پر خانہ جنگی کے دور میں کلیمینسیو (Clemenceau)' چرچل (Churchill)' کول چیک (Kolchak) ڈنیکن (Denikin) اور رینگ (Wrange) وغیرہ عناصر نے محنت کش خواتین' کسان خواتین اور ماؤں کے اوپر بہت ظالمانہ حملہ کیا اور بچوں کی بے خانمائی اور بے سروسامانی کا بے نظیر ورثہ ہمارے لئے چھوڑا۔ ماں کی قدر و قیمت' اہمیت اور اس کا لحاظ و پاس کرنا بچے کی قسمت کی بہتری کا سب سے سچا اور گہرا طریقہ ہے۔

معیشت کی عمومی بہتری بتدریج خاندان اور گھریلو زندگی کی تعمیر نو کے حالات پیدا کر رہی ہے۔اس سے جڑے ہوئے سوالوں کو ان کے پورے قدوقامت کے ساتھ پیش کیا جانا چاہیے۔ہم ملک کے بنیادی سرمائے کی تجدید کیلئے مختلف اطراف سے کوشش کر رہے ہیں۔ہم پرانی مشینوں کو بدلنے کیلئے نئی مشینیں حاصل کر رہے ہیں۔ہم نئی فیکٹریاں لگا رہے ہیں اور ریلوے نظام کو بہتر بنا رہے ہیں کسانوں کو نئے ہل' ٹریکٹر اور بیج بونے والے آلات مل رہے ہیں لیکن سب سے بنیادی سرمایہ عوام ہیں ان کی طاقت' ان کی صحت اور ان کا ثقافتی معیار ہے اس سرمائے کی فیکٹریوں کے ساز و سامان یا کسانوں کے آلات کی نسبت کہیں زیادہ تجدید کی ضرورت ہے۔یہ بھولنا چاہیے کہ غلامی' بھوک' اور کٹھن ادوار جنگ اور وباؤں کے سال بغیر کوئی نشان چھوڑے گزر گئے ہیں۔وہ زندہ انسانوں کے جسموں میں رستے ہوئے زخموں کے نشان چھوڑ گئے ہیں۔ٹی بی' آتشک اور اعصابی کمزوری جیسی بیماریاں وسیع پیمانے پر عوام میں پھیلی ہوئی ہیں۔ قوم کو صحت مند بنانا ناگزیر ہے اس کے بغیر سوشلزم ناقابل تصور ہے۔

ہمیں بنیادوں' ذرائع اور جڑ تک پہنچنا چاہیے اور اگر ماں نہیں تو قوم کا ذریعہ اور

جڑ اور کونسا ہے؟ ماؤں کو نظر انداز کرنے کے خلاف جدوجہد کو اولیت دینی چاہئے۔ گھروں کی تعمیر' بچوں کی نگہداشت کے مراکز کی تعمیر' کنڈر گارٹنز' اجتماعی ڈائننگ رومز اور لانڈریاں توجہ کا مرکز ہونے چاہیں۔ اور یہ توجہ بہت ہی چوکس اور منظم ہونی چاہیئے۔ یہاں معیار فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ بچوں کی نگہداشت' خوراک اور لانڈری کی سہولیات اس انداز کی ہونی چاہیں کہ اپنی فوقیت کے باعث تمام اطراف سے محصور پرانے خاندانی نظام' جو کہ ماؤں اور گھریلو خواتین کے جھکے ہوئے شانوں کے سہارے کھڑا ہے کیلئے موت کی آندھی ثابت ہوں۔ ماحول کی بہتری ناگزیر طور پر مانگ اور پھر ذرائع کی متقاضی ہے۔ بچوں کی نگہداشت کے ساتھ ساتھ عوامی ریستورانوں میں مادی ذرائع کی تبدیلی اسی صورت میں ممکن ہوگی جب سماجی ڈھانچہ لوگوں کی بنیادی ضروریات کو خاندان کی نسبت بہتر انداز میں پورا کرے گا۔ معیار کے مسئلے پر خاص توجہ دی جانی چاہئے۔ وہ تمام ادارے جو محنت کش عوام کی گھریلو اور خاندانی ضروریات کو پورا کرتے ہیں ان پر ایک مستعد سماجی کنٹرول ناگزیر ہے۔

ماؤں کی آزادی کی اس عظیم جدوجہد کا آغاز یقیناً باشعور محنت کش خواتین ہی کو کرنا چاہیے۔ ہر قیمت پر اس تحریک کا رخ گاؤں کی طرف ہونا چاہیے۔ ہماری شہری آبادی میں بھی ابھی تک پیٹی بورژوا کسانوں کی خاصی تعداد موجود ہے۔ بہت سے محنت کشوں کا خواتین کے بارے میں نقطہ نظر ابھی تک سوشلسٹ نہیں ہے بلکہ انتہائی قدامت پسندانہ اور قرون وسطیٰ کے دور کا ہے۔ اس طرح خاندان کے تسلط میں دبی ہوئی کسان ماں محنت کش ماں کو بھی اپنے ساتھ نیچے کی طرف کھینچتی ہے۔ کسان خواتین کو اوپر اٹھایا جانا چاہئے۔ ان میں اپنے آپ کو اوپر اٹھانے کی خواہش ہونی چاہیے یعنی اسے بیدار کیا جانا چاہئے اور اس کی راہنمائی کی جانی چاہئے۔

عورت کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھنا ناممکن ہے۔ عورت قوم کی ماں ہے۔ عورت کی غلامی سے توہمات اور تعصبات ابھرے جنہوں نے نئی نسل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور قومی

شعور میں بہت گہرائی تک سرایت کر گئے مذہبی توہمات کے خلاف جدوجہد کا سب سے بہترین راستہ تمام پہلوؤں سے ماں کی فکر اور تشویش کرنے کا راستہ ہے۔ماں کی آزادی کا مطلب ناف کی اس آخری نالی کو کاٹنا ہے جس نے لوگوں کو تاریک اور توہماتی ماضی سے جوڑ رکھا ہے۔

''سوویٹس میں خاندانی رشتے''

یہ آرٹیکل 14 جنوری 1933ء کولبرٹی (Liberty) میگزین میں'' کیا سوویت روس کو تسلیم کرنا مناسب ہے'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔اس آرٹیکل میں ٹراٹسکی ''لبرٹی میگزین'' کی جانب سے کئے جانے والے چودہ سوالات کے تحریری جوابات پیش کرتا ہے۔

سوویت یونین کو تسلیم کئے جانے کے سوال پر آج کل امریکہ میں بہت بحث ہو رہی ہے۔ سفارتی توثیق (تسلیم کرنا) کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ سوویت یونین اور امریکہ ایک دوسرے کی سیاست کو سراہتے اور پسند کرتے ہیں۔اس وقت تک سوویت یونین کو تسلیم نہ کرنے کی وجوہات کچھ اخلاقی نوعیت کی ہیں۔

سوال نمبر (1) کیا سوویت ریاست انسانوں کو روبوٹ بنا دیتی ہے؟

جواب: -- میں پوچھتا ہوں کیوں؟ ٹالسٹائی (Tolstoy) یارسکن (Ruskin) جیسے پرانے قبائلی سرداری نظام کے حامی لوگوں کا اعتراض ہے کہ مشینی تہذیب نے ایک آزاد کسان اور ہنرمند کو ایک بے کیف کٹھ پتلی بنا دیا ہے۔ گذشتہ دھائیوں میں یہ الزام زیادہ تر امریکہ کے صنعتی نظام پر لگایا گیا ہے۔ (ٹیلرازم Taylorism'فورڈازم Fordism)

کیا اب ہم شکاگو اور ڈیٹرائٹ (Detroit) سے روح کچل دینے والی مشین کے خلاف آہ و بکا سنیں گے؟ پتھر اور گارے کی بنی ہوئی جھونپڑیوں کی طرف واپس لوٹ

کیوں نہیں جاتے؟ چمڑے کے بنے ہوئے لبادے کی طرف واپس کیوں نہیں جاتے؟ نہیں---ہم ایسا کرنے سے انکاری ہیں۔ میکانیات کے میدان میں سوویت یونین امریکہ سے بہت پیچھے ہے اور بیچ راستے اس کے رکنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

لیکن سوال کا مقصد شاید مکینیکل آپریشن نہیں بلکہ سماجی نظم وضبط کے امتیازی پہلو ہیں۔ کیا سوویت ریاست میں لوگ روبوٹ نہیں بن رہے کیونکہ وہاں مشین نجی نہیں بلکہ ریاستی ملکیت ہیں؟ یہ دکھانے کیلئے کہ اس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے' یہ سوال پوچھ لینا ہی کافی ہے۔ تو آخر میں صرف سیاسی حکومت' سخت ترین آمریت' تمام قوتوں کے درمیان شدید تناؤ اور آبادی کے پست معیار زندگی کا سوال رہ جاتا ہے۔ ان حقائق کو جھٹلانا عقل مندی کی بات نہیں۔ لیکن یہ نئی حکومت کے اتنے اثرات نہیں ہیں جتنے خوفناک حد تک پستی کے ہیں جو ہمیں وراثت میں ملی ہے۔

جوں جوں ملک کی معیشت میں بہتری آئے گی' آمریت کو نرم اور معتدل ہونا پڑے گا۔ بنی نوع انسان پر حکومت کرنے کا موجودہ طریقہ لوگوں کو اس بات کا موقع دے گا کہ وہ یہ سب کچھ ختم کر دیں۔ یہ راستہ روبوٹ کی طرف نہیں بلکہ ایک اعلیٰ معیار کے انسان کی طرف جاتا ہے۔

سوال نمبر (2) کیا سوویت ریاست پر کریملن کے ایک چھوٹے سے گروپ کا مکمل غلبہ نہیں جو پرولتاریہ کی آمریت کے روپ میں اپنی آمرانہ طاقتوں کا استعمال کرتا ہے؟

جواب: --نہیں یہ درست نہیں ہے۔ یہی طبقہ حالات کے مطابق مختلف سیاسی نظاموں اور طریقوں سے حکومت کرسکتا ہے۔ بورژوازی نے تاریخی طور پر مکمل ملوکیت' بونا پارٹ ازم' پارلیمانی جمہوریت اور فاشسٹ آمریت کے زیر اثر بھی اپنی حکومت جاری رکھی۔ حکومت کے ان تمام طریقوں کا کردار سرمایہ دارانہ ہی ہوتا ہے۔

حتیٰ کہ قوم کے سب سے اہم ترین خزانے، ذرائع پیداوار کا نظم و نسق، سکول، پریس وغیرہ بورژوازی کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قوانین بھی سب سے پہلے بورژوازی کی ملکیت کا تحفظ کرتے ہیں۔

سوویت حکومت کا مطلب پرولتاریہ کا راج ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ طبقہ جس کے ہاتھوں میں طاقت فوری طور پر مرتکز ہوئی ہے وہ کتنا وسیع ہے۔

سوال نمبر (3) کیا سوویتوں نے بچپن کی خوشیاں چھین لی ہیں اور تعلیمی نظام کو ایک بالشویک پروپیگنڈے میں بدل دیا ہے؟

جواب: -- بچوں کی تعلیم ہر جگہ اور ہمیشہ پراپیگنڈا کے ساتھ مربوط رہی ہے۔ پراپیگنڈا ہاتھوں میں دستانوں کی افادیت کو ذہن نشین کرنے سے شروع ہو کر جمہوریت پر ریپبلکن پلیٹ فارم کی فوقیت تک لے جاتا ہے۔ مذہبی روح سے تعلیم بھی ایک پراپیگنڈا ہے۔ آپ تسلیم کریں گے کہ کمیونسٹ سینٹ پال (St.Paul) سب سے بڑا پراپیگنڈسٹ تھا۔

فرانسیسی جمہوریہ کی فراہم کردہ دنیاوی تعلیم مکمل طور پر پراپیگنڈا میں شرابور ہے۔ اس تعلیم کا سب سے اہم نظریہ یہ ہے کہ فرانسیسی قوم میں تمام خوبیاں جبلی ہیں یا زیادہ درست طور پر یہ کہ فرانسیسی قوم کے حکمران طبقے میں تمام خوبیاں پیدائشی ہیں۔

کوئی بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ سوویت بچوں کی تعلیم بھی ایک پراپیگنڈا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بورژوا ممالک میں پرانے اداروں اور نظریات کی عزت واحترام کو بچے کے ذہن میں ٹھونسا جاتا ہے جبکہ سوویت یونین میں سوال نئے نظریات اور نئی سوچوں کا ہے اس لئے یہ پراپیگنڈا آنکھوں کو چبھتا ہے۔ لفظ ''پراپیگنڈا'' کا منفی پہلو جو لوگ عموماً لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ ایسے نظریات کی ترویج اور دفاع ہوتا ہے جو لوگوں کو زیادہ خوشی عطا نہیں کرتے۔

قدامت پرستی اور بے تغیری کے ادوار میں روزمرہ کا پراپیگنڈا زیادہ تر قابل غور نہیں ہوتا۔ انقلابی ادوار میں پراپیگنڈا ناگزیر طور پر ایک متحارب اور جارحانہ کردار اپنا لیتا ہے۔ جب 1917ء کے اوائل میں میں کینیڈا سے ماسکو واپس آیا تو میرے دو بیٹے ایک جمنازیم (ہائی سکول) میں پڑھتے تھے۔ اس سکول میں بہت سارے سیاستدانوں کے بچے بھی زیر تعلیم تھے۔ ان میں صوبائی حکومت کے وزراء کے بچے بھی شامل ہیں۔ اس پورے سکول میں صرف دو بالشویک تھے جو میرے بیٹے تھے اور ایک ان کا ہمدرد تھا۔ سرکاری قوانین کے باوجود (کہ سکول میں سیاست ممنوع ہے) میرا بیٹا جو بمشکل 12 سال کا تھا اسے بالشویک ہونے پر بے رحمی سے مارا گیا۔ بعد میں جب میں پیٹروگراڈ سوویت کا چیئرمین بنا تو میرے بیٹے کا کوئی نام نہیں تھا سب اسے چیئرمین کہتے تھے۔ اور اسے دگنی مار پڑتی تھی۔ یہ بالشویزم کے خلاف پراپیگنڈا تھا۔

وہ والدین اور اساتذہ جنہوں نے اپنے آپ کو پرانے سماج کیلئے وقف کر دیا ہوتا ہے وہ پراپیگنڈا کے خلاف چیخ اٹھتے ہیں۔ اگر ریاست نے نئے سماج کی تعمیر کرنی ہے تو کیا یہ سکولوں سے اس کا آغاز کئے بغیر کر سکتی ہے؟

کیا سوویت پراپیگنڈا معصوم بچوں کی خوشیاں چھینتا ہے؟ کس وجہ سے اور کس طریقے سے؟ سوویت بچے دوسرے تمام بچوں کی طرح کھیلتے کودتے' ناچتے گاتے اور شوروغل مچاتے ہیں۔ حتیٰ کہ خبیث قسم کے مشاہدین بھی سوویت حکومت کی بچوں پر غیر معمولی توجہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر پرانی حکومت سے مقابلہ کیا جائے تو اس دور حکومت میں شیر خوار بچوں کی شرح اموات نصف رہ گئی ہے۔

یہ سچ ہے کہ سوویت بچوں کو جنت اور 'اولین'' گناہ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جاتا۔ اس حوالے سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ بچوں سے بعد از موت زندگی کی خوشیاں چھینی جا رہی ہیں میں چونکہ ان معاملات میں زیادہ ماہر نہیں ہوں اس لئے میں اس نقصان کی حد کا تعین نہیں کر سکتا۔ پھر بھی اس زندگی کے دکھ درد اس آنے والی زندگی کی خوشیوں پر ایک

مخصوص سبقت رکھتے ہیں اگر بچوں کو کیلوریز کی ضروری مقدار میسر آ جائے تو ان کے اندر بے شمار زندہ قوتوں کو بے بہا خوشیوں کا جواز مل جائے گا۔

دو سال قبل میرا پانچ سالہ پوتا ماسکو سے میرے پاس آیا۔اگرچہ کہ وہ خدا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا' میں نے اس میں گناہ کا کوئی رجحان نہیں پایا سوائے اس کے کہ اس نے ایک دفعہ اخبار کی مدد سے بڑے ساحرانہ انداز میں واش بیسن کا ڈرین پائپ بند کر دیا۔ دوسرے بچوں سے گھلنے ملنے کیلئے ہمیں اسے کنڈر گارٹن بھیجنا پڑا' جس کا انتظام کیتھولک راہبات چلاتیں تھیں۔ان قابل قدر راہبات کو اور تو کوئی کام نہیں تھا البتہ وہ میرے اس سات سالہ دہریئے کی اخلاقیات کی تعریف کرتیں رہتیں تھیں۔

میں اس پوتے کا بہت شکر گزار ہوں جس کی بدولت گذشتہ سال مجھے سوویت بچوں کی کتابوں اور غیر ملکی کتابوں سے بڑی قریبی شناسائی ہوئی۔ دونوں میں پراپیگنڈا موجود ہے۔ سوویت کتابیں غیر معمولی طور پر نئی' جدید اور زندگی سے بھرپور ہیں۔ چھوٹا بچہ بڑی خوشی اور مزے سے ان کتابوں کو پڑھتا اور سنتا ہے۔نہیں---سوویت پراپیگنڈا بچپن کی خوشیاں نہیں چھینتا۔

سوال نمبر (4) کیا بالشوازم دانستہ طور پر خاندان کو تباہ کر رہا ہے؟

سوال نمبر (5) کیا بالشوازم جنسی معاملات میں تمام اخلاقی معیارات کا منحرف ہے؟

سوال نمبر (6) کیا یہ درست ہے کہ سوویت نظام میں دوزوجیت اور کثیر الازدواجی قابل سزا نہیں ہیں؟

جوابات:-- اگر خاندان سے کسی کی مراد شادی کی بنیاد پر جبری بندھن' چرچ کی عنایات' ملکیتی حقوق اور سنگل پروانہ راہداری (Single Passport) ہے تو پھر بالشوازم نے اس جبری خاندان کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا ہے۔اگر خاندان سے کسی کی

مراد بچوں پر والدین کا غیر گرفتہ تسلط اور زوجہ کے جائز حقوق کی عدم موجودگی ہے تو بدقسمتی سے بالشوازم نے اس پرانی سماجی بربریت کو ابھی مکمل تباہ نہیں کیا ہے۔

اگر خاندان سے کسی کی مراد آئیڈیل یک زوجیت ہے---جائز معنوں میں نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں---تو بالشویک اس چیز کو جو نہ کبھی اس کرہ ارض پر موجود تھی اور نہ ہے کو تباہ نہیں کر سکے---سوائے خوش قسمت استثنیات کے۔

اس بیان کی قطعی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ شادی کے معاملات میں سوویت قانون کثیر الازواجی کیلئے کوئی ترغیب یا تحریک دیتا ہے۔شادی کے بندھن کے اعداوشمار---حقیقی اعدادوشمار---دستیاب نہیں ہیں اور ہو بھی نہیں سکتے۔مگر اخباری صفحات کے کالموں کے بغیر کوئی یہ یقین کر سکتا ہے کہ بدکاریوں اور تباہ حال شادیوں کا ماسکو انڈیکس نمبر نیویارک'لنڈن یا پیرس کے مماثل اعدادوشمار سے زیادہ مختلف نہیں ہے اور---کون جانتا ہے؟---یہ انڈیکس شاید کہیں زیادہ نیچے ہے۔

عصمت فروشی کے خلاف ایک جانفشان' صاف وشفاف اور کامیاب جدوجہد جاری رہی ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوویتوں کا بے لگام آزاد جنسی میل ملاپ کو برداشت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں جس کا سب سے تباہ کن اور زہریلا اظہار عصمت فروشی ہے۔

ایک دیرپا اور مستقل شادی جس کی بنیاد باہمی محبت اور تعاون پر ہے----یہی ایک آئیڈیل معیار ہے۔سوویتوں کے اندر سکول' ادب اور عوامی رائے کے تاثرات اس جانب رجوع کر رہے ہیں۔پادری اور پولیس کی زنجیروں سے آزاد اور پھر بعد میں معاشی ضرورتوں سے بھی آزاد ایک مرد اور خاتون کے درمیان باہمی بندھن اپنے راستے خود تلاش کرے گا جس کی بنیاد علم افعال الاعضا(Physiology)' نفسیات اور نسل انسانی کی فلاح و بہبود پر ہوگی۔سوویت حکومت دوسرے مسائل کی طرح اس مسئلے کے حل سے ابھی کافی دور ہے مگر اس مسئلے کے حل کیلئے اس نے پہلے سے ناگزیر سنجیدہ چیزوں کو تخلیق کیا ہے۔کسی بھی صورت میں شادی کا مسئلہ غیر معترض روایت اور حالات کی

اندھی طاقت کا معاملہ نہیں رہا۔ یہ اجتماعی اسباب کا معاملہ بنا دیا گیا ہے۔

ہر سال سوویت یونین میں 55 لاکھ بچے جنم لیتے ہیں۔ اموات کی تعداد کی نسبت پیدائش کی تعداد 30 لاکھ سے زائد ہے زار شاہی روس میں آبادی میں اس قدر اضافہ نہ تھا۔ محض یہی حقیقت اخلاقی ٹوٹ پھوٹ کے بارے میں بات کرنے کو ناممکن بنا دیتی ہے۔ یا روسی آبادی کی زندہ قوتوں کی بے زار حالت کے بارے میں بات کرنے کو ناممکن بنا دیتی ہے۔

سوال نمبر (7) کیا یہ درست ہے کہ مباشرت محرمات (ایسی عورتوں سے جنسی تعلق قائم کرنا جن سے نکاح کرنا حرام ہے) کو خلاف قانون جرم نہیں سمجھا جاتا؟

جواب: -- میں تسلیم کرتا ہوں کہ قانونی کاروائی برخلاف جرم کے نقطہ نظر سے اس سوال میں میں نے کبھی دلچسپی نہیں لی۔ یوں میں معلومات حاصل کئے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا کہ سوویت قانون مباشرت محرمات کے بارے میں اگر کچھ کہتا ہے تو کیا کہتا ہے۔ پھر بھی میرا خیال ہے کہ اس سارے سوال کا تعلق علم جرائم کی نسبت ایک طرف تو علم الامراض کے ساتھ ہے اور دوسری طرف تعلیم سے ہے۔ مباشرت محرمات نسل انسانی کی بقا کی صلاحیت اور پسندیدہ خصوصیات کو کم کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحت مند انسانوں کی ایک بہت بڑی اکثریت اسے فطری معیارات کی بے حرمتی تصور کرتی ہے۔

سوشلزم کا مطلب نہ صرف معاشی رشتوں میں عقلیت لانا ہے بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکے انسان کے حیاتیاتی افعال میں بھی عقلیت متعارف کروانا ہے۔ سوویت سکول پہلے سے ہی انسانی جذبے اور انسانی جسم کی حقیقی ضرورتوں سے بچوں کو روشناس کرانے کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ میرے پاس اس بات پر یقین کرنے کا کوئی سبب موجود نہیں ہے کہ دوسرے ملکوں کی نسبت روس میں مباشرت محرمات کے واقعات کی تعداد زیادہ ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میرا یہ بھی خیال ہے کہ اس میدان میں عدالتی مداخلت فائدے کی نسبت نقصان زیادہ کر سکتی ہے۔ میں سوال کرتا ہوں' مثال کے طور پر' اگر برطانوی جج نے بائرن (Byron) کو جیل بھیجا ہوتا تو انسانیت اس سے مستفید ہوتی۔

سوال نمبر (8) کیا یہ درست ہے کہ طلاق مانگنے سے مل جاتی ہے؟

جواب: --یقیناً یہ درست ہے۔ یہاں ایک سوال کرنا بھی زیادہ مناسب ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ ابھی تک کچھ ممالک ایسے ہیں جہاں بیوی یا شوہر میں سے کسی ایک کے بھی طلب کرنے پر طلاق کا حصول ممکن نہیں؟

سوال نمبر (9) کیا یہ درست ہے کہ سوویتوں میں مردوں اور خواتین کی حرمت وعصمت کا احترام موجود نہیں ہے؟

جواب: -- میرا خیال ہے کہ اس میدان میں عزت واحترام نہیں بلکہ منافقت ہے جو انحطاط اور زوال کا شکار ہوئی ہے۔ کیا اس میں کوئی شک ہے۔ مثال کے طور پر آئیور کروجر (Ivar Krueger) ماچسوں کا بادشاہ' جو اپنی زندگی میں انتہائی سخت مزاج زاہدانہ طبعیت کا مالک اور سوویتوں کا ناقابل مصالحت دشمن تھا۔ اس نے روسی کوم سومول (Komsomol) لڑکے اور لڑکیوں پر کئی بار بداخلاقی کا اعلانیہ الزام لگایا اس لئے کہ وہ آپس میں بغل گیر ہونے پر چرچ کی رحمت اور کرم نوازی تلاش نہیں کرتے تھے۔ اور اگر مالیاتی تباہی نہ آئی ہوتی تو کروجر (Krueger) نہ صرف سٹاک ایکسچینج کا ایمان دار آدمی بن کر بلکہ اخلاقیات کا بھی بہت بڑا ستون بن کر اپنی قبر میں اترتا۔ لیکن اب پریس کی رپورٹوں کے مطابق کروجر نے مختلف براعظموں میں جو خواتین رکھی ہوئیں تھیں ان کی تعداد اس کی ماچس فیکٹریوں کی چمنیوں کی تعداد سے کہیں زیادہ تھی۔

فرنچ' انگلش اور امریکن ناولوں میں ڈبل اور ٹرپل خاندانوں کا ذکر ملتا ہے جو استثنائی نہیں بلکہ قانونی ہیں۔ ایک باشعور جرمن نوجوان تجزیہ نگار کلاوس مہنرٹ (

(Klaus Mehnert) جس نے حال ہی میں سوویت یوتھ پر ایک کتاب شائع کی ہے، لکھتا ہے کہ ''یہ سچ ہے کہ روسی نوجوان نیکی اور اچھائی کا مجموعہ کمالات نہیں ہیں--- مگر اخلاقی طور پر وہ اپنے ہم عصر جرمنوں سے کم تر بھی نہیں ہیں''۔ میرا یقین ہے کہ یہ سچ ہے۔

فروری 1917ء میں نیویارک میں ایک شام کو میں نے زمین دوز چلنے والی گاڑی میں کوئی لگ بھگ دو درجن طلبہ اور ان کی گرل فرینڈز کا مشاہدہ کیا۔ اگرچہ کہ گاڑی میں بے شمار لوگ ایسے تھے جو ان کے حلقے میں شامل نہیں تھے۔ ان جوشیلے شگفتہ خاطر جوڑوں کا رویہ اور طور طریقہ ایسا تھا کہ کوئی دیکھتے ہی فوراً یہ کہہ سکتا تھا کہ اگرچہ یہ نوجوان اصولی طور پر یک زوجیت پر یقین رکھتے ہیں مگر عمل میں یہ کج روی کا شکار ہیں۔

بے کیف امریکن قانون کی تنسیخ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نئی انتظامیہ شراب نوشی کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ اسی طرح بہت سے ایسے قوانین جن کے بارے میں یہ فرض کیا جاتا تھا کہ یہ گھریلو صحت اور عزت وحرمت کے محافظ ہیں، سوویت حکومت کے ہاتھوں ان کے خاتمے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اس سے خاندان کا خاتمہ ہوگا اور بے لگام آزاد جنسی بے راہ روی کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ اس کا سادہ سا مطلب تو صرف یہ ہے کہ وہ مقصد جس کا حصول ممانعتوں اور بندشوں اور بے جان تبلیغوں سے ممکن نہ ہو سکا اسے مادی اور ثقافتی معیار کو بلند کر کے حاصل کیا جائے۔

سوال نمبر (10) کیا بالشوازم کا حتمی مقصد انسانی زندگی میں شہد کی مکھیوں کا چھتا (گنجان آبادی) یا چیونٹیوں کی دنیا قائم کرنا ہے؟

سوال نمبر (11) کن صورتوں میں بالشوازم کا آئیڈیل اس تہذیب سے متصادم ہے جو اس کرہ ارض پر چھا سکتی تھی اگر حشرات الارض نے کنٹرول حاصل کر لیا ہوتا؟

جوابات:--- دونوں سوالات حشرات الارض کے ساتھ ساتھ انسانوں کے حوالے

سے بھی غلط ہیں۔ نہ چیونٹیاں اور نہ ہی مکھیاں اس عفریت نمائی کیلئے جواب دہ ہیں جس سے انسانی تاریخ بھری پڑی ہے۔ دوسری طرف اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ انسان کتنے برے اور خراب ہیں' ان کے پاس پھر بھی امکانات موجود ہیں جن تک حشرات الارض کی رسائی نہیں ہے۔ یہ ثابت کرنا مشکل نہ ہوگا کہ سوویتوں کا ٹھیک ٹھیک کام انسانی سماج کے اندر چیونٹیوں کی سی خصلت کا خاتمہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ چیونٹیوں اور مکھیوں کے بھی طبقات ہیں: کچھ کام کرتی یا لڑتی ہیں اور کچھ افزائش نسل میں مہارت حاصل کرتی ہیں۔ کیا کوئی ان سماجی افعال کی مہارتوں میں بالشوازم کا آئیڈیل تلاش کرسکتا ہے؟ یہ تو بلکہ موجودہ دور کی تہذیب کی خصوصیات ہیں جو آخری حدوں تک پہنچ گئی ہیں۔

چیونٹیوں کی مخصوص اقسام اپنے جیسے مختلف رنگوں کی چیونٹیوں کو غلام بناتی ہیں۔ سوویت نظام اس سے کسی بھی صورت مشابہت نہیں رکھتا۔ چیونٹیوں نے ابھی تک اپنے جان بروّن (Jotinohn Brown) یا ابراہام لنکن Abraham Lincoln پیدا نہیں کیے۔

بینجمن فرینکلن (Benjamin Franklin) نے انسان کو" اوزار بنانے والے جانور" کے طور پر بیان کیا ہے۔ یہ قابل غور عمل تو صیف بنیادی طور پر تاریخ کی مارکسی تشریح ہے۔ مصنوعی اوزار یا ہتھیار نے انسان کو حیوانی دنیا سے آزاد کیا ہے اور عقل انسانی کے کام کی قوت محرکہ عطا کی ہے۔ غلامی سے جاگیرداری' سرمایہ داری اور پھر سوویت نظام جیسی تبدیلیوں کا سبب یہی ہے۔

اس سوال کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ ایک کائناتی کنٹرول انفرادیت کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ تو پھر سوویت نظام کی خرابی اس کے بے بہا کنٹرول میں مضمر ہوگی۔ کیا ایسا نہیں ہے؟ پھر سوالات کا ایک اور تسلسل ہے۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے' سوویتوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ ذاتی زندگی کے انتہائی فطری پہلوؤں کو ریاستی کنٹرول میں لانے سے

انکاری ہیں۔۔۔۔جن میں محبت‘خاندان اور جنسی تعلقات وغیرہ آتے ہیں۔تضاد مکمل طور پر عیاں ہے۔

سوویتوں کا کام کسی بھی طریقے سے انسانی عقل اور اخلاقی قوتوں کو کنٹرول میں لانا نہیں ہے۔اس کے برعکس معاشی زندگی پر کنٹرول کے ذریعے وہ انسانی شخصیت کو منڈی اور اس کی اندھی قوتوں کے تسلط سے آزاد کروانا چاہتے ہیں۔

فورڈ (Ford) نے آٹو موبائل کی پیداوار کنویئر سسٹم (ترسیلی نظام) Conveyor System پر منظم کی اور یوں بے بہا فوائد حاصل کئے جب کوئی پیداواری تکنیک کے اصول کی بات کرتا ہے تو سوشلزم کا کام تمام تر قومی اور بین الاقوامی معیشت کو کنویئر سسٹم پر منظم کرنا ہے‘ اس کے مختلف حصوں کو درست تناسب اور منصوبہ بندی کی بنیادوں پر منظم کرنا ہے۔کنویئر اصول کی ایک فیکٹری سے تمام فیکٹریوں اور فارمز تک منتقلی کا مطلب ایسے فوائد ہیں جن کا اگر فورڈ (Ford) کی حاصلات سے تقابلہ کیا جائے تو وہ دستکاری کی ایک چھوٹی سی خستہ حال دکان معلوم ہونگی۔ایک بار اگر انسان نے فطرت کو تسخیر کر لیا تو پھر اسے روزانہ کی روٹی کیلئے اپنا خون پسینہ نہیں بہانا پڑے گا۔انسانی شخصیت کی آزادی کیلئے پہلے سے ناگزیر چیز یہی ہے۔جب روزانہ کی تین یا چار گھنٹے کی محنت انسان کی مادی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے کافی ہوگی تو پھر ہر انسان کے پاس 20 گھنٹے بچیں گے جو ہر طرح کے تسلط اور کنٹرول سے مبرا ہونگے پھر تعلیم‘ اور انسان کی جسمانی اور روحانی تکمیل جیسے موضوعات عمومی توجہ کا مرکز بنیں گے۔فلسفیانہ اور سائنسی سکول‘ادب کے اندر مخالفانہ رجحانات‘فن تعمیر اور دوسرے عمومی فنون نہ صرف اوپر والی پرتوں بلکہ سماج کی تمام آبادی کیلئے پہلی بار حیات بخش لگاؤ کا مرکز بنیں گے۔معیشت کی اندھی قوتوں سے آزاد‘ سکولوں‘رجحانات اور گروہوں کی جدوجہد ایک وسیع‘ گہرے آئیڈیل اور بے لوث کردار کو اپنائے گی۔ایسی فضا میں انسانی شخصیت بے کیف نہ ہوگی بلکہ اس کے برعکس پہلی بار پورے جوبن پر آئے گی۔

سوال نمبر (12) کیا سوویت ازم بچوں کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ اپنے والدین کا احترام نہ کریں؟

جواب:-- نہیں ایسی عمومی صورت میں ایسا اصرار محض ایک مضحکہ خیز تصویر معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی یہ سچ ہے کہ تکنیک' نظریات اور طور طریقوں کے میدانوں میں تیز ترین ترقی عمومی طور پر پرانی نسل کے تحکمانہ رویے کو کم کرتی ہے جس میں والدین بھی شامل ہیں۔ جب پروفیسر حضرات ڈارون کے نظریات پر لیکچرز دیتے ہیں تو وہ والدین جو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اماں حوا نے آدم کی پسلی سے جنم لیا تھا' ان کا اختیار انحطاط کا شکار ہوتا ہے۔

سوویت یونین میں تمام تر تضادات بے مثال طور پر تیز' مکارانہ اور تکلیف دہ ہیں۔ کوم سومولز (Komsomols) کے طور طریقے ان والدین کے اختیارات سے متصادم ہوتے ہیں جو ابھی تک یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بیٹے بیٹیوں کی شادی کا سلسلہ میں ان کی رائے اچھی اور ناگزیر ہے۔ سرخ فوج کا وہ جوان جس نے ٹریکٹر اور تھریشر کا استعمال سیکھ رکھا ہے وہ اپنے والد کے تکنیکی اختیار کو تسلیم نہیں کرتا جو لکڑی کے ہل سے کام کرتا ہے۔

اپنی عظمت کو برقرار رکھنے کیلئے باپ اب محض اپنے ہاتھ سے تصویر اولیا یا مذہبی مجسموں کی طرف اشارہ نہیں کرسکتا اور اس خیال یا احساس کو قوت پہنچانے کیلئے اپنے بیٹے کو تھپڑ نہیں مارسکتا۔ والدین روحانی ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ وہ بچے جن کی بنیاد سکول کے سرکاری اختیار پر ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو بہتر مسلح سمجھتے ہیں۔ ایسا عمومی طور پر ان خاندانوں میں ہوتا ہے جو نئی حکومت کے بنیادی کاموں کے مخالف ہوتے ہیں۔ پرولتاریہ والدین کی اکثریت اپنے پدرانہ اختیار کے زیاں پر ریاست کی نسبت زیادہ مستعدی سے مصالحت کر لیتی ہے اس سے پہلے کہ ریاست ان کی مادرانہ' پدرانہ

پریشانیوں پر غلبہ پالے۔پھر بھی ان حلقوں میں نسلوں کے تضادات موجود ہیں کسانوں میں یہ زیادہ تیزی اور مکارانہ رویہ اختیار کر لیتے ہیں۔کیا یہ اچھا ہے یا برا ہے؟میرا خیال ہے یہ اچھا ہے۔ورنہ پیش رفت ممکن نہیں۔

مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنا ذاتی تجربہ آپ کے سامنے رکھوں۔ مجھے 17 سال کی عمر میں گھر سے بھاگنا پڑا تھا۔میرے باپ نے میری زندگی کی راہ متعین کرنے کی کوشش کی تھی۔ میرے والد نے مجھ سے کہا تھا کہ میں جن مقاصد کے حصول کی کوشش کر رہا ہوں' اگلے 300 سال میں ان کا حصول ممکن نہیں۔اور اس وقت سوال صرف ملوکیت کو اکھاڑ پھینکنے کا تھا۔ بعد میں میرے والد صاحب اپنے اختیارات کی حدود کو سمجھ گئے۔ اکتوبر انقلاب کے بعد انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔انہوں نے کہا'' تمہارا سچ کہیں زیادہ طاقتور تھا۔'' ایسی ہی ہزاروں لاکھوں مثالیں ہیں۔ایسے واقعات نہایت اہم انقلابی تبدیلی کی تصویر کشی کرتے ہیں جب عمروں کے بندھن پارہ پارہ ہوجاتے ہیں۔

سوال نمبر (13) کیا یہ سچ ہے کہ بالشوازم مذہب کو قابل سزا قرار دیتا ہے اور مذہبی عبادت کو ممنوع قرار دیا ہے؟

جواب:-- یہ دانستہ گمراہ کن توثیقی عمل ہزاروں مرتبہ مکمل طور پر غیر متنازع حقائق' ثبوت اور تصدیق کے ساتھ مسترد کیا جاچکا ہے۔جانے کیوں یہ ہمیشہ از سر نو اٹھ کھڑا ہوتا ہے؟ شاید اس لئے کہ چرچ خود اپنے آپ کو تکلیف میں محسوس کرتا ہے جب اسے بجٹ اور پولیس فورس کی معاونت حاصل نہیں ہوتی اور اس لئے بھی کہ جب اس کے مخالفین اس کی ایذا رسانیوں اور انتقامی کارروائیوں کا ہدف نہیں ہوتے۔

کئی ریاستوں میں مذہبی عقائد پر سائنسی تنقید جرم سمجھی جاتی ہے۔کئی ریاستوں میں محض اسے برداشت کیا جاتا ہے۔سوویت ریاست کا عمل اس کے برعکس ہے۔مذہبی عبادت کو جرم سمجھنے کی نسبت یہ مختلف مذاہب کے وجود کو برداشت کرتی ہے لیکن اس کے

ساتھ ساتھ مذہبی عقائد کے خلاف مادی پراپیگنڈے کی کھل کر حمایت بھی کرتی ہے۔ یہ ٹھیک ٹھیک ایسی صورت حال ہے جسے چرچ مذہب کے خلاف ظلم و بربریت تصور کرتا ہے۔

سوال نمبر (14) کیا یہ درست ہے کہ بالشویک ریاست مذہب کی مخالف ہے' پھر بھی جاہل عوام کے تعصّبات سے مالی فوائد حاصل کرتی ہے؟ مثال کے طور پر روسی کسی بھی پادری کے جنت میں داخل ہونے پر یقین نہیں رکھتے جب تک کہ اس کی لاش گلنے سڑنے کے عمل سے محفوظ نہیں رہتی۔ کیا یہی وجہ ہے کہ بالشویکوں نے لینن کی ممی کو مصنوعی طور پر محفوظ کیا ہے؟

جواب: -- نہیں' یہ مکمل طور پر غلط تشریح ہے جس کی بنیاد تعصب اور مخالفت پر ہے۔ میں آزادانہ طور پر کہہ سکتا ہوں کہ چونکہ میں شروع ہی سے ممی بنانے اور مقبرہ بنانے کا پرعزم مخالف رہا ہوں اور اسی طرح لینن کی بیوہ این-کے-کروپسکایا بھی-اس میں کوئی شک نہیں کہ لینن کو بستر مرگ پر اگر ایک لمحے کیلئے بھی یہ پتہ چل جاتا کہ وہ اس کی لاش کے ساتھ فرعون جیسا سلوک کریں گے تو اس نے احتجاج کے ساتھ پارٹی سے پہلے ہی التجا کی ہوتی۔ میں اہم دلیل کے طور پر اس اعتراض کو سامنے لایا ہوں۔ لینن کے جسم کو اس کے حقیقی جذبے اور شخصیت کے خلاف استعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔ میں نے اس بات کی نشاندہی بھی کی تھی کہ لینن کی لاش کی ممی کا نا قابل تحلیل عمل مذہبی توہمات کو پروان چڑھا سکتا ہے۔ لیونڈ کریسن 1870-1926 (Leonid Krassin) جس نے بظاہر ممی بنانے کے نظریے کیخلاف دفاع کا آغاز کیا تھا' اس نے اعتراض کیا تھا: ''پادریوں کیلئے جو کچھ معجزہ ہے وہی ہمارے ہاتھوں میں تکنیک کا معاملہ ہوگا۔ لاکھوں

انسانوں کو پتہ چل سکے گا کہ وہ انسان کیسا تھا جس نے ہماری زندگیوں میں اتنی عظیم تبدیلیاں لائی ہیں۔ سائنس کی مدد سے ہم عوام کی اس قابل غور جواز دلچسپی کی تسلی کرسکیں گے اور ساتھ ہی ساتھ نا قابل تحلیل کے عمل کی پر اسراریت کی وضاحت کرسکیں گے۔

یقیناً مقبرے کی تعمیر کا مقصد سیاسی تھا: یعنی استاد کے اختیار کے ذریعے شاگردوں کے اختیار کو دائمی طاقت نظر نہیں آتی۔ مقبرے بنانے والوں کو بتایا جاتا ہے کہ لاش کا گلنے سڑنے کے عمل سے بچاؤ کمیسٹری کا مرہون منت ہے۔

ہمارے جوابات سوویت یونین کی موجودہ صورتحال کی جھوٹی نمائندگی نہیں کرتے یعنی معاشی اور ثقافتی حاصلات کو ہیچ نہیں سمجھتے اور نہ ہی اس کو گھٹا کر پیش کرتے ہیں کہ سوشلزم ایک ایسا مقام ہے جو پہلے سے یہاں آچکا ہے۔ سوویت حکومت ابھی تک ایک عبوری حکومت ہے اور لمبے عرصے تک رہے گی اور اسے بے شمار تضادات اور بے حد مشکلات کا سامنا بھی ہوگا۔ پھر بھی ہمیں حقائق کو انکی ترقی کی روشنی میں پرکھنا چاہیے۔ سوویت یونین نے رومانوف (Romanov) حکومت کی وراثت کا نظم ونسق سنبھالا ہے۔ 15 سال تک یہ دشمن دنیا کے نرغے میں رہی ہے۔

قلعہ بند صورت حال نے آمریت کو بھونڈی شکلیں عطا کیں ہیں۔ روس میں احساس تحفظ کو اجاگر کرنے کیلئے جتنی بھی پالیسیاں شمار کی گئیں ہیں ان میں سب سے کم جاپان کی ہیں۔ لیکن ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ امریکہ جس نے سوویت سرزمین پر سوویت یونین کے خلاف جنگ کا انتظام کیا تھا اس نے آج تک ماسکو کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال نہیں کیے جس کے فطری طور پر ملک میں داخلی حکومت پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

''خاندان میں تھرمیڈور''

یہ آرٹیکل ٹراٹسکی کی مشہور زمانہ کتاب'' انقلاب سے غداری'' The Revolution Betrayed کا اقتباس ہے جو اس نے ناروے میں 1936ء

میں تحریر کی تھی۔اس کا انگریزی میں ترجمہ میکس ایسٹ مین (Max Eastman) نے کیا تھا جو 1937ء میں شائع ہوا۔

اکتوبر انقلاب نے خواتین کے سلسلہ میں اپنے فرائض بڑی دیانت داری سے پورے کئے۔نومولود حکومت نے خواتین کو مردوں کے برابر نہ صرف سیاسی اور جائز حقوق دیئے بلکہ کسی بھی حکومت کی نسبت سب سے اہم بات معاشی اور ثقافتی کام کے تمام پہلوؤں تک عورت کی رسائی کو ممکن بنایا۔ تاہم یہ عظیم ترین انقلاب' برطانوی پارلیمنٹ' آل پاورفل (All Powerful) کی طرح 'عورت کو مرد میں تبدیل نہیں کر سکتا---اور نہ ہی حمل' پیدائش' دیکھ بھال اور بچوں کی پرورش جیسے بوجھ کو مرد اور خاتون میں برابر تقسیم کرسکتا ہے۔

انقلاب نے خاندان کے نام نہاد چولہے کو تباہ کرنے کی جرات مندانہ کاوشیں کیں--- ایک قدیم دقیانوسی' حبس زدہ اور بدبودار ادارہ جس میں محنت کش خاتون بچپن سے لے کر موت تک غلاموں کی طرح محنت کرتی ہے۔خاندان کی اس چھوٹی سی مقید جگہ پر منصوبوں کے تحت قبضہ کیا جانا تھا جو مندرجہ ذیل ہیں:--دیکھ بھال کی سہولت اور رہائش کا مکمل نظام' زچہ بچہ سنٹرز' بچوں کی نگہداشت کے مراکز' کنڈرگارٹنز' سکولز' سماجی طعام خانے' عوامی لانڈریاں' فرسٹ ایڈ کے مراکز' خاندان کے تمام گھریلو افعال کی سوشلسٹ سماج کے اداروں کے تحت مکمل تحلیل' تمام نسلوں کا سماجی ہم آہنگی کے تحت اتحاد اور امداد باہمی--یہ سب کچھ ایک خاتون تک پہنچانا اور اس کے ذریعے محبت کرنے والے جوڑوں کو ہزاروں سالوں کی کہنہ جکڑ بندیوں سے آزاد کروا کر ایک حقیقی آزادی دلانا مقصود تھا۔

ابھی تک ان مسئلوں کا حل نہیں کیا گیا ہے۔40 ملین سوویت خاندانوں کی غالب اکثریت خواتین کی غلامی' نفسیاتی مسائل' بچوں کی روزانہ کی تذلیل' زنانہ اور بچگانہ توہمات جیسے قرون وسطیٰ کے گھونسلوں میں رہتی ہے۔اس سلسلہ میں ہمیں اپنے آپ کو

دھوکہ میں نہیں رکھنا چاہئے۔سوویت یونین میں خاندان کے مسئلے تک رسائی کیلئے مسلسل تبدیلیاں، حکمران طبقے میں ارتقائی عمل اور سوویت سماج کی حقیقی فطرت کی کردارنگاری کرتیں ہیں۔

آندھی طوفان کے ذریعے پرانے خاندان کو اکھاڑنا ناممکن ثابت ہوا۔اس لئے نہیں کہ مضبوط اداروں کی کمی تھی۔اس لئے بھی نہیں کہ خاندان مردوں کے دلوں میں مضبوطی سے جڑ پکڑے ہوئے تھا۔بلکہ اس کے برعکس حکومت اور اس کی بچوں کی نگہداشت کی سہولیات، کنڈرگارٹنز، اور اس طرح کے اداروں پر وقتی بے اعتمادی کے بعد محنت کش خواتین اور ان کے پیچھے پیچھے ترقی پسند کسانوں نے تمام خاندان کی اشتراکی معیشت اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں کی اجتماعی نگہداشت جیسے بے شمار فوائد کو بہت سراہا۔بدقسمتی سے سماج انتہائی غریب اور کم تہذیب یافتہ ثابت ہوا۔ریاست کے حقیقی ذرائع کمیونسٹ پارٹی کے اداروں اور منصوبوں سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔آپ خاندان کو ختم نہیں کر سکتے۔آپ نے اسے تبدیل کرنا ہے۔عمومی کی ضرورت اور مانگ کی بنیادوں پر خواتین کی حقیقی آزادی نا قابل احساس ہے۔تجربے نے اس تلخ سچ کو جلد ثابت کر دیا ہے جس کو مارکس نے 80 برس قبل وضع کیا تھا۔

اقتصادی بدحالی کے سالوں میں محنت کش اور کسی حد تک ان کے خاندانوں نے فیکٹریوں، سماجی طعام خانوں اور جہاں کہیں ممکن ہوا، کھانا کھایا اور اس حقیقت کو سرکاری طور پر زندگی کی سوشلسٹ تبدیلی کے طور پر لیا گیا۔مختلف ادوار کی مخصوص خصوصیات پر پھر سے توقف کرنے کی ضرورت نہیں ہے: جنگی کمیونزم، نئی معاشی پالیسی اور پہلا پانچ سالہ منصوبہ وغیرہ وغیرہ۔حقیقت یہ ہے کہ 1935 میں خوراک کے حصول کیلئے کارڈ سسٹم کے خاتمے کے لمحے سے ہی اچھے درجے کے تمام محنت کشوں نے گھروں میں کھانا کھانا شروع کر دیا۔اس پسپائی کو سوشلسٹ نظام کی بدقسمتی سے تعبیر کرنا درست نہیں چونکہ اس کی عمومی طور پر کوشش کی ہی نہیں گئی تھی۔لیکن سب سے افسردہ کن چیز محنت کشوں اور ان

کی بیویوں کی اشترا کی کھانے پینے کی سہولیات کی پر کھ تھی جن کا اہتمام بیوروکریسی نے کیا تھا۔ اسی طرح کے نتائج سماجی لانڈریوں کے ضمن میں بھی اخذ کیے جا سکتے ہیں جہاں کپڑے دھونے کی نسبت پھاڑے اور چوری زیادہ کیے جاتے ہیں۔

واپس خاندان کے چولہے کی طرف آتے ہیں۔ گھر میں کھانے پکانے اور کپڑے دھونے کا عمل جس کا بڑے شرمیلے انداز میں اہتمام صحافیوں اور گلہ پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرنے والوں نے کیا ہے کا مطلب محنت کشوں کی بیگمات کا امور خانہ داری کی طرف پھر سے لوٹنا ہے ---- یعنی اس پرانی غلامی کی طرف اگر کمیونسٹ انٹرنیشنل کا سوویت یونین کے اندر سوشلزم کی مکمل اور حتمی فتح کے عزم و استقلال کی آواز فیکٹریوں میں کام کرنے والی محنت کش خواتین تک یقینی طور پر پہنچتی ہے تو پھر گھسے پٹے خاندان کی طرف لوٹنے کا عمل مشکوک ہو جائے گا۔

دیہی خاندان، جو نہ صرف گھریلو صنعت بلکہ زراعت کے ساتھ بھی منسلک ہے وہ قصبے کی نسبت کہیں زیادہ مستحکم اور قدامت پسند ہے۔ انیمیا کی بیماری کا شکار (خون کی کمی کا مرض) زرعی پنچائیتوں نے پہلے دور میں محض چند ایک اجتماعی ریستوران اور بچوں کی نگہداشت کے مراکز متعارف کروائے تھے۔ پہلے اعلانات کے مطابق عمل اجتماعیت خاندانی حلقوں میں فیصلہ کن تبدیلی کا آغاز تھا۔ انہوں نے بلاوجہ کسان کی مرغیوں اور مویشیوں کو ضبط نہیں کیا تھا۔ ملک بھر میں اجتماعی طعام خانوں کے فاتحانہ آغاز کے متعلق اعلانات میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں تھی۔ لیکن جب پسپائی کا آغاز ہوا تو اچانک ان شیخیوں کے سائے سے حقیقت نمودار ہوئی۔

اجتماعی فارم سے کسان محض اپنے لئے روٹی اور جانوروں کیلئے چارا حاصل کرتا ہے۔ گوشت، سبزیاں اور ڈیری کی دوسری اشیاء وہ فارم سے متصل پرائیویٹ حصے سے حاصل کرتا ہے۔ اور ایک بار جب خاندان کی ذاتی کاوشوں سے زندگی کی انتہائی اہم ضروریات حاصل کی جاتی ہیں تو پھر اس کے بعد اجتماعی ریستورانوں کی بات نہیں کی جا

سکتی۔ یوں جب یہ مختصر ترین بیان کردہ اجتماعی فارم گھریلو سنگ آتشدان کیلئے تخلیق کرتے ہیں تو یہ عورت کے کندھوں پر دوہرا بوجھ لاد دیتے ہیں۔

بچوں کی نگہداشت کے مراکز میں مستقل سکونت کی کل تعداد 1932ء میں 600.000 تک چڑھ گئی تھی جبکہ کھیتوں میں کام کاج کے دوران صرف موسمی سکونت تقریباً 4,000,000 تھی۔ 1935ء میں بیڈز کی تعداد 5600,000 تھی لیکن مستقل بیڈز کی تعداد کل تعداد کا محض معمولی سا حصہ تھی۔ مزید یہ کہ موجودہ بچوں کی نگہداشت کی سہولیات، حتیٰ کہ ماسکو، لینن گراڈ اور دوسرے شہروں میں بھی تسلی بخش نہیں ہیں۔ ایک نمایاں سوویت اخبار یہ شکایت کرتا ہے کہ بچوں کی نگہداشت کے مرکز جہاں بچہ گھر کی نسبت کہیں زیادہ غیر موافق حالات محسوس کرتا ہے وہ بچے کی نگہداشت کا مرکز نہیں بلکہ یتیموں کا دارالامان ہے۔

اگر محنت کشوں کے خاندان بچوں کی نگہداشت کے ان مراکز کی سہولیات سے استفادہ نہیں کرتے تو اس میں حیرانگی کی کوئی بات نہیں۔ لیکن محنت کشوں کی بہت بڑی تعداد کیلئے حتیٰ کہ ان ''گھٹیا یتیموں کے دارالامان'' کی تعداد بھی حقیری ہے۔ حال ہی میں سنٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی نے ایک قرارداد متعارف کروائی ہے کہ لاوارث اور یتیم بچوں کی پرورش نجی ہاتھوں میں دی جانی چاہیئے۔ اپنے سب سے اعلیٰ ترجمان کے ذریعے بیوروکریٹک حکومت نے سوشلزم کے انتہائی اہم عمل کے متعلق اپنے دیوالیہ پن کو تسلیم کیا ہے۔

1930-35ء تک کے 5 سالوں کے دوران کنڈرگارٹنز میں بچوں کی تعداد 370,000 سے بڑھ کر 1,181,000 ہوگئی تھی۔ 1930ء کی تعداد حیرت انگیز طور پر کم تھی مگر 1935ء کی تعداد بھی سوویت خاندانوں کے سمندر میں محض ایک قطرہ دکھائی دیتی ہے۔ مزید تحقیقات بلاشبہ عیاں کریں گی کہ ان کنڈرگارٹنز کا ایک بہت بڑا حصہ انتظامیہ یعنی تکنیکی عملہ، جیسے سٹاخانووسٹ (Stakhanovists) وغیرہ کے

خاندانوں سے منسلک ہے۔

زیادہ عرصہ نہیں گزرا سی سنٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی کو واضح طور پر یہ تصدیق کرنے پر مجبور کیا گیا کہ بے گھر اور بے یارو مددگار بچوں کا دیوالیہ نکالنے کی قرارداد کی کمزور انداز میں تعمیل کی جارہی ہے۔اس غیر جانبدار اقرار کے پیچھے کیا چیز پوشیدہ ہے۔محض اتفاقیہ طور پر اخبارات کے ذریعے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ صرف ماسکو میں ہزار سے زائد بچے انتہائی نامساعد حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔اس نام نہاد بچوں کے گھرانوں کے دارالخلافے میں تقریباً 1500 بچے ایسے ہیں جنہیں رہنے کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے اور انہیں گلیوں میں نکال دیا گیا ہے۔1935ء کے خزاں کے دو ماہ کے دوران ماسکو اور لینن گراڈ کے 7,500 والدین کی عدالت میں اس بات پر جواب طلبی ہوئی کہ وہ بچوں کی نگرانی نہیں کرتے اور ان کو آوارہ چھوڑ دیتے ہیں۔انہیں عدالت میں لانے کا کیا فائدہ ہوا؟ کتنے ہزار والدین عدالت میں حاضر ہونے سے چھپ رہے ہیں؟ کتنے ہی بچے ایسے ہیں جو انتہائی نامساعد حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں مگر وہ ریکارڈ پر موجود نہیں ہیں؟محض مشکل حالات اور انتہائی نامساعد حالات میں کیا فرق ہے؟یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات نہیں ہوتے۔عیاں اور نہاں طور پر اتنی بڑی تعداد میں بچوں کی بے سروسامانی براہ راست سماجی بحرانوں کا نتیجہ ہے جن میں پرانا خاندان کہیں زیادہ سرعت سے تحلیل ہوتا اس سے پہلے کہ نئے اداروں میں اس کے متبادل کی صلاحیت پیدا ہو۔

اخبارات کی ان اتفاقیہ رپورٹوں اور فوجداری ریکارڈ سے کوئی بھی قاری سوویت یونین کے اندر عصمت فروشی کے وجود کا اندازہ کر سکتا ہے---یعنی مردوں کے مفادات کی قیمت پر خواتین کی انتہائی پستی اور انحطاط گذشتہ سال (1935ء کے موسم خزاں کے دوران ازوسٹیا (Izvestia) نے اچانک اپنے قارئین کو مطلع کیا کہ ماسکو میں ایسی ہزاروں خواتین کو گرفتار کیا گیا ہے جو گلیوں میں چوری چھپے اپنے آپ کو پرولتاریہ کی جمع پونجی پر بیچتی تھیں۔ان گرفتار ہونے والی خواتین میں 117 محنت کش خواتین 92 کلرک

اور 5 یونیورسٹی کی طالبات تھیں۔کونسی چیز انہیں اس پگڈنڈی پر لے آئی تھی؟ نا مناسب اجرتیں ٗضرورت اور مانگ---تا کہ تن پر لباس اور پاؤں میں جوتوں کی خاطر انہیں کچھ نہ کچھ مل جائے ۔ ہمیں جرات مندانہ انداز میں اس سماجی برائی کے طول وعرض کی ٹھیک ٹھیک تلاش کرنی چاہیئے۔ پاک دامن بیوروکریسی ماہرین شماریات کو خاموش رہنے کا حکم دیتی ہے۔لیکن یہی جبراً خاموشی ہی سوویت طوائفوں کے طبقے کی کثرت اور بہتات کی ٹھیک ٹھیک تصدیق کرتی ہے۔ یہاں بنیادی طور پر ماضی کے نوادرات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ طوائفوں کی بھرتی نوجوان نسل سے کی جاتی ہے۔ یقیناً کوئی بھی معقول شخص اس ناسور کا الزام پرانی سوویت حکومت کے سر تھوپنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔لیکن اس عصمت فروشی کی موجودگی میں سوشلزم کی فتح کی بات کرنا نا قابل معافی جرم ہے۔ جہاں تک اخبارات کو اس مکارانہ موضوع کو چھیڑنے کی اجازت ہے ٗوہ اس یقین پر زور دیتے ہیں کہ عصمت فروشی کی تعداد گھٹ رہی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ 33-1931ء کے انحطاط اور بھوک کے سالوں کی نسبت یہ حقیقتاً درست ہے۔لیکن براہ راست راشن مہیا کرنے کے عمل کے خاتمے کے ساتھ روپے پیسے کے رشتوں کی جو بحالی ہوئی ہے وہ ناگزیر طور پر بچوں کی بے سروسامانی کے ساتھ ساتھ عصمت فروشی کی نئی نشوونما کی سمت لے جائے گی۔ جہاں کہیں بھی مراعات یافتہ ہوتے ہیں ٗوہاں اچھوت بھی ہوتے ہیں جن کا حقہ پانی بند ہوتا ہے۔

بچوں کی اتنی بڑی تعداد میں بے سروسامانی بلاشبہ اور بجا طور پر ماں کے کٹھن حالات میں المیہ علامت ہے۔اس موضوع پر حتیٰ کہ انتہائی رجائیت پسند پراودا (Pravda) بھی بعض اوقات تلخ اقرار کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ایسے حالات میں کئی خواتین کیلئے بچے کی پیدائش ایک وبال بن جاتا ہے۔اسی وجہ سے یہ بات انصاف پر مبنی ہے کہ انقلابی قوت نے خواتین کو اسقاط حمل کا حق دیا تھا۔ جو مانگ ٗضرورت یا خاندان کی مفلسی کے حالات میں ثقافتی ٗ سیاسی یا سول حقوق میں سے سب سے اہم حق ہے۔تاہم خواتین کا یہ

حق بھی موجودہ سماجی ناہمواری' جو کہ استحقاق میں تبدیل کی جا رہی ہے کہ زیر اثر انتہائی تاریک ہے۔ اسقاط حمل کے متعلق معلومات کے وہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو شعبدہ بازی سے پریس کی زینت بنتے ہیں' بلا مبالغہ قابل افسوس ہیں۔ 1935ء میں یورالز (Urals) کے ایک ضلع کے ایک دیہی ہسپتال میں دائیوں کے ہاتھوں 195 خواتین اپاہج ہوئی ہیں----ان میں 33 محنت کش خواتین' 28 دفتری ورکرز' 65 اجتماعی فارم کی خواتین اور 58 گھریلو خواتین تھیں۔ یہ یورال ڈسٹرکٹ دوسرے اضلاع کی اکثریت سے مختلف اس لیے ہے کہ اس کے متعلق معلومات پریس تک پہنچ گئی ہیں۔ پورے سوویت یونین میں کتنی ہی خواتین ہر روز اپاہج کر دی جاتی ہیں؟۔

وہ خواتین جو اسقاط حمل پر مجبور ہوتی ہیں ان کے لئے ناگزیر طبی امداد کی نا اہلیت کے آشکار ہونے پر ریاست بڑی پھرتی سے اپنا راستہ تبدیل کرتی ہے اور اسقاط حمل کی ممانعت کا راستہ اختیار کرتی ہے۔ اور مجبوری کو نیکی بنا لیتی ہے۔ سوویت عدالت عظمٰی کے اراکین میں سے ایک جس کا نام سولٹز (Soltz) ہے۔ وہ ازدواجی معاملات کا ماہر بھی ہے۔ وہ اسقاط حمل کی ممانعت کی بنیاد اس حقیقت پر استوار کرتا ہے کہ ایک ایسا سوشلسٹ سماج جہاں بے روزگاری نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ' وہاں عورت کو ممتا کی خوشیوں سے انکار کرنے کا کوئی حق نہیں۔ پادری کا فلسفہ ایک سپاہی کی طاقت بھی عطا کرتا ہے۔ ہم نے حکمران پارٹی کے مرکزی ترجمان سے حال ہی میں سنا ہے کہ کئی ایک خواتین کیلئے بچے کی پیدائش' بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ خواتین کی غالب اکثریت کیلئے بچے کی پیدائش' ان کے ان حالات میں پریشانی کا سرچشمہ ہے۔ ہم نے کچھ عرصہ پہلے ایک اعلیٰ سوویت ادارے سے سنا ہے کہ بے گھر اور بے یارو مددگار بچوں کا ایک کمزور طریقے سے دیوالیہ نکالا جا رہا ہے جس کا بلا شبہ مطلب بچوں کی بے سرو سامانی میں اضافہ ہے۔ لیکن یہاں ایک اعلیٰ سوویت جج ہمیں بتاتا ہے کہ ایک ایسا ملک جہاں زندگی خوشگوار ہے وہاں اسقاط حمل پر قید کی سزا دی جانی چاہیئے---- بالکل سرمایہ دار ممالک کی طرح جہاں

زندگی بہت کٹھن اور درد انگیز ہے۔

یہ پہلے سے واضح ہے کہ مغرب کی طرح سوویت یونین میں بھی جو جیلر کے پنجے میں آئیں گے وہ زیادہ تر محنت کش خواتین' کسان خواتین اور ملازمین ہونگے جو اپنے مسائل کو پوشیدہ رکھنا مشکل سمجھتے ہیں۔ جہاں تک ہماری خواتین کا تعلق ہے' جو اعلیٰ قسم کی پرفیومز اور دوسری خوشگوار اشیاء کے مطالبات پورے کرتے ہیں وہ پہلے ہی اس کی تعمیل یوں کریں گے جیسے وہ کسی شفیق اور مہربان حاکم مجاز کے ماتحت حکم کی تعمیل ناگزیر سمجھتے ہیں۔ سولٹز (Solts) بے سروسامانی سے آنکھیں بند کئے اپنی گفتگو کا اختتام یوں کرتا ہے: ''ہمیں عوام چاہیے'' اگر بیوروکریسی نے لاکھوں محنت کش خواتین کے لبوں پر مہر سکوت نہ لگائی ہوتو پھر ان کا جواب یہ ہوسکتا ہے: ''پھر انہیں برداشت کرنے کی تمہارے اندر مروت اور مہربانی کی بھی ضرورت ہے۔''

ایسا لگتا ہے کہ ان شرفاء نے یہ بات مکمل طور پر بھلا دی ہے کہ سوشلزم کا کام ان اسباب کا خاتمہ کرنا تھا جو کسی خاتون کو اسقاط حمل پر مجبور کرتے ہیں نہ کے پولیس کی مدد سے کسی خاتون کی زندگی کے انتہائی نجی پہلوؤں میں مداخلت کرنا اور اسے ممتا کی خوشیاں حاصل کرنے پر مجبور کرنا ہے۔

اسقاط حمل کی ممانعت کے قانون کا مسودہ نام نہاد عوامی بحث کیلئے پیش کیا گیا۔ سوویت پریس میں تلخ شکایات اور احتجاج پھوٹ پڑا۔ بحث اتنی ہی اچانک ختم کردی گئی جتنی اچانک اس کا اعلان ہوا تھا اور 27 جون کو سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی نے اس بے ہودہ مسودے کو تین گنا زیادہ بے ہودگی اور بے شرمی سے قانون کا درجہ دے دیا۔ حتیٰ کہ بیوروکریسی کے کچھ سرکاری معذرت خواہ بھی اس پر حیران اور پریشان ہوئے۔ لوئز فشر (Louis Fischer) نے اس قانون سازی کو افسوس ناک غلط فہمی قرار دیا۔ چند استثنیات کے علاوہ خواتین کے خلاف یہ نیا قانون حقیقت میں تھرمیڈورئین ردعمل کا فطری اور منطقی پھل ہے۔

خاندان کی فاتحانہ بحالی بتدریج ہورہی ہے ----کتنا خوش قسمت اتفاق ہے ----روبل کی بحالی سے ریاست کا مادی اور ثقافتی دیوالیہ بھی ہورہا ہے۔واضح طور پر کہنے کی بجائے لیڈرز ٹوٹے ہوئے خاندان کے خول کو پھر سے جوڑنے کیلئے عوام پر زور دے رہے ہیں۔یہی نہیں بلکہ اس کو کامیاب سوشلزم کا مقدس مرکز سمجھنے پر زور دے رہے ہیں۔اور جو ایسا نہیں سمجھتا اس کے لئے جرمانے کی انتہائی سزاؤں کی دھمکیاں ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عوام' اپنے بچوں اور اپنے پوتے پوتیوں کے درمیان اشترا کی رشتوں کا آغاز کیا ہے اور وہ اس مقصد کو محسوس کریں گے۔اس پسپائی کی وسعت کو عام آنکھ سے ناپنا کافی مشکل ہے۔

قانون ساز اور ادیب' عدالت اور فوج' اخبار اور سکول' ہر ایک شخص اور ہر ایک چیز کو گھسیٹ کر ایک نئی راہ پر لایا گیا ہے۔جب کوئی سادہ مزاج دیانتدار نوجوان کمیونسٹ اپنے اخبار میں لکھنے کی جرات کرتا ہے: ''آپ اپنے آپ کو اس مسئلے کے حل میں مشغول رکھیں گے کہ عورت خاندان کی جکڑ بندیوں سے کیسے نجات حاصل کر سکتی؟ ہے تو آپ یہ اچھا کام کریں گے۔'' جواب میں وہ دو چار تھپڑ حاصل کرتا ہے----اور خاموش ہو جاتا ہے۔کمیونزم کی الف' ب کو بائیں بازو کی انتہا قرار دیا گیا ہے۔ غیر مہذب' اجڈ اور ناشائستہ لوگوں کے فرسودہ تعصبات کو نئی امید اور نئے اعتماد کے نام پر پھر سے زندہ کیا جا رہا ہے۔ اس اتنے بڑے ملک کے ہر ایک کونے اور گوشے کی روزمرہ کی زندگی میں کیا ہورہا ہے؟ خاندانی حلقوں میں تھرمیڈورین ردعمل کی گہرائی کو پریس تو محض ایک دھندلے سے انداز میں پیش کرتا ہے۔

چونکہ انجیل کی پرجوش تبلیغ کا مقدس جذبہ گناہ کو بڑھنے سے پروان چڑھا ہے۔حکمران طبقے میں حاکمیت یا کمان کرنے کا ساتواں خدائی حکم بہت مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔سوویت واعظوں اور مبلغین نے محض تھوڑا سا انداز بیان بدلنا ہے۔طلاقوں کے آسان حصول کے خلاف کھم کھلا مہم کا آغاز ہو چکا ہے۔قانون سازوں کی تخلیقی سوچوں

نے پہلے ہی طلاق کی رجسٹریشن پر پیسے بٹورنے کا ''اشتراکی'' معیار قائم کرلیا ہے۔اور جب طلاق کی شرح بڑھ جائے تو رقم کی بڑھوتری کا بندوبست بھی کرلیا ہے۔ہم نے یوں ہی نہیں کہا ہے کہ خاندان کی بحالی اور روبل کے بڑھتے ہوئے بصیرت افروز کردار میں مکمل ہم آہنگی ہے۔بلاشبہ ٹیکس رجسٹریشن کے عمل کو ان کیلئے مشکل بنادیتا ہے جن کیلئے ادائیگی کرنا مشکل کام ہے۔ہم امید کرتے ہیں کہ بالائی پرتوں کیلئے ادائیگی مشکل نہ ہوگی۔مزید یہ کہ وہ لوگ جن کے پاس عمدہ گھر' اچھی گاڑیاں اور دوسری اچھی اچھی چیزیں ہیں وہ غیر ضروری تشہیر کے بغیر اپنے معاملات کا انتظام کرتے ہیں اور نتیجتاً بغیر کسی رجسٹریشن کے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔سماج کی تہوں میں صرف عصمت فروشی ہے جس کا کردار انتہائی برا اور تذلیل سے پر ہے۔سوویت سماج کی بلندیوں' جہاں طاقت اور عیاشیاں یکجا ہیں وہاں عصمت فروشی چھوٹی چھوٹی باہمی خدمات کی شاندار صورت اختیار کرلیتی ہے حتیٰ کہ وہ ''اشتراکی خاندان'' کا پہلو اختیار کرلیتی ہے۔ہم پہلے ہی سوسنووسکی (Sosnovsky) کی زبانی حکمران طبقے کے زوال میں ''آٹو موبائل داشتاؤں کا حرم رکھنے کا عمل (حرم فیکٹر)'' کی اہمیت کے بارے میں سن چکے ہیں۔سوویت یونین کے دوسرے دوستوں کی طرح بربطی شاعری اور علمیت کے پاس بھی کچھ دیکھنے کیلئے آنکھیں نہیں ہیں۔شادی اور خاندان سے متعلق اکتوبر انقلاب کے قائم کیے گئے قوانین جو کبھی جائز فخر کی جیتی جاگتی مثال تھے وہ اب بورژوا ممالک کے قوانین کے خزانوں سے وسیع تر قرض لینے کے باعث ختم کئے جارہے ہیں۔یہ کتنی بڑی مضحکہ خیز سازش ہے کہ جو دلائل اس سے پہلے طلاق اور اسقاط حمل کی غیر مشروط آزادی کے حق میں پیش کئے جارہے تھے---جیسا کہ ''خواتین کی آزادی'' ''شخصیت کے حقوق کا دفاع'' ''ممتا کا تحفظ'' وغیرہ---اب ان کی بندش اور مکمل ممانعت کے حق میں دیئے جارہے ہیں۔

پسپائی نہ صرف ایک گھناؤنی منافقت کا روپ دھارتی ہے بلکہ مضبوط معاشی ضرورتوں کے مطالبات کی نسبت لامحدود طور پر دور ہوتی جارہی ہے۔معروضی اسباب جو

ان بورژوا حالات کو جنم دے رہے ہیں جیسا کہ نان ونفقہ کی نقد ادائیگی وغیرہ' اس کے علاوہ حکمران طبقے کے سماجی مفادات بھی ہیں جو ان بورژوا قوانین کو وسعت دیئے میں پنہاں ہیں۔ خاندان کے موجودہ مسلک کا سب سے اہم مدعا' بلاشبہ' مستحکم رشتوں کی ترتیب وجوڑ' اقتدار اور طاقت کو برقرار رکھنے کیلئے 40 ملین نوجوانوں کو نظم وضبط میں رکھنا ہے اور اس کے لئے بیوروکریسی کی ضرورت ہے۔

ریاست کے ہاتھوں نئی نسلوں کی تعلیم وتربیت پر توجہ میں امید کی رمق باقی تھی۔ حکومت بڑوں کی بالادستی کی حمایت سے نہ صرف لاتعلق تھی' خاص طور پر والدین کی بالادستی سے' بلکہ اس کے برعکس اس نے بچوں کو خاندان سے الگ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی تاکہ انہیں زندگی کی بوسیدہ روایات سے محفوظ رکھا جا سکے۔ کچھ ہی عرصہ قبل' پہلے پانچ سالہ منصوبے کے دوران' سکولز اور کمیونسٹ یوتھ' بچوں کو تشہیر کے طور پر استعمال کر رہے تھے اور عمومی طور پر شرابی والدین اور مذہبی ماؤں کو پھر سے تعلیم دے رہے تھے ---کتنی کامیابی کے ساتھ یہ ایک الگ سوال ہے۔ اس طریقہ کار کا مطلب' ہر قیمت پر' والدین کی بالادستی کو بنیادوں سے ہلانا تھا۔ اس میدان میں بھی بڑی تیزی سے پلٹا کھایا گیا ہے جو کہ غیر اہم نہیں ہے۔ ساتویں حکم الٰہی کے ساتھ ساتھ پانچواں بھی اپنے تمام تر حقوق کے ساتھ بحال کیا گیا ہے---اور یقین جانیئے خدا کا کوئی حوالہ دیئے بغیر۔ فرانسیسی سکول بھی اس ضمیمے کے بغیر پیش رفت کرتے ہیں اور بغیر کسی رکاوٹ کے بچوں کے ذہنوں میں قدامت پرستی کو راسخ کرتے ہیں۔

پرانی نسل کی بالادستی کے متعلق فکرمندی پہلے ہی مذہبی معاملات کی پالیسی میں تبدیلی کی طرف لے آئی ہے۔ خدا کا انکار' اس کی معاونت' اور اس کے معجزے وغیرہ' وہ تیز دھار کھونٹا ہے جسے انقلابی طاقت کھینچ کر بچوں اور انکے والدین کے درمیان لے آئی ہے۔ ثقافتی ترقی میں آگے نکل جانا' سنجیدہ پروپیگنڈا' سائنسی تعلیم' چرچ کے خلاف جدوجہد وغیرہ یا روسلاوسکی (Yaroslavsky) جیسے لوگوں کی راہنمائی میں یہ سب

کچھ اکثر زوال پذیر ہوکر ایک مسخرہ پن' ایک چھیڑ خانی بن کر رہ گیا۔ خاندان کی طرح جنت پر ہونے والی بوچھاڑ اور بادوباراں اب ختم کر دی گئی ہے۔ بیوروکریسی اپنی عزت وتوقیر کی ساکھ برقرار رکھنے کے بابت پریشان تھی۔ اس نے نوجوان کو (جو خدائی سہارے کے بغیر) حکم دیا کہ وہ اپنے دفاعی ہتھیار پھینک دیں اور کتابوں پر توجہ دیں۔ مذہب کے معاملہ میں ایک طنزیہ غیر جانب دار حکومت قائم کی جارہی ہے۔ لیکن یہ محض ایک پہلا مرحلہ ہے۔ اگر حالات وواقعات کا انحصار انہی لوگوں پر ہوا جو اقتدار میں ہیں تو دوسرے اور تیسرے مرحلے کی پیشین گوئی کرنا مشکل نہیں ہے۔

مروجہ رائے کی منافقت ہر جگہ پروان چڑھتی ہے اور ہمیشہ سماجی حالات کے متوازی پروان چڑھتی ہے--- جیسے سماجی حالات کے مربع اور مکعب ہوتے ہیں۔ ایسا اندازہ' آئیڈیالوجی کا ایک مشہور قانون ہے جس کا ترجمہ حساب کی زبان میں کیا گیا ہے۔ سوشلزم کے اگر کوئی معنی ہوسکتے ہیں تو وہ بغیر کسی لالچ کے انسانی رشتے' حسد اور فریب کے بغیر دوستی اور کینے اور خودغرضی کے بغیر محبت کے ہیں۔ سرکاری نظام عقائد اعلان کرتا ہے کہ یہ مثالی نمونے پہلے محسوس کیے جا چکے ہیں۔--- اور حقیقت کہیں زیادہ اونچی آواز میں اور اصرار کے ساتھ ان اعلانات کے خلاف احتجاج کرتی ہے۔ مثال کے طور پر کمیونسٹ یوتھ کا نیا پروگرام جسے اپریل 1936ء میں اختیار کیا گیا' اس پروگرام کے مطابق: ''مرد اور خواتین کی حقیقی برابری کی بنیاد پر ایک نیا خاندان معرض وجود میں آرہا ہے جس کا پھلنا پھولنا سوویت ریاست کی سب سے اہم دلچسپی ہوگی۔''

ایک سرکاری اہلکار اس پروگرام میں یوں اضافہ کرتا ہے: ''ہماری نوجوان نسل اپنے جیون ساتھی (بیوی یا خاوند) کے انتخاب کے سلسلہ میں صرف ایک ہی تحریک' ایک ہی مقصد سے آگاہ ہے: وہ ہے محبت۔ ہماری ابھرتی ہوئی نوجوان نسل میں روپے پیسے اور آسودگی سے متعلق بورژوا شادی کا کوئی تصور نہیں ہے۔'' (پراودا 4 اپریل 1936ء)

جہاں تک عام محنت کش مرد وخواتین کا تعلق ہے یہ بات بمشکل ہی درست ہے۔ لیکن

سرمایہ دارانہ ممالک کے محنت کشوں کے اندر"روپے پیسے کیلئے شادی" کا تصور نسبتاً کم ہے۔ درمیانی اور بالائی پرتوں میں معاملات بالکل مختلف ہیں۔ نئی اشترا کی گروہ بندیاں ذاتی تعلقات پر خود بخود اپنے نقش ثبت کرتیں ہیں۔ جنسی تعلقات میں دولت اور طاقت کی پیدا کردہ برائیاں سوویت بیوروکریسی میں یوں عیاشانہ طور پر پروان چڑھ رہی ہیں جیسے ان کی منزل اس میدان میں مغربی بورژوازی پر سبقت لے جانا ہو۔

اوپر نقل کئے گئے "پراودا" کے دعوے کے بالکل الٹ' سوویت پریس کے اتفاقیہ بے تکلفانہ اقرار کے مطابق "روپے پیسے آسودگی اور سہولت کی غرض سے شادی" کا رواج مکمل طور پر دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے۔ تعلیمی قابلیت' اجرتیں' ملازمت' ملٹری یونیفارم پر شیوران (وی V شکل کا امتیازی نشان جو نان کمیشنڈ فوجی آفیسر' پولیس کے آدمی اور دوسرے محکموں کے باوردی ملازمین اپنی آستینوں پر لگائے رکھتے ہیں تاکہ ان کے عہدے' درجے اور محکمے کی شناخت ہو سکے) وغیرہ کی تعداد زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل کرتے جا رہے ہیں چونکہ ان کے ساتھ جوتوں' فروالے کوٹ' گھروں' باتھ رومز ---اور حتمی خواب--- گاڑی کے سوالات منسلک ہیں۔ ماسکو میں ہر سال محض ایک کمرے کے حصول کیلئے بے شمار بندھن بندھتے اور ٹوٹتے ہیں۔ رشتے داروں کے سوال نے استثنائی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ سسر کا ملٹری کمانڈر یا بااثر کمیونسٹ ہونا بہت سودمند ہے اور اسی طرح ساس بھی اگر معزز حکومتی اہلکار یا عہدے دار ہو تو کیا ہی بات ہی۔ کیا اس پر ہمیں تعجب ہو سکتا ہے؟ کیا اس کے برعکس بھی ہو سکتا تھا؟

سوویتوں کی عظیم کتاب میں سب سے ڈرامائی باب ان سوویت خاندانوں کی ٹوٹ پھوٹ اور انتشار کی داستان ہو گی جہاں شوہر نے بحیثیت پارٹی ممبر' ٹریڈ یونینسٹ' ملٹری کمانڈر یا منتظم ترقی کی' آگے بڑھا اور زندگی کے مزے لوٹے اور زوجہ خاندان کے ہاتھوں کچلی گئی اور اپنے پرانے معیار پر ہی پڑی رہی۔ سوویت بیوروکریسی کی دو نسلوں کی شاہراہ پیچھے چھوڑی گئی اور ٹھکرائی گئیں خواتین کے المیوں سے بھری پڑی ہے۔ ایسے ہی

عجیب مظاہر اب نئی نسل میں دہرائے جانے ہیں۔ سب سے بڑی بربریت اور غیر مہذب پن بیوروکریسی کی بالائی پرتوں میں موجود ہے جہاں غیر مہذب نودولتیوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے جو سمجھتے ہیں کہ انہیں ہر ایک چیز اور ہر ایک کام کی اجازت ہے۔ مذہبی جوش وخروش وجذبے والے انجیل کے پرجوش مبلغین' خاندانی اخلاقیات کے درس دینے والے' ممتا کی خوشیوں کو ناگزیر قرار دینے والے جن کی موجودہ پوزیشن قانونی کاروائی سے مستثنیٰ ہے' ایک نہ ایک دن دستاویزات' سوانح حیات اور یاداشتیں خواتین کے ساتھ تعلقات میں ان کے کھلم کھلا جرائم سے نقاب ہٹادیں گی۔

نہیں' سوویت یونین کی خاتون ابھی آزاد نہیں ہے۔ قانون کی نظر میں کسان اور محنت کش خواتین کی نسبت مکمل برابری لامحدود طور پر بالائی پرتوں' بیوروکریسی کی نمائندہ خواتین' تکنیکی اور تدریسی طور پر کام کرنے والی خواتین کو دی گئی ہے۔ جب تک سماج خاندان کی مادی تشویش پر توجہ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس وقت تک ماں اس شرط پر سماجی افعال کامیابی کے ساتھ سرانجام دے سکتی ہے کہ وہ اپنی خدمت میں ایک فروخت شدہ لڑکی بھی ہے' ایک نرس بھی ہے' ایک نوکرانی بھی ہے اور ایک باورچن بھی ہے وغیرہ وغیرہ۔ 40 ملین خاندان جو سوویت یونین کی آبادی کا 5 فیصد یا 10 فیصد ہیں وہ اپنے چولہے چوکے کا انتظام براہ راست یا بالواسطہ طور پر گھریلو غلامی کی محنت پر کرتے ہیں۔ سوویت نوکروں کی درست مردم شماری' سوویت یونین میں خواتین کی اشتراکی جانچ' تشخیص اور قیمت منصوبہ بندی کیلئے اتنی ہی اہمیت کی حامل ہوگی جتنا کہ تمام سوویت ضابطہ قانون --- اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ وہ کتنا ترقی پسند ہے۔ محض اسی وجہ سے سوویت یونین کی شماریات نوکروں کو ''محنت کش خواتین'' یا کسی اور کا لبادہ اوڑھا دیتی ہے۔

خاندان کی ماں کی صورت حال جو ایک معزز کمیونسٹ ہے' اس کے پاس باورچی ہے' سٹور پر آرڈر دینے کیلئے گھر میں ٹیلی فون کی سہولت موجود ہے' خوشگوار سفر کیلئے اپنی گاڑی

کی سہولت ہے وغیرہ وغیرہ' اس کا محنت کش خاتون کے ساتھ کچھ بھی مشترک نہیں جسے دکان تک پیدل دوڑنا پڑتا ہے' اپنے لئے خود شام کو کھانا پکانا پڑتا ہے اور بچے کو پیدل کنڈر گارٹن لے جانا پڑتا ہے---اگر حقیقتاً اس کے بچے کو کنڈر گارٹن کی سہولت میسر ہے تو۔ سوشلسٹ لیبل اس سماجی تضاد کو چھپا نہیں سکتے جو کسی بھی مغربی ملک کی محنت کش خاتون اور ایک بورژوا لیڈی کے درمیان فرق سے کم نہیں ہے۔

ایک حقیقی سوشلسٹ خاندان' جس کے اندر سے سماج روزانہ کی پریشانی' رنجیدگی' دکھ درد اور ناقابل برداشت تذلیل اور تشویش کو مٹا دے گا تو پھر اسے گروہ بندی یا رجمنٹ آرائی کی کوئی ضرورت نہ ہوگی' اسقاط حمل اور طلاق کے قوانین نہیں ہونگے۔ اور انسانی قربانیوں عصمت فروشی کے کوٹھوں کی صرف یادہی باقی رہ جائے گی۔ اکتوبر قانون سازی نے ایسے خاندان کی سمت جراتمندانہ قدم اٹھایا تھا۔ معاشی اور ثقافتی پس ماندگی نے انتہائی ظالم ردعمل کو جنم دیا ہے۔ تھرمیڈورین قانون سازی بورژوا نمونوں پر اپنی پسپائی کا رونا رو رہی ہے۔ اپنی پسپائی پر پردہ ڈالنے کیلئے نئے خاندان کے تقدس کے گیت گا رہی ہے اور جھوٹی تقریریں ہو رہی ہیں۔ اس سوال پر بھی سوشلسٹ دیوالیہ پن اپنے آپ پر منافقانہ مہذب پن کا پردہ ڈالتا ہے۔

مخلص مشاہدین بھی ہیں جو خاص طور پر بچوں کے سوال پر اعلیٰ اصولوں اور خوفناک حقیقت کے درمیان تضاد پر کانپ اٹھتے ہیں۔ بے گھر بچوں کے خلاف کیے گئے مجرمانہ اقدامات کی حقیقت ہی یہ ثابت کرنے کیلئے کافی ہے کہ بچوں اور خواتین کے دفاع میں کی جانے والی سوشلسٹ قانون سازی محض بدنما منافقت کے سوا کچھ نہیں۔ کچھ دوسری قسم کے مشاہدین ہیں جنہیں ان نظریات کی وسیع النظری اور اعلیٰ ظرفی کا دھوکہ دیا جاتا ہے جنہیں انتظامی اداروں اور قوانین کا لبادہ پہنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ جب مشاہدہ کرنے والے کنگال' نادار اور محتاج ماؤں' طوائفوں اور بے گھر بچوں کو دیکھتے ہیں تو یہ رجعت پسند انہیں بتاتے ہیں کہ مادی دولت کی مزید بڑھوتری بتدریج ان سوشلسٹ قوانین کے

اندر جان ڈال دے گی۔

یہ فیصلہ کرنا آسان نہیں ہے کہ سوشلزم تک رسائی کے ان دونوں طریقوں میں سے کونسا زیادہ غلط اور نقصان دہ ہے۔لوگ تاریخی اندھے پن کے ساتھ چمٹے رہنے کی وجہ سے منصوبہ بندی کی وسعت کو دیکھنے کی بصارت نہیں رکھتے۔ترقی کے پہلے مرحلوں کی اہمیت اور اس کے ذریعے کھلنے والے بے بہا امکانات کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔لیکن دوسری طرف ان لوگوں کی سست اور بنیادی طور پر لاتعلق' سرد مہری رجائیت پسندی پر غضبناک اور برہم نہ ہونا بھی ناممکن ہے جو سماجی تضادات کی نشوونما پر اپنی آنکھیں موند لیتے ہیں اور مستقبل میں جھانکتے رہنے سے اپنے آپ کو آرام وسکون پہنچاتے رہتے ہیں اور اپنے مستقبل کی کنجی بڑے مودبانہ انداز میں افسر شاہی کے ہاتھوں میں رہنے دینے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔اگرچہ اسی افسر شاہی کے ہاتھوں مرد اور خواتین کے درمیان حقوق کی برابری' حقوق کی محرومی کی برابری میں تبدیل نہیں ہوئی تھی اور اگرچہ ذہانت کی کسی کتاب میں یہ پختہ وعدہ کیا گیا تھا کہ سوویت افسر شاہی آزادی کے بدلے کوئی نیا استبداد متعارف نہیں کروائی گی۔

مرد نے عورت کو کیسے غلام بنایا؟ استحصال کرنے والے نے ان دونوں کو اپنے شکنجے میں کیسے جکڑا؟ محنت کرنے والے نے اپنے لہو کی قیمت پر غلامی سے نجات کیلئے کیسے جدوجہد کی اور محض ایک زنجیر کے بدلے دوسری پہن لی---تاریخ ان سب باتوں کے متعلق ہمیں بہت کچھ بتاتی ہے حقیقتاً اس کے سوا کچھ نہیں بتاتی۔لیکن درحقیقت بچے'ماں اور پھر نسل انسانی کو کیسے آزاد کروایا جائے؟ اس لئے ابھی تک ہمارے پاس کوئی قابل اعتماد نمونے نہیں ہیں۔ ماضی کے تمام تر تجربے'مکمل طور پر منفی ہیں جفا کشوں کے مطالبات تمام مراعات یافتہ اور بے لگام سرپرستوں پر انتہائی بد اعتمادی کے ہیں۔

نوٹس

(1) سوویت یونین میں دستیاب بچوں کی نگہداشت کی سہولیات کے اعداد وشمار بدلتے ہیں۔ ایک ذریعے۔ ''روس میں خواتین'' از سوسان جیکوبی Susan Jacoby 4 اور 11 اپریل 1970ء نیو ریپبلک کے مطابق ایک خاتون ماسکو میں رہتی تھی اور دعویٰ کرتی تھی کہ اس کے اعداد وشمار ماسکو کے اخبار میں دیئے گئے ہیں وہ کہتی ہے: ڈے کیئر کی سہولیات ان 25 فیصد بچوں کو حاصل تھیں جو ابھی سکول نہیں جاتے تھے ایک اور حوالہ جو 10 فروری 1970ء کے ''سوویت نیوز لندن'' سے لیا گیا ہے جو 1969ء کے یو ایس ایس آر کے معاشی ترقی کے منصوبے کی تکمیل کی رپورٹ ہے جسے یو ایس ایس آر کے مرکزی شماریاتی بورڈ نے شائع کیا ہے۔ اس کے مطابق: شہری آبادی کے 70 فیصد ان بچوں کے ڈے کیئر کی سہولیات میسر تھیں جو ابھی سکول نہیں جاتے تھے اور کچھ معمولی تعداد میں یہی سہولیات دیہی بچوں کو بھی حاصل تھیں۔

(2) پارٹی پروپیگنڈاسٹ روسی زبان کا لفظ ہے جس کا ترجمہ شورشی ہے۔ یہ اکتوبر انقلاب کی اختراع ہے۔ ایک شورشی یا مشتعل کرنے والا وہ ہوتا ہے جس کا کام پارٹی کی پالیسیوں اور پروگرام کی عوامی حلقوں میں وضاحت کرنا ہوتا ہے۔ وہ ملک کے تمام حصوں میں اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتے ہیں۔ وہ دکانوں، سکولوں اور دفاتر میں کام کرنے کے علاوہ گلیوں میں لوگوں کو لیکچر دیتے ہیں۔ یہاں جس کانفرنس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ان بے شمار کانفرنسوں میں سے ایک ہے جن کا اہتمام یہ پارٹی پراپیگنڈسٹس کرتے تھے۔

(3) کوم سومولز (Komsomols) کمیونسٹ یوتھ لیگ ہیں۔

(4) این۔اے سیماشکو (N.A.Semashko) (1874ء-1949ء) ایک پرانا بالشویک تھا جو 1923ء میں صحت عامہ کا کمیسار تھا۔

(5) شاتورکا (Shatura) کو پیار سے شاتر کا (Shaturka) کہا جاتا ہے۔

(6) سمچکا (Smychka) لینن کا ایک ایسا لفظ تھا جسے وہ محنت کشوں اور کسانوں کے درمیان باہمی اتحاد، نسبت، ادغام اور تعلق کیلئے استعمال کرتا تھا جو سوویت

ریاست کی بنیاد تھی۔

(7) یہ روس میں ردانقلابی قوتوں اور سرمایہ دار مما لک کی کوششوں کی طرف حوالے ہیں (وائٹ گارڈز وغیرہ) جو انقلاب کو اکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے۔ کلیمینسیو (Clemenceau) اور چرچل (Churchill) فرانس اور برطانیہ کی طرف سے صف اول کے مندوب تھے۔ کولچک (Kolchak) زارشاہی کا ایک ایڈمرل تھا۔ جب سائبیریا میں عارضی طور پر سوویت حکومت کا خاتمہ ہوا تھا تو وہ ایک کٹھ پتلی کے طور پر وہاں آیا تھا جسے اتحادیوں کی حمایت حاصل تھی۔ نومبر 1918ء میں کوسیک (Cossack) قبیلے کے سرداروں نے اسے سپریم کمانڈر منتخب کیا تھا۔ جب ردانقلاب کو شکست ہوئی تو اتحادیوں نے اسے بے چارگی و بے بسی کے عالم میں چھوڑ دیا' گرفتار ہوا اور اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ ڈینیکن (Denikin) بھی ایک زارشاہی جنرل تھا جس کا شمار ردانقلابی لیڈروں میں ہوتا ہے۔ ڈینیکن کی شکست کے بعد رینگل (Wrangel) جو زیادہ لبرل جنرل تھا' وائٹ گارڈ نے اسے کمانڈر ان چیف منتخب کیا۔ وہ ایک سال تک کریمیا (Crimea) میں رہنے میں کامیاب ہوا لیکن 1920ء کے زوال میں اس کی فوجوں کا دیوالیہ نکل گیا اور اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا۔

(8) بونا پارٹ ازم ایک مارکسی اصطلاح ہے جو آمریت یا کسی حکومت کی آمرانہ خصوصیات کو بیان کرتی ہے۔ یہ اس عہد کے دوران جنم لیتا ہے جب طبقے کی حکمرانی محفوظ نہیں ہوتی۔ اس کی بنیاد پارلیمانی پارٹیوں یا عوامی تحریکوں کی بجائے ملٹری' پولیس اور ریاستی بیوروکریسی پر ہوتی ہے۔

(9) (لیونڈ کریسن Leonid Krassin 1870-1926) یہ ایک پرانا بالشویک تھا جو 1922ء سے 1924ء تک فارن ٹریڈ کا عوامی کمیسار رہا۔

(10) نئے کیلنڈر کے مطابق جس کا سرکاری طور پر اعلان فرانسیسی بورژوا انقلاب سے ہوا تھا' تھرمیڈور ایک ایسا مہینہ تھا جس میں ترقی پسند جیکوبنز (Jacobins) کو

جن کی راہنمائی روسپائر (Robespierre) کر رہا تھا' انقلاب کے اندر سے ہی ایک رجعتی گروہ نے جاگیردارانہ حکومت کی بحالی کیلئے شکست دی تھی۔ یہ اس وقت ہوا جب انقلاب ابھی اتنا آگے نہیں بڑھا تھا۔ٹراٹسکی نے سوویت فریم ورک (قومیائے گے رشتے) کے اندر سے ہی رجعت پسند سٹالنسٹ بیوروکریسی کے ہاتھوں طاقت پر فوری غاصبانہ قبضے کو تھرمیڈور کے ساتھ تاریخی مماثلت قرار دیا ہے۔ٹراٹسکی اس اصطلاح کو تاریخی مماثلت کے باعث استعمال کرتا ہے۔چونکہ سرمایہ دارانہ ملکیتی رشتوں کی بحالی نہیں ہوئی تھی' ٹراٹسکی نے سامراجی حکومتوں کے خلاف مزدور ریاست کے دفاع کی غیر مشروط حمایت اور وکالت کی۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک سیاسی انقلاب کے ذریعے سٹالنسٹ بیوروکریسی کو اکھاڑ پھینکنے کیلئے پکارتا رہا جس کی تباہ کن پالیسیوں نے سرمایہ دارانہ بحالی کے خطرات کو تقویت بخشی تھی۔

(11) انقلاب کے بعد تین سال کا عرصہ خانہ جنگی کا دور تھا۔اس دوران ملک کی معاشی زندگی کو مکمل طور پر جنگی ضروریات کے مطابق مرتب کیا گیا تھا۔کھپت کو نظم وضبط کے ساتھ ترتیب دینے کیلئے جنگی کمیونزم کی پالیسی اپنائی گئی جس میں اولیت فوجی مقاصد کو دی گئی۔ اس نے کسانوں اور محنت کشوں کے درمیان بہت بڑے تضاد کو جنم دیا چونکہ صنعتی پیداوار خوفناک حد تک انحطاط کا شکار ہو گئی تھی اور اناج کی مانگ اور ضرورت کے باعث غلہ کسانوں سے چھین کر سرکاری تصرف میں لیا جاتا تھا۔معیشت کے احیاء کیلئے 1921ء میں نئی معاشی پالیسی اپنائی گئی۔ یہ اقدامات عارضی اور عبوری تھے۔سوویت یونین کے اندر ہی محدود پیمانے پر آزادانہ تجارت کو حرکت میں لانے کی اجازت دی گئی۔ اور معیشت کے وہ حصے جو ریاستی کنٹرول میں تھے اور قومیائے گئے تھے ان پر پہلو بہ پہلو غیر ملکی رعایت اور مراعات بھی دی گئی۔

معاشی ترقی کیلئے پہلا پانچ سالہ منصوبہ جس کا آغاز 1928ء میں ہوا تھا' اس نے صنعتی ترقی کو ایک میانہ رو تیز رفتاری دی اور انفرادی کسان کی سمت ایک متذبذب

پالیسی اپنائی۔اچانک بیوروکریسی نے پوزیشن بدلی اور پانچ سالہ منصوبے کو چار سال میں مکمل کرنے کا مطالبہ کیا۔اس تیز رفتاری اور سرعت نے کسان طبقے کو عمل اجتماعیت پر مجبور کیا یوں یہ سارا عمل معاشی افراتفری اور بدنظمی پر منتج ہوا اور عوام کیلئے مشکلات پیدا کیں۔

(12) ستاخانووسٹ (Stakhanovist) تحریک تیز رفتار پیداوار کا ایک خاص نظام تھا جو 1935ء میں سوویت یونین میں متعارف کروایا گیا تھا۔جس نے محنت کشوں کے اندر وسیع بے اطمینانی اور بہت بڑی اجرتی عدم مساوات کو جنم دیا تھا۔

(13) لوئیز فشر Louis Fischer (1896ء- 1970ء) ایک امریکی اور ''نیشن Nation'' کا یورپی نامہ نگار تھا جس کو ماسکو مقدمات کے دوران ٹراٹسکی نے سٹالن کے ساتھ ہمدردی رکھنے کا مرتکب ٹھہرایا تھا۔

(14) لیف سیمیا نووچ سوسنووسکی Lev Semyanovich (1937-1886ء) لیفٹ اپوزیشن کے ابتدائی راہنماؤں میں سے ایک تھا اور سوویت یونین میں سٹالنسٹ دھڑے کی اطاعت قبول کرنے والوں میں آخری یہی تھا۔''انقلاب سے غداری'' کے آغاز میں ٹراٹسکی نے ایک مشہور سوویت صحافی سوسنووسکی کا حوالہ دیا ہے جس نے سوویت بیوروکریسی کی اخلاقیات میں ''آٹو موبائل داشتاؤں کا حرم رکھنے کا عمل (حرم فیکٹر)'' کے مخصوص کردار کی نشاندہی کی ہے۔سوسنووسکی کے پرانے آرٹیکلز نئے حکمران طبقے کی زندگی کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔اس نے بڑے منہ پھٹ انداز میں بتایا ہے کہ فتح کرنے والوں نے کس وسیع حد تک مفتوح لوگوں کی اخلاقیات کو جزوبدن بنالیا ہے اور حالات سے سمجھوتہ کرلیا ہے۔

(15) ایملین یاروسلاوسکی Emelian Yaroslavsky (1943-1878ء) دہریوں کی سوسائٹی کا لیڈر تھا۔یہ ایک ایسی تنظیم تھی جو مذہب کے خلاف پروپیگنڈا کرتی تھی۔وہ سنٹرل کنٹرول کمیشن کے پریذیڈیم (صدارتی انتظامیہ) اشتراکی

ممالک میں وہ مجلس عاملہ جو بڑی حکومتی اکائی کیلئے کام کرے۔متحدہ سوویت اشترا کی جمہوریتوں کی چودہ ارکان پر مشتمل ایک مستقل عاملہ) کا ممبر تھا۔ جولائی 1927ء میں ٹراٹسکی کے خلاف لگائے گئے الزامات کا سرکاری مصنف بھی تھا۔ اس نے 1920ء کی دہائی میں سٹالن کی ہدایات پر بالشویک تاریخ کو جھٹلانے کیلئے ایک کتاب لکھی تھی۔ 1931ء میں سٹالن نے اعلانیہ اس کی ملامت کی تھی۔ کھلے بندوں اچھی خاصی تواضع کی تھی۔ سٹالن نے کہا تھا کہ اس نے ٹراٹسکائیٹ نظریات کو سمگل کر کے میری تاریخ میں شامل کر دیا ہے۔چونکہ یاروسلاوسکی کی کتاب سٹالنزم کو تو سراہتی تھی مگر اس نے سٹالن کے کردار کو چار چاند نہیں لگائے تھے۔

سوشلزم کا مقدمہ

1941ء میں دوسری عالمی جنگ کے دوران امن کی تحریک چلانے پر سوشلسٹ ورکرز پارٹی امریکہ کے نیشنل سیکرٹری جیمز پی کینن اور اس کے ستائیس ساتھیوں پر بغاوت کا مقدمہ چلا۔ اپنے دفاع میں کینن نے عدالت میں جو بیان دیا، وہ بیان بنیادی سوشلسٹ نظریات کی ایک دستاویز بن گئی جسے دنیا بھر میں بائیں بازو کے کارکن سوشلسٹ نظریات سے جانکاری کے لئے پڑھتے ہیں۔

مقدمے کا آغاز

ڈسٹرکٹ کورٹ آف دی یونائیٹڈ سٹیٹس

ڈسٹرکٹ آف مینی سوٹا، فورتھ ڈویژن

منگل 18 نومبر 1941ء

جیمز پی کینن کو مدعالیہان کی جانب سے بلایا جاتا ہے۔

براہ راست جرح

از مسٹر گولڈ مین

س:۔ کیا آپ اپنا نام رپورٹر کی خاطر، بتائیں گے؟

ج:۔ جیمز پی کینن

س:۔ مسٹر کینن! آپ کہاں رہتے ہیں؟

ج:۔ نیویارک میں

س:۔ آپ کا موجودہ پیشہ؟

ج:۔ سوشلسٹ ورکرز پارٹی کا قومی سیکرٹری

س:۔ آپ کی عمر کیا ہے؟

ج:۔اکاون سال

س:۔آپ کہاں پیدا ہوئے؟

ج:۔روزڈیل، کینساس

س:۔مسٹر کینن! مارکسی تحریک میں آپ نے اپنے کام کی ابتداء کتنا عرصہ قبل کی؟

ج:۔تیس سال قبل

س:۔مزدور طبقہ کی کون سی تنظیم جو آپ نے سب سے پہلے جائن کی؟

ج:۔(آئی ڈبلیو ڈبلیو)، انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ

س:۔کیا اس کے بعد بھی آپ نے کوئی تنظیم جائن کی؟

ج:۔سوشلسٹ پارٹی

س:۔اس کے بعد؟

ج:۔1919ء میں جب کمیونسٹ پارٹی بنی تو اس کا بنیادی ممبر تھا اور 1920ء کے بعد سے میں اس کی قومی کمیٹی کا ممبر بھی رہا۔

س:۔ آپ کمیونسٹ پارٹی میں کتنا عرصہ رہے؟

ج:۔اکتوبر 1928ء تک

س:۔کیا آپ عدالت اور جیوری کو بتانا پسند کریں گے کہ مارکسزم کے بارے میں آپ کس سطح کا علم رکھتے ہیں؟

ج:۔ میں مارکسی معلمین، مارکس، اینگلز، لینن اور ٹراٹسکی کی بنیادی تحریروں کے ان معلمین کے مضامین سے واقف ہوں۔

س:۔کیا آپ نے مارکسی نظریہ کے خلاف بھی کبھی کوئی کتاب پڑھی ہے؟

ج:۔جی ہاں! عمومی طور پر مارکسی نظریہ کے خلاف ادب سے جانکاری رکھتا ہوں، بالخصوص اہم ترین کتاب پڑھی ہے۔

س:۔اہم ترین کتاب کون سی ہے؟

ج:۔ہٹلر کی تصنیف ’’میری کہانی‘‘

س:۔مسٹر کینن! کیا آپ نے مزدور اخبار بھی کبھی ایڈٹ کیے ہیں؟

ج:۔جی! بہت سے۔ میں کم وبیش پچیس سال مزدور تحریک میں ورکنگ سوشلسٹ رہا ہوں۔

س:۔آپ نے جو اخبار ایڈٹ کیے ہیں ان میں سے کچھ کے نام آپ کو یاد ہیں؟

ج:۔ورکرز ورلڈ جو کنساس سٹی سے شائع ہوتا تھا۔ ٹائلر کلیو لینڈ، اوہیو سے شائع ہونے والے ملیٹنٹ کا ایڈیٹر تھا۔ سان فرانسسکو سے شائع ہونے والے لیبر ایکشن کا ایڈیٹر رہا۔ اس کے علاوہ میں مزدور تحریک کے بے شمار اخبارات اور ورکرز ورلڈ کے ادارتی بورڈ کا ممبر رہا ہوں۔

س:۔کیا آپ نے کبھی سوشلزم اور مارکسی تحریک کے مختلف پہلوؤں پر لیکچر بھی دیئے ہیں؟

ج:۔جی! یہ کام میں تیس سال سے کرتا چلا آرہا ہوں۔

سوشلزم سے مراد نیا معاشرہ ہے

س:۔ہمیں وہ وجوہات بتائیں جن کی بنا پر مسٹر کینن آپ نے کمیونسٹ پارٹی سے تعلقات ختم کیے؟

ج:۔جب روسی کمیونسٹ پارٹی میں ٹراٹسکی اور سٹالن کے گروپ کے بیچ تنازعہ شروع ہوا، یہ تنازعہ سوشلزم کے بہت سے بنیادی اصولوں پر تھا، تو رفتہ رفتہ یہ تنازعہ کمیونسٹ انٹرنیشنل میں پہنچا اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دیگر پارٹیوں کیلئے فکر کا باعث بنا۔ میں اور کچھ دیگر لوگوں نے یہاں ٹراٹسکی کے مؤقف کا ساتھ دیا جس کی بنیاد پر ہمیں کمیونسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا۔

س:۔کیا آپ مختصراً ہمیں بتا سکتے ہیں کہ اس تنازعہ کی نوعیت کیا تھی؟

ج:۔یہ تنازعہ سوویت یونین کی حکومتی مشینری اور روس میں پارٹی کے سٹاف کے اندر

بیوروکریسی کے مسئلے سے شروع ہوا۔ٹراٹسکی نے پارٹی،حکومت اور یونینوں کے اندر اور ملک میں عمومی طور پر مزید جمہوریت کے لئے جدوجہد شروع کی ۔یہ جدوجہد جسے ٹراٹسکی نے حکومت کی بڑھتی ہوئی بیوروکریٹائزیشن کا نام دیا اور میں نے ٹراٹسکی سے اتفاق کیا۔ اس نقطے سے شروع ہو کر سوشلسٹ تھیوری اور عمل کے تمام بنیادی اصولوں پر تنازعہ کی شکل اختیار کر گئی۔

س:۔اور اس تنازعہ کے نتیجہ میں آپ کو پارٹی سے نکال دیا گیا؟

ج:۔ اس کے نتیجے میں ہمارے گروپ کو امریکہ میں پارٹی سے نکال دیا گیا اور روس میں بھی یہی کچھ ہوا۔

س:۔یہ کس سال کی بات ہے؟

ج:۔1928ء

س:۔بتایئے کہ جو گروپ پارٹی سے نکال دیا گیا اس کا کیا بنا؟

ج:۔ہم نے خود کو ایک گروپ کی صورت منظم کیا اور ملیٹنٹ (جفاکش) کے نام سے پرچہ نکالنا شروع کر دیا۔

س:۔اور مسٹر کینن اس گروپ کے سائز بارے بھی بتایئے؟

ج:۔شروع میں تو ہم تین لوگ تھے آہستہ آہستہ دیگر شہروں میں ہماری حمایت میں اضافہ ہونے لگا۔چھ ماہ بعد جب ہماری پہلی کانفرنس ہوئی تو ملک بھر میں ہمارے ارکان کی تعداد سو تھی۔

س:۔اور کیا اس کے نتیجے میں آپ نے ایک پارٹی بنانے کا اعلان کر دیا؟

ج:۔ جی ہاں! شروع میں یہ گروپ خود کو کمیونسٹ لیگ آف امریکہ کہتا تھا اور خود کو امریکی کمیونسٹ پارٹی کا دھڑا سمجھتا تھا۔اس کی کوشش تھی کہ پارٹی میں اس کے ارکان کی رکنیت اس شرط کے ساتھ بحال ہو جائے کہ ہمیں اپنے نظریات رکھنے اور ان پر بحث کرنے کی اجازت ہوگی۔ہمارا یہ پرپوزل پارٹی نے رد کر دیا اور یوں ہم نے ایک آزاد

تنظیم کے طور پر کام جاری رکھا۔1934ء میں ہمارا ایک اور تنظیم کے ساتھ اتفاق رائے ہو گیا۔اس تنظیم کا کمیونسٹ تحریک سے کبھی کوئی تعلق نہ رہا تھا بلکہ اس تنظیم کو ٹریڈ یونینوں نے جنم دیا تھا۔اس تنظیم کا اصل نام کانفرنس فار پروگریسو لیبر ایکشن تھا بعد ازاں اسے امریکن ورکرز پارٹی کا نام دے دیا گیا۔1934ء کے موسم خزاں میں ہمارا مشترکہ کنونشن ہوا اور ہم نے ورکرز پارٹی آف متحدہ امریکہ کے نام سے مشترکہ تنظیم بنانے کا اعلان کیا۔

س:۔اور یہ ورکرز پارٹی کتنا عرصہ کام کرتی رہی؟

ج:۔1934ء کے موسم خزاں سے لیکر 1936ء کے موسم بہار تک۔

س:۔اس کے بعد کیا ہوا؟

ج:۔ہم بطور تنظیم سوشلسٹ پارٹی میں شامل ہو گئے۔سوشلسٹ پارٹی کے اندر بحث اور تنازعہ چل رہا تھا جس کا اختتام 1935ء میں تقسیم کی صورت اس وقت ہوا، جب رجعت پسند گروہ پیچھے ہٹ گیا۔اس کے بعد سوشلسٹ پارٹی نے ایسے ترقی پسند افراد اور گروہوں کو شمولیت کی دعوت دی جو کسی پارٹی کے ساتھ ملحق نہ تھے۔

ہم نے اس دعوت کو قبول کیا اور 1936ء میں پارٹی میں شامل ہو گئے مگر پھر ہماری شرط وہی تھی جو ہم نے کمیونسٹ پارٹی کے سامنے رکھی تھی کہ ہمیں ہمارے مخصوص نظریات رکھنے اور پارٹی کے اندر ان پر بحث کی اجازت ہوگی۔یعنی بحث معمول کے مطابق تھی اور ہم پارٹی کے معمولات اور مشترکہ اقدامات پر ڈسپلن کے پابند تھے۔

س:۔آپ کا گروپ کتنا عرصہ سوشلسٹ پارٹی میں رہا؟

ج:۔تقریباً ایک سال۔

س:۔اور اس کے بعد کب ہوا؟

ج:۔سوشلسٹ پارٹی نے ہم پر اسی قسم کا افسر شاہانہ طریقہ کار مسلط کرنے کی کوشش کی جس قسم کا طریقہ کار کمیونسٹ پارٹی کے اندر تھا۔ان دنوں سوشلسٹوں کے ذہنوں میں کئی سوالات مچل رہے تھے بالخصوص سپین کی خانہ جنگی کے بارے میں۔

س:۔اور یہ کس سال کی بات ہے؟

ج:۔ یہ 1936ء کی بات ہے مگر 1937ء میں اس نے نازک صورت اختیار کرلی۔سپین کے مسئلہ پر ہمارا واضح مؤقف تھا۔ہم سپین کے مسئلے کا بغور جائزہ لے رہے تھے اور پارٹی ارکان کو اپنے مؤقف بارے جانکاری فراہم کرنا چاہتے تھے۔

کچھ عرصہ تو اس کی اجازت دی گئی مگر پھر قومی ایگزیکٹو کمیٹی نے ایک حکم کے ذریعے مزید بحث پر پابندی لگادی حتیٰ کہ اس مسئلے پر یونٹوں کی طرف سے قراردادوں پر بھی پابندی لگادی گئی اور ہم نے اس حکم کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے اپنے حقوق پر زور دیا۔انہی دنوں نیویارک میں انتخابی مہم کے مسئلے پر ایک تنازعہ کھڑا ہوگیا تنازعہ لاگارڈیا کی دوسری انتخابی مہم کے مسئلے پر تھا۔سوشلسٹ پارٹی نے سرکاری طور پر لاگارڈیا کی حمایت کا اعلان کردیا۔ہم نے اس کی یہ کہہ کر مخالفت کی کہ کسی سرمایہ دار پارٹی کے امیدوار کی حمایت کرنا سوشلسٹ اصولوں کی نفی ہے لاگاڈیا ری پبلکن پارٹی،فیوژن پارٹی اور لیبر پارٹی کا امیدوار تھا۔ہم نے اس مسئلے پر اپنے مؤقف کی ترویج پر بھی زور دیا اور نتیجتاً ہمارے لوگوں کو مکمل طور پر پارٹی سے نکال دیا گیا۔

ہم مزدوروں کسانوں کی حکومت چاہتے ہیں

س:۔سوشلسٹ ورکرز پارٹی کب بنائی گئی؟

ج:۔دسمبر 1937ء کے آخری دن اور جنوری 1938ء کے پہلے یا دوسرے دن۔

س:۔اس کی تنظیم کاری میں کس کس نے حصہ لیا؟

ج:۔سوشلسٹ پارٹی سے نکالی گئی برانچوں نے (یہ نکالی گئی برانچیں ایک کمیٹی کے تحت کام کررہی تھیں)اور اس کمیٹی کو ازاں قبل ہونے والی ایک کانفرنس نے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ ایک کنونشن کا انعقاد اور تیاری کرے۔اس کنونشن میں نکالی گئی برانچوں کے ڈیلی گیٹ سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے پہلے کنونشن میں شریک ہوئے۔

س:۔کیا نکالی گئی برانچوں کی اس کمیٹی نے کوئی پرچہ بھی شائع کیا؟

ج:۔جی ہاں اس نے ایک پرچہ نکالنا شروع کیا جس کا آغاز مئی یا جون میں ہوا۔ہم نے ''سوشلسٹ اپیل'' کی اشاعت کا آغاز کیا جو پارٹی کے قیام کے بعد اس کا سرکاری طور پر پرچہ بن گیا ایک سال بعد ہم نے اس کا نام بدل کر پرانا نام ملیٹنٹ رکھ دیا۔

س:۔آپ اپنی یاداشت پر زور دیجئے او بتایئے سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے کنونشن میں کتنے لوگ شریک تھے؟

ج:۔میرے خیال سے سو کے لگ بھگ۔

س:۔اور کیا وہ پورے ملک سے آئے تھے؟

ج:۔جی ہاں تقریباً تیس شہروں سے......پچیس یا تیس شہروں سے

س:۔اب یہ بتائیں کہ اس کنونشن نے کیا کیا؟

ج:۔کنونشن کے اہم ترین فیصلے تھے۔تنظیم کا قیام، ڈیکلریشن آف پرنسپلز کی منظوری، اس وقت کے مسائل پر قراردادیں،اور قومی کمیٹی کا انتخاب، جو ڈیکلریشن آف پرنسپلز کی روشنی میں پارٹی امور چلائے۔

س:۔کیا اس نے کسی ایسی کمیٹی کا انتخاب کیا جو کنونشنوں کے درمیانی عرصہ میں امور کی نگرانی کرے۔

ج:۔جی!وہ قومی کمیٹی تھی۔

س:۔آپ نے کہا کہ اس نے ڈیکلریشن آف پرنسپلز کی منظوری دی۔میں آپ کو استغاثہ کا تحریری ثبوت اول دکھاتا ہوں جو ڈیکلریشن آف پرنسپلز اور سوشلسٹ ورکرز پارٹی کا آئین ہے اور میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ وہی ہے جو اس سوشلسٹ ورکرز پارٹی کنونشن میں منظور کیا گیا؟

دستاویز گواہ کے حوالے کی جاتی ہے۔

ج:۔جی ہاں!یہ وہی ہے۔

س:۔کیا آپ کو یاد ہے کہ یہ ڈیکلریشن آف پرنسپلز کنونشن میں کس نے پیش کیا؟

ج:۔ جی ہاں! اسے نکالی گئی برانچوں کی قومی کمیٹی نے پیش کیا اور اس قومی کمیٹی کا انتخاب ازاں قبل ہونے والی گروپ کی ایک کانفرنس میں کیا گیا تھا۔

س:۔ کنونشن میں، سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے تاسیسی کنونشن میں پارٹی کا بنیادی نصب العین کیا قرار پایا؟

ج:۔ مسٹر شیون ہاٹ، استغاثہ کب؟

س:۔ (از مسٹر گولڈ مین) اس وقت سے لیکر آج تک جب کہ آپ کٹہرے میں کھڑے ہیں۔

ج:۔ میں یہ کہوں گا کہ پارٹی کا تب بھی یہی نصب العین تھا اور اب بھی یہی ہے کہ مارکسزم سوشلزم کے نظریات کو مقبول کیا جائے اور معاشرے کو سرمایہ دارانہ بنیادوں سے ہٹا کر کمیونسٹ بنیادوں پر استوار کرنے کے کام میں معاونت اور قیادت کی جائے۔

س:۔ سوشلزم کی اصلاح کے کیا معنی ہیں؟

ج:۔ سوشلزم کے دو معنی لئے جاتے ہیں اور عموماً ہمارے اندر لئے جاتے ہیں۔ اس سے مراد مجوزہ نیا معاشرہ ہے اور اس سے یہ بھی مراد لیا جاتا ہے کہ وہ تحریک جو اس معاشرے کی تشکیل کیلئے چل رہی ہے۔

س:۔ اس مجوزہ نئے معاشرے کی نوعیت کیا ہے؟

ج:۔ ہم ایک ایسے معاشرتی نظام کا خاکہ پیش کرتے ہیں جس کی بنیاد ہوگی ذرائع پیداوار کی مشترکہ ملکیت، ذرائع پیداوار میں نجی منافع کا خاتمہ، تنخواہ داری نظام کا خاتمہ، معاشرے سے طبقاتی نظام کا خاتمہ۔

س:۔ ایسے معاشرے کے قیام کی خاطر حکومت کی بابت آپ کیا کہیں گے اور یہ کہ سوشلسٹ ورکرز پارٹی کا کیا مقصد ہے؟

ج:۔ ہم نے اپنا نصب العین یہ طے کیا ہے کہ موجودہ سرمایہ دارانہ حکومت کی جگہ مزدور کسان حکومت کا قیام۔ اس حکومت کا فریضہ یہ ہوگا کہ سرمایہ دارانہ معاشرے سے

سوشلسٹ معاشرے کی جانب تبدیلی کا بندوبست بھی کرے اور اسے کنٹرول بھی کرے۔

س:۔ جب آپ کہتے ہیں ''سرمایہ دارانہ حکومت'' اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج:۔ ہماری مراد ایک ایسی حکومت ہوتی ہے جو ایسے معاشرے سے جنم لیتی ہے جس کی بنیاد ملکی دولت اور ذرائع پیداوار سرمایہ داروں کی نجی ملکیت پر ہوتی ہے اور جو حکومت عمومی طور پر اس طبقے کے مفادات کی نگرانی کرتی ہے۔

س:۔ اور اس کے مقابل آپ مزدور کسان حکومت بنانا چاہتے ہیں؟

ج:۔ جی ہاں! ہم سرمایہ داروں کی جگہ مزدوروں کسانوں کی حکومت چاہتے ہیں جو کھل کر مزدوروں اور کاشت کاروں کے اقتصادی اور معاشرتی مفادات کی ترجمانی کرے گی۔

سوشلسٹ معاشرے میں حکومت انتظامی ادارہ ہوگی

س: سرمایہ داروں سے کیا سلوک کیا جائے گا؟

ج: مزدور کسان حکومت کے تحت حکومت کا اہم ترین فریضہ یہ ہوگا کہ اہم ترین ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت کو عوام کی مشترکہ ملکیت میں منتقل کرے۔

س: ان انفرادی سطح پر ان سرمایہ داروں کا کیا بنے گا جو اپنی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے؟

ج: ''کیا بنے گا'' سے آپ کی کیا مراد ہے؟

س: ان کو جان سے مار دیا جائے گا' کام پر لگایا جائے گا یا کیا کیا جائے گا؟

ج: ہماری تھیوری کے تحت معاشرے کے تمام ثمرات برابری کی بنیاد پر ہر شہری کو حاصل ہوں گے۔ اس کا اطلاق مزدوروں کسانوں کی طرح سرمایہ داروں پر بھی ہوگا۔

س: جب آپ ''پیداواری دولت'' کا ذکر کرتے ہیں' کیا اس سے آپ کی مراد وہ دولت ہوتی ہے جو ایک فرد کی ملکیت ہو؟

ج: نہیں ...... جب ہم ذرائع پیداوار کی بات کرتے ہیں' ملکی دولت کی بات کرتے

ہیں‘اس سے ہماری مراد ہوتی ہے وہ دولت جو عوام کی ضروریات کی پیداوار کیلئے ضروری ہے-صنعت‘ ریلوے‘ کانیں وغیرہ وغیرہ- جہاں تک مجھے معلوم ہے مارکسی سوشلسٹوں نے ذاتی حوالے سے نجی ملکیت کے خاتمے کی بات کبھی نہیں کی- ہم ان اشیاء کی بات کرتے ہیں جو عوام کی ضروریات کی پیداوار کے لئے ضروری ہیں- یہ اشیاء عوام کی مشترکہ ملکیت میں ہونی چاہئیں-

س:-چھوٹے کاروبار کا کیا بنے گا‘ جس کے مالکان نے کسی کو ملازم نہیں رکھا ہوا؟

ج:-بہترین مارکسی سندیافتہ رائے اینگلز کے وقت سے یہ ہے کہ مزدور‘ کسان حکومت چھوٹے مالکان جو کسی کا استحصال نہیں کرتے‘ کو نہیں چھیڑے گی- ان کو اپنا زمیندارہ اپنی چھوٹی ملکیت‘ اپنی دستکاری کی دکان رکھنے کی اجازت ہوگی تا آنکہ وہ مشترکہ زمینداری کا قائل ہوجائے اور اپنی مرضی سے اپنی زمین اور اپنے ذرائع مشترکہ مقصد کے لئے وقف کردے‘ صرف اسی صورت چھوٹے زمیندارے کی اجتماعیت عمل میں آئے گی-اس سارے عرصہ کے دوران ہمارے منشور کے تحت مزدور کسان حکومت ایسے کاروبار کی مدد کرے گی اور اس بات کو یقینی بنائے گی کہ ان کو اوزار اور کھادیں مناسب داموں مل رہی ہیں‘ قرضے کا بندوبست کیا جائے گا اور حکومت کا برتاؤ ایسا ہوگا گویا وہ ان کے مفادات کی ترجمانی کرنے والی حکومت ہے-

میں چھوٹے کسانوں کی بات کررہا ہوں نہ کہ بڑے جاگیرداروں اور بنک مالکان کی جو لوگوں کا استحصال کرتے ہیں یا زمین ٹھیکے پر دیتے ہیں-ہم مزدور کسان حکومت کے پہلے مرحلہ میں بھی ان لوگوں کی زمین کو سوشلائز کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں- میں یہاں یہ کہوں گا کہ یہ سب کچھ ابتداء سے مارکسی نظریۂ ہے اور انقلاب روس میں لینن اور ٹراٹسکی نے بھی یہی کچھ کیا-

س:-اس سوشلسٹ معاشرے کا نظم ونسق کیسے چلایا جائے گا؟

ج:- سوشلزم کو قدرتی طور پر نئی صورت حال سے جنم لینا ہوگا - جب معاشرتی

انقلاب کا اطلاق میدان سیاست پہ ہو چکے گا اور سرمایہ دار حکومت کی جگہ مزدور کسان حکومت لے لے گی تو یہ مزدور کسان حکومت صنعتوں کو قومیائے گی' عدم مساوات کا خاتمہ کرے گی' عوام کی آمدن میں اضافہ کرے گی' ملکیت سے ہاتھ دھونے والے استحصالیوں کی جانب سے ردِ انقلاب کی کوششوں کا قلع قمع کرے گی' رفتہ رفتہ بطور جابرانہ قوت اس حکومت کا وزن اور اہمیت کم ہوتے جائیں گے۔

جب طبقاتی نظام کا خاتمہ ہو چکا ہو' استحصال کا خاتمہ ہو چکا ہو' طبقات کے درمیان کشمکش کا خاتمہ ہو چکا ہو' حکومت اپنے حقیقی معنوں میں اپنے وجود کا جواز کھونے لگتی ہے۔ حکومتیں بنیادی طور پر وہ اوزار ہوتی ہیں جن کے ذریعے ایک طبقہ دوسرے طبقے کو مغلوب رکھتا ہے۔ مارکس' اینگلز اور ان کے تمام بڑے پیروکاروں کی نظر میں' بقول اینگلز' حکومت بطور جابرانہ قوت' بطور مسلح قوت' رفتہ رفتہ مٹ جائے گی اور اس کی جگہ وہ خالص انتظامی کو نسلیں لے لیں گی جن کے ذمہ پیداوار کی منصوبہ بندی' پبلک کاموں کی دیکھ بھال' تعلیم اور اس قسم کی ذمہ داریاں ہوں گی' آپ جب سوشلسٹ معاشرے میں قدم رکھتے ہیں تو بقول اینگلز حکومت اپنے خاتمے کی طرف بڑھتی ہے اور انسانوں کی حکومت کی جگہ اشیاء کی انتظامیہ لے لیتی ہے۔

سوشلسٹ معاشرے کی حکومت درحقیقت ایک انتظامی ادارہ ہوگی کیونکہ ہمارے خیال میں فوجوں' جیلوں اور جبر کی تب کوئی ضرورت نہ ہوگی۔

سرمایہ داری کی تباہی کے دو اصول

س:۔ سوشلزم کو لازمی امر بنانے والی معاشرتی طاقتیں مارکسزم کی نظر میں کون کون سی ہیں؟

ج:۔ سرمایہ داری معاشرے کا وہ مرحلہ ہے جو ہمیشہ سے نہیں ہے۔ اپنے پیش رو نظاموں کی طرح سرمایہ داری جاگیردارانہ معاشرے کے پیٹ میں پلی۔ اس کی بڑھوتری اور ارتقاء سرمایہ دارانہ معاشرے کے مقابل ہوا۔ آخر کار اس نے انقلابی ذرائع

سے جاگیرداری کا خاتمہ کردیا اورانسانی پیداواریت کو اس نے نا قابل بیان حدتک بڑھادیا-

مسٹر شیون ہاٹ: ایک منٹ، مسٹرکینن! میرے خیال سے اس سوال کا جواب نسبتاً آسان انداز میں بھی دیا جاسکتا ہے- یہ محترم لگتا ہے اس موضوع پر تقریر کرنا چاہتے ہیں اورمیرے خیال سے یہ سوال اس کا متقاضی نہیں ہے-

س: -(از مسٹر گولڈن میں): یوں کیجئے مختصر انداز میں معاشرتی قوتوں کے بارے میں بتادیں-

ج: -میرا تقریر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا- میں مختصراًان قوتوں کا ذکر کرنا چاہ رہا تھا جوسرمایہ داری کو دیوالیہ پن کی طرف دھکیل رہی ہیں-وہ قوانین جن کے تحت-

مسٹر شیون ہاٹ: آپ سے یہ سوال نہیں پوچھا گیا- آپ سے پوچھا گیا تھا وہ کون سی قوتوں ہیں جوسوشلزم کو لازمی امر بناتی ہیں- بہرحال میں اصرار نہیں کرتا- آپ بات جاری رکھیں-

کینن: میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بھی اپنی تشریح کو مختصر الفاظ میں بیان کرنے کے لئے فکر مند ہوں-

سرمایہ داری کچھ اندرونی قوانین کے تحت کام کرتی ہے- ان قوانین کا تجزیہ پہلی بار مارکس نے پہلے ''کمیونسٹ مینی فیسٹو'' اور پھر ''سرمایہ'' میں کیا جو مارکس کی عظیم تحریریں ہیں-

دو اندرونی قوانین جوسرمایہ داری کے خاتمے اوراس کی جگہ سوشلزم کی استواری کو یقینی بناتے ہیں وہ یہ ہیں:

اول' ذرائع پیداوار کا نجی ملکیت میں ہونا اوراجرتی محنت سے اس اجرت پر کام لینا جو قدر میں اس شے سے سستی ہو جو مزدور تیار کررہا ہے- اس کے نتیجہ میں سرپلس (زائد) پیدا ہوتا ہے جسے سرمایہ دار مالک نے منڈی میں فروخت کرنا ہوتا ہے- یہ بات تو واضح

ہے کہ اجرتی مزدور کو جو معاوضہ ملتا ہے وہ اس شے کی کل قدر سے کم ہوتا ہے جو کہ اس نے تیار کی ہوتی ہے۔لہٰذا وہ اپنی تیار کردہ شے کا اتنا حصہ ہی خرید سکتا ہے جتنے حصے کی اسے تنخواہ ملی ہوتی ہے۔بقایا مارکس کے مطابق قدر زائد ہے اور اس قدر زائد کے لئے سرمایہ دار کو منڈی تلاش کرنا ہوتی ہے۔

کسی ایک ملک میں سرمایہ داری جتنی پھیلتی ہے،مزدور کی محنت اتنی ہی بارآور ہوتی جاتی ہے اور قدر زائد میں بھی اسی لحاظ سے اضافہ ہوتا جاتا ہے جس کے لئے منڈی نہیں مل پاتی کیونکہ لوگوں کی اکثریت جو یہ دولت پیدا کرتے ہیں انہیں اتنی تنخواہیں نہیں ملتیں کہ وہ اسے خرید سکیں۔اس کے نتیجہ میں سرمایہ داری وقفے وقفے سے بحرانوں کا شکار ہوتی ہے جسے وہ زائد پیداوار کہتے ہیں'بعض ایجی ٹیشن کرنے والے اسے کم کھپت کا نام دیتے ہیں مگر سائنسی الفاظ میں اسے زائد پیداوار بھی کہا جاتا ہے۔

سو سال بلکہ لگ بھگ دو سو سال ہو چلے ہیں' سرمایہ داری اپنی ابتداء سے اس طرح کے بحرانوں سے دوچار ہوتی آئی ہے۔ماضی میں سرمایہ داری نئی منڈیاں تلاش کرکے' سرمایہ کاری کے لئے نئے میدان تلاش کرکے اور استحصال کے لئے راستے تلاش کرکے ان حلقہ وار بحرانوں سے نکلتی آئی ہے جو ہر دس سال بعد آئے اور پیداوار میں اضافے کی جانب اس نے سفر جاری رکھا۔لیکن جب بھی سرمایہ داری میں کوئی ابھار آیا' اس نے کوئی نیا علاقہ دریافت کیا، دنیا اس کے لئے محدود ہوتی چلی گئی کیونکہ سرمایہ داری نے جہاں قدم گھسایا اس کے قوانین سائے کی طرح اس کے پیچھے پہنچ گئے اور یوں استحصال کے نئے طریقے بھی قدر زائد کا شکار ہو کر رہ گئے۔

مثال کے طور پر متحدہ امریکہ جو یورپ کی زائد اشیاء کا ذخیرہ تھا اور جس نے یورپی سرمایہ داری کو بھی سانس لینے کا موقع دیا' ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں اب وہ خود اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ وہ خود بڑی مقدار میں سرپلس پیدا کرتا ہے اور اس منڈی کی خاطر یورپ سے لڑ رہا ہے جہاں وہ اپنا سرپلس فروخت کر سکے۔لہٰذا نجی ملکیت اور اجرتی محنت کے

مابین یہ زبردست تضاد سرمایہ داری کو ناقابل حل بحران سے دوچار کرتا ہے- یہ سرمایہ داری کا ایک قانون ہے-

دوسرا قانون وہ تنازعہ ہے کہ جو پیداواری قوتوں کے ارتقاء اوران قومی سرحدوں کے مابین ہے جن تک یہ پیداواری قوتیں سرمایہ داری کے تحت محدود ہیں-سرمایہ دارانہ بنیادوں پر چلنے والا ہر ملک ایک سرپلس پیدا کرتا ہے جسے وہ اندرونی منڈی میں فروخت نہیں کر پاتا اوراس کی وجوہ میں نے پہلے بیان کر دی ہیں-

تو اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ سرمایہ داروں کو اس صورت میں غیر ملکی منڈی درکار ہوتی ہے-جہاں وہ اپنا سرپلس فروخت کر سکیں اورانہیں ایک غیر ملکی علاقہ درکار ہوتا ہے جہاں وہ اپنا زائد سرمایہ لگا سکیں-سرمایہ داری کو یہ مسئلہ درپیش ہے کہ دنیا مزید بڑی نہیں ہو رہی -اس کا حجم ویسے کا ویسا ہے جبکہ ہر ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ ملک اپنی پیداوارانہ قوتوں کو اس قدر ترقی دے رہا ہے جو اس کی اندرونی کھپت سے کہیں زیادہ ہے- یا وہ اسے منافع پر نہیں بیچ سکتا-اس کے نتیجہ میں پہلی عالمی جنگ کا زبردست دھماکہ ہوا- 1914ء کی عالمی جنگ ہماری تھیوری اورنظریۂ کے مطابق سرمایہ دارانہ دنیا کے دیوالیہ پن بحران کا سگنل تھی-

س: -سرمایہ داری کے تحت کام کرنے والے اصول مقابلہ کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ج: -سرمایہ داروں کے مابین مقابلہ بازی لازمی طور پر بڑے سرمایہ داروں کو جنم دیتی ہے وہ بڑے سرمایہ دار جن کے پاس جدید ترین' بہترین اورزیادہ صلاحیت رکھنے والا کارخانہ ہوتا ہے اوروہ چھوٹے سرمایہ داروں کو تباہ کر کے یا انہیں اپنے اندر جذب کر کے ان کا خاتمہ کر دیتے ہیں یہاں تک کہ آزاد مالکوں کی مسلسل تعداد کم سے کم جبکہ مفلسوں کی تعداد تیزی سے بڑھتی جاتی ہے' دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں ہوتا جاتا ہے اورعوام بالخصوص مزدوروں کی بڑی تعداد کے معاشی ومعاشرتی مسائل بڑھتے چلے جاتے

ہیں۔

میں نے 1914ء کی عالمی جنگ کا ذکر کیا کہ وہ جنگ علامت تھی اس بات کی کہ سرمایہ داری اپنے مسائل پرامن انداز میں حل کرنے کے قابل نہیں رہی۔ انہیں گیارہ ملین لوگ مارنے پڑے پھر امن قائم کیا تاکہ نئے سرے سے یہ سب کچھ کیا جا سکے۔ مارکسی سوشلسٹوں کی نظر میں یہ اس بات کی نشاندہی ہے کہ سرمایہ داری اپنے مسائل کے حل کی صلاحیت کھو چکی ہے۔

س:۔ سوشلزم کی خاطر سوشلسٹ ورکرز پارٹی سمیت دیگر پارٹیوں کے ایجی ٹیشن کی بابت آپ کیا کہیں گے؟

ج:۔ مارکسی سوشلزم' اگر میں یہاں وضاحت کر سکوں' خیالاتی سوشلزم سے ہماری تعلیمات کے مطابق مختلف ہے۔ خیالاتی سوشلزم ان لوگوں کا نظریہ ہے جو بہتر معاشرے کا تصور رکھتے ہیں' اور سمجھتے ہیں کہ بہتر معاشرے کا صرف تصور ہی ضروری ہے اور لوگوں کو اس بہتر معاشرے کے لئے قائل کیا جا سکتا ہے اور مسائل حل کئے جا سکتے ہیں۔ مارکسی سوشلزم کی ابتداء اس نظریے سے ہوتی ہے کہ سرمایہ اپنے اندرونی قوانین کے نتیجے میں معاشرے کو سوشلسٹ حل کی جانب دھکیلتا ہے۔ میں نے جنگ کا ذکر کیا۔ میں نے سرمایہ دار قوموں کے مابین تنازع کا ذکر کیا جو ہر وقت یا حالت جنگ میں ہیں یا انہوں نے نئی جنگ کے لئے جنگ بندی کر رکھی ہے۔ میں 1929ء کے معاشی بحران کا ذکر کرنا چاہوں گا ڈیڑھ کروڑ صحت مند امریکی کام کرنے کے خواہش مند تھے مگر انہیں کام نہیں مل رہا تھا۔ سرمایہ داری نامی ڈھانچے کی خرابی صحت کی یہ ایک اور علامت تھی جبکہ بے روزگاری کا عفریت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھا۔

حقیقی انقلابی عناصر' سوشلزم کی جانب لے جانے والی حقیقی قوتیں وہ تضادات ہیں جو سرمایہ داری کے اپنے اندر پائے جاتے ہیں۔ ہمارے ایجی ٹیشن کا کام یہ ہے کہ معاشرتی انقلاب کے راستے پر نظریاتی حوالے سے امکانات کی پیشن گوئی کرے' لوگوں

کے ذہنوں کو اس کے لئے تیار کرے انہیں اس کے لئے قائل کرے انہیں منظم کرے تا کہ وہ اس عمل کو تیز کرسکیں اور موثر انداز میں انقلاب برپا کرسکیں- ایجی ٹیشن صرف یہی کچھ کرسکتا ہے-

س: -فاشزم کا عنصر کیا کردار ادا کرسکتا ہے؟

ج: - فاشزم ایک اور علامت ہے جو سرمایہ دارانہ معاشرے میں نمودار ہوتی ہے جب وہ تباہی اور بحران کے دور سے گزرتا ہے اور اس قابل نہیں رہتا کہ جمہوری پارلیمانی طریقہ سے معاشرے کے اندر توازن برقرار رکھ سکے، جمہوری پارلیمانی نظام سرمایہ داری کے عروج کے دور میں اس کا نظام حکومت رہا ہے، فاشزم ترقی کرتا ہے' انسانیت کے لئے خطرہ بن جاتا ہے اور مزدوروں کیلئے زبردست وارننگ بن جاتا ہے کہ اگر انہوں نے خود کو متحرک نہ کیا اور چیزوں کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا تو لمبے عرصے کیلئے ان کا بھی وہی انجام ہوگا جس کا سامنا جرمنی' اٹلی اور بعض دیگر یورپی مما لک کو کرنا پڑ رہا ہے-

س: -سوشلزم کو لازمی امر بنانے والی معاشرتی طاقتیں مارکسزم کی نظر میں کون کون سی ہیں؟

ج: -سرمایہ داری معاشرے کا وہ مرحلہ ہے جو ہمیشہ سے نہیں ہے- اپنے پیش رو نظاموں کی طرح سرمایہ داری جاگیردارانہ معاشرے کے پیٹ میں پلی- اس کی بڑھوتری اور ارتقاء سرمایہ دارانہ معاشرے کے مقابل ہوا- آخر کار اس نے انقلابی ذرائع سے جاگیرداری کا خاتمہ کردیا اور انسانی پیداواریت کو اس نے ناقابل بیان حد تک بڑھا دیا-

معاشرتی اور سیاسی انقلاب کا فرق

س: -ڈیکلریشن آف پرنسپلز کا کیا مقصد تھا؟

ج: -عمومی مقصد تو تھا اپنے اصولوں کو واضح تحریری شکل دینا' دنیا کو بتانا کہ ہماری

پارٹی کا نصب العین کیا ہے اور پارٹی کے لئے کنونشن کے بعد کا لائحہ عمل متعین کرنا' ان نظریات اور خیالات کو ترتیب دینا جو پارٹی اور نیشنل کمیٹی کی راہنمائی کرسکیں' پرچے کے لئے ضابطہ مقرر کرسکیں وغیرہ وغیرہ۔

س: ۔کیا ڈیکلریشن آف پرنسپلز تیار کرنے والی کمیٹی نے کچھ خفیہ ضابطے بھی اس میں شامل کئے تھے جو کنونشن میں یا کسی اور شخص کے سامنے پیش نہیں کئے گئے؟

ج: ۔نہیں! ہم نے اپنے تمام نظریات کو اس میں پیش کردیا تھا۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہیں۔

یہ ناممکن ہے کہ کسی سیاسی تحریک کی تعمیر آپ ایک پروگرام پر کریں اور اس تحریک سے توقع رکھیں کہ وہ کسی اور نصب العین کو پورا کرے گی۔ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ یہ تو ایک سیاسی قانون ہے جو ہر سیاستدان کو معلوم ہے ہر سیاسی پارٹی اور سیاستدان اپنے نعروں کا پابند ہوتا ہے۔اگر کوئی پارٹی ایسا نعرہ یا پروگرام پیش کرے......

مسٹر شیون ہاٹ: شکریہ مسٹر کینن! آپ نے سوال کا جواب دیدیا ہے۔

عدالت: ۔آپ کے خیال میں یہ قابل بحث نہیں؟

مسٹر گولڈ مین: چلیں! کرلیں بحث

س: ۔یہ بتائیں ڈیکلریشن آف پرنسپلز کتنا عرصہ لاگو رہا؟

ج: ۔جنوری 1938ء کے پہلے ہفتہ سے لیکر دسمبر 1940ء تک۔

س: ۔اور پھر 1940ء کے آخری مہینے میں کیا ہوا؟

ج: ۔پارٹی کے ایک خصوصی کنونشن میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ ڈیکلریشن آف پرنسپلز کو منسوخ کردیا جائے اور نیشنل کمیٹی کو ہدایت کی گئی کہ وہ نیا ڈرافٹ تیار کرے جسے پارٹی کی اگلی کانفرنس یا کنونشن میں منظور کیا جائے۔

س: ۔کنونشن نے ایسا کیوں کیا؟

ج: ۔بنیادی وجہ میرے خیال سے یہ تھی کہ کانگرس نے ورہیز ایکٹ (Voorhis

Act) نامی ایک قانون منظور کیا تھا جس کے مطابق عالمی تنظیموں سے تعلق رکھنے والی پارٹیوں کو خلاف قانون قرار دیا گیا۔ بنیادی وجہ یہ تھی۔

ثانوی وجوہات یہ تھیں کہ اس دوران لیبر پارٹی کے مسئلے پر پارٹی نے اپنا موقف تبدیل کر لیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ مسائل اپنی اہمیت کھو بیٹھے تھے اور ہم ایک نئے ڈرافٹ کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔

س:۔ کیا آپ ہمیں مختصراً بتا سکتے ہیں کہ لیبر پارٹی سے متعلق نقطہ نظر کی تبدیلی کس نوعیت کی تھی؟

ج:۔ ہم نے اپنا نقطہ بالکل بدل دیا تھا۔ ڈیکلریشن کی منظوری کے وقت ہم نے لیبر پارٹی کی تعمیر کی تجویز کو رد کر دیا تھا۔ لیبر پارٹی سے مراد ایسی پارٹی تھی جس کی بنیاد ٹریڈ یونینیں ہوں۔ 1938ء کے موسم گرما میں ہم نے اس بارے اپنے موقف کو تبدیل کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ تحریک ہمارے گزشتہ موقف کے برعکس زیادہ ترقی پسندانہ امکانات کی حامل ہے۔

س:۔ اس تبدیلی کو لاگو کرنے کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا؟

ج:۔ نیشنل کمیٹی نے اپنے تبدیل شدہ موقف پر مبنی ایک قرارداد پیش کی۔ یہ قرارداد انٹرنل بلیٹن کے ذریعے پارٹی ممبران کو بھیجی گئی۔ بحث کا آغاز کیا گیا اور میرے خیال سے بحث کے لئے ساٹھ دن کا وقت مقرر کیا گیا جس کے دوران ان تمام ارکان کو حق حاصل تھا کہ وہ اس قرارداد کے حق میں یا مخالفت میں اپنی رائے بھیجیں۔

پارٹی میں اس قرارداد پر تفصیلی بحث ہوئی۔ درحقیقت نیشنل کمیٹی کے تمام ارکان اس قرارداد سے متفق نہ تھے۔ بحث کے اختتام پر ممبران نے اس قرارداد پر ریفرنڈم میں ووٹ دیا اور اکثریت نے ترمیم شدہ قرارداد کے حق میں ووٹ دیا۔

س:۔ ڈیکلریشن آف پرنسپلز کی معطلی کے بعد نئے ضابطہ اصول کے حوالے سے کیا کوئی اقدام کیا گیا؟

ج: -ہم نے ڈیکلریشن کا نیا ڈرافٹ بنانے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی-

س: -اور کیا پھر ڈرافٹ تیار کیا گیا؟

ج: - جی ڈرافٹ تیار کیا گیا- اس مقدمے کے آغاز پر ہماری شکاگو میں ایک کانفرنس ہوئی- میرا خیال ہے 11,10 اور 12 اکتوبر کو ہم نے نیشنل کمیٹی کی ایک میٹنگ کے سلسلے میں کانفرنس کا انعقاد کیا اور اس کانفرنس میں ڈرافٹ پیش کیا گیا جسے کانفرنس نے اسے بحث اور مجوزہ ترامیم کے لئے پارٹی کے اندر پیش کرنے کے لئے منظور کیا-

(مندرجہ بالا بیان مارکسی پارٹیوں کے اندر جمہوری طریقہ کار اور جمہوری طرز عمل کی بہترین وضاحت ہے-مترجم)

س: -(از مسٹر گولڈ مین): کیا مسٹر کینن! ڈیکلریشن آف پرنسپلز جسے پہلے منظور کیا گیا تھا اور ازاں بعد معطل کر دیا گیا تھا' اس میں معاشرتی انقلاب کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا-

ج: -جی ہاں-

س: -''معاشرتی انقلاب'' سے کیا مراد ہے؟

ج: -معاشرتی انقلاب سے مراد ہے تبدیلی' معاشرے کی سیاسی و اقتصادی تبدیلی-

س: -اور اس تبدیلی کی نوعیت کیا ہے؟

ج: - اس کی نوعیت بہت بنیادی ہے جو پراپرٹی سسٹم (ملکیتی نظام) اور پیداوار کے طریقہ کار کو متاثر کرتی ہے-

س: -کیا معاشرتی اور سیاسی انقلاب میں کوئی فرق ہے؟

ج: - ہاں! سیاسی انقلاب معاشرے کے بنیادی اقتصادی ڈھانچے اور ملکیتی بنیادوں میں کوئی ترقی پسندانہ تبدیلی لائے بغیر بھی آ سکتا ہے-

اس کے برعکس معاشرتی انقلاب نہ صرف حکومت کو متاثر کرتا ہے بلکہ اقتصادی نظام

کو بھی متاثر کرتا ہے۔

س:۔کیا آپ معاشرتی اور سیاسی انقلابات کی کچھ مثالیں دے سکتے ہیں؟

ج:۔جی ہاں! 1789ء کا عظیم انقلاب فرانس......

مسٹر شیون ہاٹ:۔کیا وہ سیاسی انقلاب تھا یا معاشرتی؟

گواہ: ۔ وہ معاشرتی انقلاب تھا کیونکہ اس نے معاشرے میں رائج جاگیردارانہ ملکیتی نظام کی جگہ سرمایہ دارانہ ملکیتی نظام کو لاگو کر دیا تھا۔

س: ۔(از مسٹر گولڈ مین): ''جاگیردارانہ ملکیت'' سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج: ۔ یہ ایک پورا اقتصادی نظام تھا ایک ایسے معاشرے کا جس کی بنیاد حقوق' مراعات' پابندیوں' غلام داری وغیرہ پر تھی۔سرمایہ دارانہ نجی ملکیت نے کھیتوں کو کسانوں کی ملکیت بنایا اور غلام داری کے تمام نشانات مٹاتے ہوئے اسکی جگہ تنخواہ دار مزدور کو لے آئی اور یوں فرانس کی معیشت میں ایک بنیادی تبدیلی لیکر آئی۔

س:۔اور کیا آپ ہمیں سیاسی انقلاب کی کوئی مثال دے سکتے ہیں؟

ج:۔ایسے دو انقلابات 1830ء اور 1848ء میں عظیم معاشرتی انقلاب کے بعد فرانس میں ہی آئے یعنی یہ وہ انقلابات تھے جن کے نتیجے میں ملک کی حکمران بیوروکریسی تو تبدیل ہوئی مگر ملکیتی نظام کو ان انقلابات نے نہیں چھیڑا۔

س: ۔پچھلے دنوں پانامہ میں جو انقلاب آیا جہاں محلاتی سازش کے نتیجے میں ایک حکومت کی جگہ دوسری حکومت نے لے لی' وہ بھی سیاسی انقلاب تھا کہ اس نے معاشرے میں اقتصادی کردار کو متاثر نہیں کیا۔

ج: ۔ ہم سمجھتے ہیں امریکی خانہ جنگی ایک معاشرتی انقلاب تھا کیونکہ اس کے نتیجے میں غلامانہ محنت اور ملکیت کا خاتمہ کیا اور اس کی جگہ سرمایہ دارانہ اجارہ داری اور تنخواہ دار مزدور طبقے کو استوار کیا۔

سوشلسٹ انقلاب کیلئے شرائط

س: -مارکسی نظریات کے مطابق کون سے حالات ہیں جن میں سرمایہ داری کے خلاف سوشلسٹ انقلاب آتا ہے؟

ج: -میں بہت سارے حالات کی نشاندہی کرسکتا ہوں-

پہلی شرط یہ ہے کہ موجودہ معاشرہ مزید ترقی کے تمام امکانات کھوچکا ہو-مارکس نے یہ قانون وضع کیا تھا کہ جب تک کوئی معاشرہ ترقی کے تمام امکانات سے عاری نہ ہوچکا ہو' تب تک اس کی جگہ نیا معاشرہ تشکیل نہیں پاسکتا- آپ کہہ سکتے ہیں یہ معاشرتی انقلاب کے لئے بنیادی شرط ہے-

اس کے علاوہ ہماری تحریک نے بہت سی دیگر شرائط بھی تسلیم کی ہیں-

عوام کی مایوسی اور تباہ حالی اس حدتک پہنچ گئی ہو کہ وہ ہرصورت ایک بڑی تبدیلی کے خواہش مند ہوں- بے روزگاری' فاشزم اور جنگ' جن کا حل موجودہ حکمران طبقے کے پاس ہرگز نہیں ہے' ایسے مسائل دن بدن بڑھتے جارہے ہوں-محنت کاروں کے اندر سوشلسٹ نظریات اور سوشلسٹ انقلاب کے لئے زبردست جذبات پائے جارہے ہوں-

اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ان تمام شرائط کے ساتھ ساتھ ایک مزدور پارٹی کا ہونا ضروری ہے جو مزدوروں کی تحریک کو منظم کرے اور بحران کے انقلابی حل کے لئے اس مزدور تحریک کی قیادت کرسکے-

س: -سرمایہ داری کے انحطاط کا جو عنصر ہے اور یہ حقیقت کہ وہ مزید ترقی کے امکانات کھوچکی ہے' اس کی وضاحت متحدہ امریکہ کے حوالے سے آپ کیسے کریں گے؟

ج: - اگر عالمی سطح پر دیکھا جائے تو سرمایہ داری مزید ترقی کے امکانات سے

1914ء میں طاری ہو چکی تھی۔ عالمی سطح پر تب سے سرمایہ داری پیداواریت کا وہ ہدف حاصل نہیں کر سکتی جو 1914ء میں تھا۔ دوسری جانب امریکہ' جو عالمی سرمایہ داری کا مضبوط ترین حصہ ہے اور اس عرصہ میں جبکہ عالمی سطح پر سرمایہ داری انحطاط کا شکار تھی' وہ اقتصادی ابھار کے دور سے گزر رہا تھا۔ مگر امریکی سرمایہ داری بھی جیسا کہ 1929ء کے اقتصادی بحران سے ظاہر ہوا اور اب جنگی تیاریوں سے واضح ہو رہا ہے' یقینی طور پر انحطاط کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔

س:۔ انحطاط کی علامات کیا ہیں؟

ج:۔ اس کی علامات ہیں پندرہ ملین بے روزگاروں کی فوج' 1929ء سے مسلسل پیداوار میں کمی' یہ حقیقت ہے کہ آج بہتر پیداواری انڈیکس کا تقریباً انحصار اسلحہ سازی پر ہے جو کہ مستقل استحکام کی ممکنہ بنیاد نہیں بن سکتی۔

س:۔ انقلابی صورتحال کے لئے دوسری شرط یعنی مسائل حل کرنے سے حکمران طبقے کا قاصر ہونا' موجودہ حالات کی روشنی میں اس کے بارے آپ کیا کہیں گے؟

ج:۔ اس ملک میں ابھی حالات اس نازک صورت تک نہیں پہنچے کہ کہا جائے ملک انقلاب کے دہانے پر کھڑا ہے۔ وہ اپنے مسائل حل نہیں کر سکتے مگر انہیں ابھی اس کا علم نہیں۔

مسٹر اینڈرسن (استغاثہ):۔ مسٹر رپورٹر! جواب کا آخری حصہ کیا تھا؟

گواہ:۔ میں نے کہا تھا کہ امریکی حکمران طبقہ اپنے مسائل حل نہیں کر سکتا مگر اسے خود ابھی اس بات کا علم نہیں۔

مسٹر اینڈرسن:۔ اوں ہوں!

گواہ:۔ میں یہ بات دانائی جھاڑنے کے لئے نہیں کہہ رہا کیونکہ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں' حکمران طبقے کا اپنے اوپر اعتماد ختم ہونا ضروری ہے جیسا کہ ان ملکوں میں ہوا جہاں انقلاب آئے۔

س: -(مسٹر گولڈ مین) ملک میں سوشل سسٹم بہتر بنانے کے لئے صدر روزویلٹ کے اقدامات بارے آپ کی پارٹی کا کیا مؤقف ہے؟

ج: -''سوشل سسٹم بہتر بنانے'' سے آپ کی کیا مراد ہے؟

س: -1929ء کے بحران کے بعد سرمایہ داری کو پھر سے متحرک کرنا-

ج: -نیوڈیل (New Deal) کے تمام اقدامات اس ملک میں ممکن ہو سکے، نہ کہ یورپ کے غریب ممالک میں کیونکہ اس ملک میں دولت کا زبردست ارتکاز ہوا ہے- مگر نیوڈیل کے زیر اہتمام اربوں ڈالر خرچ کر کے جو نتیجہ نکلا وہ تھا مصنوعی استحکام جو آخر کار پارہ پارہ ہو گیا-اب روزویلٹ انتظامیہ یہ مقصد جنگی ابھار (War boom) کے ذریعے حاصل کرنا چاہتی ہے یعنی اسلحہ سازی کے ذریعے' معاشی ترقی کے ذریعے مگر ہمارے خیال میں اس کے ذریعے بھی مستقل استحکام حاصل نہیں ہو سکتا-

س: - جہاں تک تعلق ہے عوام کی بدحالی اور مایوسی کے عنصر کا اس حوالے سے امریکہ کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ج: -ہمارے خیال سے 1929ء کے بعد سے یہاں عوام کا معیار زندگی بری طرح گرا ہے-وہ ابھی اس مرحلے پر نہیں پہنچے جس کا میں نے ذکر بطور ایک شرط کے کیا تھا کہ جب انقلابی احساسات کو زبردست ابھار ملتا ہے مگر 1929ء کے بعد سے لاکھوں امریکی محنت کش مفلوک ہو گئے ہیں اور ہمارے خیال سے یہ انقلاب کی ایک شرط کی یقینی علامت کا ارتقاء ہے-

س: -کیا پارٹی یا پارٹی کے کسی ذمہ دار رکن نے کبھی وقت کا تعین کیا ہے کہ عوام اتنے عرصہ میں مفلوک الحال اور تباہی کے مرحلے میں پہنچیں گے اور سوشلزم کو نجات کے طور پر قبول کریں گے؟

مسٹر شیون ہاٹ! صرف ہاں یا ناں میں جواب دیجئے-

مسٹر گولڈ مین: آپ ہاں یا ناں میں جواب دیں پھر مزید اس پر بات ہو گی-

مسٹر شیون ہاٹ: - میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی بات تحریری طور پر یا زبانی طور پر موجود ہے اور اگر ہے تو حالات کی وضاحت کیجئے -

گواہ: سالوں کے حوالے سے پیشن گوئی تو مجھے یاد پڑتا ہے کبھی نہیں کی گئی البتہ یہ سوال ضرور اٹھتا رہا ہے اور اس پر بحث ہوئی ہے اور اس بارے مختلف رائے پائی جاتی ہیں- اگر آپ چاہتے ہیں تو میں مختصراً اس بارے آپ کو بتا سکتا ہوں-

مسٹر شیون ہاٹ: - میں اس پر اعتراض کرتا ہوں-

مسٹر گولڈ مین: -معزز عدالت! انقلاب کب آئے گا اور کن حالات میں آئے گا اس بابت مدعا علیہان نے جو کچھ کہا اس کا حکومت کی طرف سے پورا ثبوت ہے اور میں اس حوالے سے پارٹی کے سربراہ کا واضح بیان حاصل کرنا چاہتا ہوں-

شیون ہاٹ گواہ: میں اپنا اعتراض واپس لیتا ہوں-

گواہ: سالوں کے حوالے سے مجھے کوئی پیشن گوئی یاد نہیں- ہماری تربیت تاریخی طریقہ کار کے حوالے سے ہوئی ہے ہم تاریخ کے حوالے سے سوچتے ہیں-

مسٹر شیون ہاٹ: برائے مہربانی سوال کا جواب دیجئے- آپ نے کہا سالوں کے حوالے سے آپ کو کوئی پیشن گوئی یاد نہیں مگر اس سوال پر بحث ہوتی رہی ہے- یہ بتایئے اس پر کس نے بحث کی اور یہ بحث کہاں ہوئی بجائے یہ بتانے کے کہ آپ سوچتے ہیں؟

گواہ: درست- ہماری تحریک کے ابتدائی دنوں میں ٹراٹسکی نے یہ تھیسس پیش کیا کہ امریکہ سوشلسٹ بننے والا آخری ملک ہوگا اور یہ کہ تمام یورپ سوشلسٹ یورپ کو امریکی سرمایہ داری کی مداخلت کے خلاف اپنا دفاع کرنا ہوگا-

ازاں بعد 1929ء کے بحران کے موقع پر ٹراٹسکی نے اپنی پیشن گوئی میں ترمیم کی اور کہا کہ امریکہ سوشلسٹ انقلاب کے راستے پر چلنے والا پہلا ملک بھی ہوسکتا ہے- اس قسم کی مختلف آراء ہمارے اندر پائی جاتی ہیں مگر کوئی حتمی رائے یا حتمی فیصلہ اس پر موجود نہیں-

س: - (از مسٹر گولڈ مین) متحدہ امریکہ میں انقلاب کے حوالے سے آپ نے جو ایک یہ شرط بیان کی کہ لوگوں کی اکثریت سوشلسٹ نظریہ کو قبول کرے گی، اس شرط کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرواتے ہوئے میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ امریکہ کے موجودہ حالات کے حوالے سے آپ اسے کس طرح دیکھتے ہیں؟

ج: - اس کا میں کہوں گا فقدان پایا جاتا ہے-

س: - اس کی وضاحت کیجئے-

ج: - امریکی عوام کی اکثریت سوشلسٹ نظریات سے ابھی واقف نہیں- اس کا اظہار مختلف طریقوں سے ہوتا ہے- ہمارے انتخابی نتائج سے، ہمارے جلسوں میں حاضری سے، ہمارے پرچے کی سرکولیشن سے، وغیرہ وغیرہ- اس وقت امریکی عوام کا بہت محدود حلقہ سوشلسٹ نظریات میں دلچسپی رکھتا ہے-

س: - نیویارک میں میئر کے لئے الیکشن میں آپ کو کتنے ووٹ ملے؟

ج: - مجھے نہیں معلوم انہوں نے سارے ووٹ گنے یا نہیں ......

عدالت: اب ہم وقفہ کریں گے-

(سہ پہر کا وقفہ)

س (از مسٹر گولڈ مین): - میں امریکہ میں سوشلسٹ انقلاب کے لئے رکھی گئی شرائط میں سے ایک شرط کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرواتا ہوں یعنی یہ شرط کہ پارٹی ہونا ضروری ہے اور میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا اس وقت یہ شرط پوری ہو رہی ہے؟

ج: - نہیں- قابل ذکر اثر رکھنے والی پارٹی ہرگز بھی موجود نہیں-

س: - معاشرتی تبدیلی سے قبل پارٹی کیا کردار ادا کرتی ہے؟

ج: - پارٹی جب ایک اقلیتی پارٹی ہو تو وہ صرف اتنا کر سکتی ہے کہ اپنے پروگرام اور نظریات کو مقبول بنائے اور یہ مقصد اخبارات کی اشاعت، میگزینوں کی اشاعت، کتابیں اور پمفلٹ شائع کر کے، جلسے کر کے، ٹریڈ یونینوں کے اندر کام کر کے، پراپیگنڈے

اورا یجی ٹیشن کے ذریعے حاصل ہوسکتا ہے۔

انقلاب،تشدد،مزدورطبقہ اورسرمایہ دارحکمران

س:۔کیا آپ عدالت اور جیوری کو یہ بتائیں گے کہ''طبقاتی جدوجہد'' سے کیا مراد ہے جس کا مارکس ذکر کرتا ہے؟

ج:۔میں دو جملوں میں یقیناً اس کی وضاحت نہیں کرسکتا۔کیا آپ طبقاتی جدوجہد کا حوالہ موجودہ معاشرے کے حوالے سے دے رہے ہیں؟

س:۔جی ہاں۔آپ موجودہ معاشرے کے حوالے سے طبقاتی جدوجہد تک محدود رہیں۔

ج:۔مارکس کے مطابق موجودہ معاشرہ دو اہم طبقوں میں بٹا ہوا ہے۔ایک ہے سرمایہ دار طبقہ یا بورژوازی۔

بورژوازی فرانسیسی لفظ ہے جسے مارکس نے''جدید سرمایہ دار'' کے لئے استعمال کیا۔

دوسرا اہم طبقہ مزدور طبقہ ہے یعنی پرولتاریہ۔معاشرے میں یہ دو خاص طبقے ہیں۔ سرمایہ دار مزدوروں کا استحصال کرتے ہیں۔ان دونوں کے بیچ مفادات کی مستقل کش مکش پائی جاتی ہے' دونوں کے درمیان ایک ان مٹ جدوجہد ہورہی ہے جس کا خاتمہ صرف پرولتاریہ کی فتح اور سوشلزم کے قیام کی صورت میں ہی ہوسکتا ہے۔

س:۔''محنت کش طبقہ'' میں آپ کس کس کو شامل کریں گے؟

ج:۔محنت کش یا پرولتاریہ کی اصطلاح ہم جدید تنخواہ دار مزدور کے لئے استعمال کرتے ہیں۔اکثر اس اصطلاح کو وسعت دیکر اسے محنت کار کسان' ہاری اور مزارع کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔مگر یہ مارکس کے الفاظ کا سائنسی اور جامع استعمال نہیں ہے۔

س:۔مارکسی نظریات کے مطابق اور کون کون سے طبقے ہیں جو سرمایہ دار اور مزدور

طبقے کے علاوہ پائے جاتے ہیں؟

ج: -معاشرے کی ان دو طاقتوں طبقوں کے درمیان میں مارکس کی وضاحت کے مطابق پیٹی بورژوا طبقہ پایا جاتا ہے-

پیٹی بورژوا طبقہ چھوٹے مالکان' چھوٹے کاروباری لوگوں پر مشتمل ہے جن کی اپنی دکان ہے' چھوٹا سٹور ہے یا وہ چھوٹے کسان، جن کا اپنا زمیندارہ ہے' پر مشتمل ہے- مارکس نے اس طبقے کو پیٹی بورژوا طبقہ قرار دیا ہے-

س: -پروفیشنل طبقہ کے بارے میں آپ کی پارٹی کا کیا رویہ ہے؟

ج: -مارکسی اصطلاح کے مطابق وہ بھی پیٹی بورژوازی میں شمار ہوتے ہیں-

س: -اس مڈل کلاس کے بارے میں پارٹی کا کیا رویہ ہے؟

ج: -پارٹی کی رائے ہے کہ محض تنخواہ دار طبقہ کامیابی سے معاشرتی انقلاب برپا نہیں کرسکتا-

مزدوروں کے لئے پیٹی بورژوازی کی فیصلہ کن حمایت بالخصوص چھوٹے کسانوں کی حمایت ضروری ہے-روسی اور جرمن انقلاب کے تجربات کی روشنی میں ٹراٹسکی نے بار بار یہ کہا کہ یہ حمایت انقلاب کی کامیابی کے لئے ضروری ہے-مزدوروں کے لئے لازمی ہے کہ انہیں پیٹی بورژوازی کی حمایت حاصل ہو ورنہ فاشسٹ ان کو ساتھ ملالیں گے اور ترقی پسندانہ معاشرتی انقلاب کی جگہ رجعت پسندانہ ردانقلاب آجائے گا-

س: -''پرولتاری آمریت'' کی اصطلاح کی وضاحت کیجئے؟

ج: -''پرولتاری آمریت''مارکس کی اصطلاح ہے جو اس نے اس ریاست کے لئے استعمال کی جو سرمایہ داری کی خاتمے اور سوشلسٹ معاشرے کے قیام کے دوران عبوری عرصہ میں قائم ہوگی-یعنی مزدوروں کسانوں کی حکومت' جو مارکس وادیوں کی نظر میں' ایک طبقاتی آمریت ہوگی جو مزدوروں کسانوں کی کھل کر ترجمانی کرے گی اور سرمایہ داروں کے معاشی مفادات پیش کرنے کا شائبہ تک اس حکومت کے بارے میں

نہ پایا جائے گا۔

س: ۔اس آمریت کا سرمایہ دار طبقہ کی جانب کیا رویہ ہوگا؟

ج: ۔آپ کی مراد ہے کہ محروم زدہ سرمایہ دار طبقہ؟

س: ۔ جی ہاں۔ یہ آمریت سرمایہ دار طبقے پر اپنے اختیارات کس طرح استعمال کرے گی؟

ج: ۔اس کا انحصار بہت ساری شرائط پر ہے۔کوئی حتمی طے شدہ اصول موجود نہیں۔ اور سب سے اہم شرط اس ملک کی دولت اور ذرائع ہیں جہاں انقلاب آتا ہے' دوسری شرط سرمایہ دار طبقے کا رویہ ہے' کیا سرمایہ دار نئی حکومت سے سمجھوتہ کرتے ہیں یا اس کے خلاف ہتھیار اٹھا کر جدوجہد شروع کر دیتے ہیں؟

س: ۔پرولتاری آمریت کی سائنسی اصطلاح اور عمومی طور پر استعمال ہونے والے لفظ آمریت میں کیا فرق ہے؟

ج: ۔آمریت کے بارے مقبول عام تاثر تو ہے'' ایک شخص کی حکومت مطلق العنانی'' میرے خیال سے لفظ آمریت بارے یہ مقبول عام سوچ ہے۔مگر مارکسی اصطلاح میں پرولتاری آمریت سے مراد یہ آمریت نہیں ہے۔اس سے مراد ہے طبقے کی آمریت۔

س: ۔یہ طبقاتی آمریت جمہوری حقوق کے حوالے سے کس طرح کام کرتی ہے؟

ج: ۔ہم سمجھتے ہیں اکثریتی عوام کے نقطہ نظر سے یہ سب سے زیادہ جمہوری حکومت ہوگی جس کی پہلے مثال نہیں ملتی اور حقیقت میں یہ متحدہ امریکہ میں پائی جانے والی موجودہ بورژوا جمہوریت سے کہیں زیادہ جمہوری ہوگی۔

س: ۔اظہار رائے کی آزادی اور جمہوریت سے وابستہ دیگر آزادیوں کا کیا بنے گا؟

ج: ۔میرے خیال سے متحدہ امریکہ کے بارے میں آپ پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اظہار رائے' پریس' مذہب اور تنظیم کاری کی آزادی فتح مند انقلاب کے پروگرام

میں لکھی ہوگی۔

س: - معاشرتی نظم ونسق میں تبدیلی بارے مارکس وادیوں کا کیا خیال ہے کیا یہ تبدیلی تشدد کے ذریعے آئے گی یا بغیر تشدد کے؟

ج: -تمام مارکس وادیوں کی رائے یہ ہے کہ تشدد اس کا حصہ ہوگا۔

س: - کیوں؟

ج: - دیگر مارکسی نظریات کی طرح تاریخ کا مطالعہ اس کیوں کا جواب فراہم کرتا ہے۔ معاشرے کے ایک حالت سے دوسری حالت میں جانے کے جو تاریخی تجربات انسانوں نے کئے ہیں اور یوں جو انقلابات آئے ہیں اس کے خلاف مٹتے ہوئے طبقے نے زبردست مزاحمت کی ہے۔ مٹتے ہوئے طبقے کی جانب سے نئے نظم ونسق کے خلاف اپنا دفاع یا تشدد کے ذریعے نئے نظام کے لئے چلنے والی تحریک کو ختم کرنے کی کوشش کا نتیجہ اب تک ہر اہم معاشرتی تبدیلی کے دوران تشدد کی صورت میں سامنے آیا ہے۔

س: -مارکس وادیوں کی نظر میں یہ تشدد کون شروع کرتا ہے؟

ج: - ہمیشہ حکمران طبقہ۔ ہمیشہ وہ مٹتا ہوا طبقہ جس کا وقت پورا ہو چکا ہوتا ہے مگر وہ اسٹیج خالی کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔ وہ اپنی مراعات سے چمٹے رہنا چاہتے ہیں' وہ پرتشدد ذرائع سے خود کو ابھرتی ہوئی اکثریت کے بالمقابل قائم رکھنا چاہتے ہیں اور وہ نئے طبقے کے تشدد کے نتیجے میں بھاگ کھڑے ہوتے ہیں' وہ نیا طبقہ کہ جس کی حکومت کے لئے تاریخ کا فیصلہ صادر ہو چکا ہوتا ہے۔

س: - جہاں تک تعلق ہے لوگوں کی اکثریت کا سوشلسٹ نظریات کے لئے جیتنے کا اس بابت مارکس وادی کیا رائے رکھتے ہیں؟

ج: - جی ہاں یہ یقیناً پارٹی کا نصب العین ہے۔ مارکسی تحریک کا شروع سے ہی یہ نصب العین رہا ہے۔ مارکس نے کہا تھا پرولتاریہ کا معاشرتی انقلاب ......میرے خیال سے میں مارکس کے الفاظ یہاں دہرا سکتا ہوں" زبردست اکثریت کی تحریک ہے

زبردست اکثریت کے مفاد میں"-اس نے یہ بات گزشتہ انقلابات سے ممیز کرنے کے لئے کہی کیونکہ گزشتہ انقلابات اقلیت کے مفادات میں آئے تھے مثلاً جیسا کہ فرانس میں ہوا-

س:-جہاں تک پرامن تبدیلی کی خواہش کا سوال ہے اس بابت مارکس وادیوں کی رائے کیا ہے؟

ج:-مارکسیوں کا موٴقف ہے کہ معاشرتی تبدیلی کا سب سے زیادہ قابل ترجیح، سود مند اور قابل خواہش طریقہ یہ ہے کہ انقلاب پرامن انداز میں برپا کیا جائے-

س:-اور کیا یہ مارکسیوں کے موٴقف کے مطابق بالکل خارج از امکان ہے؟

ج:-میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ خارج از امکان ہے-ہم یہ کہتے ہیں کہ تاریخ سے کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو اور آپ اس پر تکیہ کر سکیں-

س:-کیا آپ امریکی تاریخ سے کوئی ایسی مثال دے سکتے ہیں کہ جب اقلیت نے اکثریت کو ماننے سے انکار کیا ہو؟

ج:-میں ایک اہم مثال دے سکتا ہوں-مارکسیوں کا نظریہ یہ ہے کہ اگر سرمایہ داروں کے ہاتھوں سے اقتدار نکل کر پرامن انداز میں پرولتاریہ کے ہاتھوں میں آ بھی جائے-تو یہ اقلیت، استحصالی سرمایہ دار طبقہ، نئی حکومت کے خلاف بغاوت کر دے گا-بے شک نئی حکومت کتنی ہی قانونی کیوں نہ ہو-

میں امریکی تاریخ سے اس کی مثال دے سکتا ہوں-امریکی سول وار اس لئے شروع ہوئی کہ جنوب کے غلام دار آقاؤں نے صدر ابراہم لنکن کی انتخابی فتح جو شمال کی سرمایہ داری کی پارلیمانی فتح تھی، کو ماننے سے انکار کر دیا-

س:-کیا آپ امریکہ سے باہر کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں جہاں ایک رجعت پسند اقلیت نے برسر اقتدار اکثریت کے خلاف بغاوت کی ہو؟

ج:-جی ہاں سپین میں ...... مزدور پارٹیوں اور لبرل جماعتوں کے اتحاد نے

انتخابات میں بھرپور اکثریت حاصل کر کے پیپلز فرنٹ حکومت کی تشکیل دی۔ ابھی یہ حکومت تشکیل ہی پائی تھی کہ اس کے خلاف مسلح بغاوت شروع ہوگئی جس کی قیادت رجعت پسند ہسپانوی سرمایہ دار کر رہے تھے۔

س: ۔ گویا مارکسیوں کا نظریہ اور سوشلسٹ ورکرز پارٹی کا نظریہ جہاں تک تشدد کا تعلق ہے' تاریخ کے مطالعہ پر مبنی پیشن گوئی پر مبنی ہے' کیا یہ درست ہے؟

ج: ۔ یہ ایک حصہ ہے۔ یہ پیشین گوئی ہے کہ مٹتا ہوا طبقہ اکثریت کی خواہشات کے برعکس ملک میں انقلابی صورت حال کے دوران اپنی مراعات بچانے کے لئے تشدد پر اتر آئے گا۔ یہ ہے ہماری پیشن گوئی۔

یقیناً ہم خود کو اس پیشین گوئی تک محدود نہیں رکھتے ۔ ہم اس سے آگے کی بات کرتے ہیں اور مزدوروں کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اس بات کو ذہن نشین کر لیں اور خود کو تیار کریں تا کہ مٹتا ہوا رجعت پسند طبقہ اکثریت کی مرضی کو پاؤں تلے نہ روند سکے۔

س: ۔ فاشزم کا وجود اور ابھار تشدد کے امکانات کے حوالے سے کیا کردار ادا کرتا ہے؟

ج: ۔ یہ درحقیقت سارے سوال کا چھوٹا سا حصہ ہے کیونکہ سرمایہ دار طبقے کا رجعت پسندانہ تشدد' جس کا اظہار فاشزم کے ذریعے ہوتا ہے' مزدوروں کے خلاف ہوتا ہے۔ اس سے بہت پہلے کہ مزدوروں کی انقلابی تحریک اکثریت حاصل کرے' فاشسٹ گینگ تشکیل دیئے جاتے ہیں۔ یہ گینگ سرمایہ داروں اور زرداروں کے لاکھوں کروڑوں کے چندے پہ پلتے ہیں۔ جیسا کہ جرمنی میں ہوا۔ اور ان فاشسٹوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ بزور بازو مزدور تحریک کو منتشر کر دیا جائے۔ وہ مزدور مرکزوں پر حملے کرتے ہیں' رہنماؤں کو قتل کرتے ہیں' جلسے خراب کرتے ہیں' پرنٹنگ پریس جلاتے ہیں اور اس سے بہت پہلے کہ مزدور تحریک انقلاب کے راستے پر چلے' وہ کام کرنے کے امکانات تباہ کر دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ تشدد کے پورے مسئلے کا چھوٹا سا حصہ ہے۔ اگر مزدور اس مسئلے کو نہیں

سمجھیں گے اور فاشسٹوں کیخلاف اپنا دفاع نہیں کریں گے' انہیں انقلاب کے مسئلے پر ووٹ کا موقع کبھی نہیں ملے گا۔ ان کا حشر وہی ہوگا جو جرمن اور اطالوی مزدوروں کا ہوا اور اس سے پہلے کہ ان کو سوشلزم کے حق یا مخالفت میں ووٹ کا موقع ملے' ان کے پیروں میں فاشزم کی بیڑی پڑ چکی ہوگی۔

فاشزم کا راستہ روکنا' فاشسٹوں کے ہاتھوں مزدوروں کی تنظیموں کو بچانا' اس سے قبل کہ بہت دیر ہو چکی ہو' مزدوروں کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ یہ ہماری پارٹی کے پروگرام کا حصہ ہے۔

س: ۔مسٹر کینن ! تشدد کی وکالت کرنے اور پر تشدد انقلاب کی پیشین گوئی کرنے میں فرق ہے؟

عدالت: ۔ کیا یہ شخص اس سوال کا جواب دینے کا اہل ہے؟ کیا اس سوال کا جواب اس شخص کو دینا چاہئے؟

مسٹر شیون ہاٹ: ۔ اس سوال کا جواب دینا جیوری کا کام ہے۔

مسٹر گولڈ مین: ۔ میں سوال کو نئے سرے سے کرتا ہوں۔

س: ۔ (از مسٹر گولڈ مین): سوشلسٹ ورکرز پارٹی کا پر تشدد انقلاب کے بارے میں کیا مؤقف ہے؟

ج: ۔ جہاں تک میرا علم ہے مارکسزم کے کسی علامہ نے پر تشدد انقلاب کی وکالت نہیں کی۔ اگر اکثریت کی مرضی سے پر امن انقلاب برپا کرنے کا امکان موجود ہو تو میرے خیال سے اس امکان کو رد کرنا سراسر نامعقولیت ہوگی کیونکہ اگر ہمیں اکثریت کی حمایت حاصل نہیں تو ہم انقلاب نہیں لا سکتے۔

س: ۔ میں ڈیکلریشن اف پرنسپلز کے صفحہ نمبر 6 سے ایک اقتباس پڑھوں گا' سرکاری ثبوت 1:

''یہ خیال کہ ہم امریکہ جیسے ملک میں رہتے ہیں جہاں آزاد جمہوری معاشرہ ہے

اوربنیادی اقتصادی تبدیلی قائل کرنے سے' تعلیم کے ذریعے' قانونی اور پارلیمانی طریقے سے آسکتی ہے'محض ایک فریب ہے''

ج: -یہ وہی بات ہے جو میں پہلے کر چکا ہوں کہ ہم اس بات کو مزدوروں کے لئے ایک فریب سمجھتے ہیں کہ جب وہ لوگوں کی اکثریت کو منظم کرنے کی کوشش کریں گے تو حکمران طبقہ تشدد کا سہارا نہیں لے گا-

سوشلسٹ،ریاست،انٹرنیشنل ازم اورٹریڈیونین تحریک

س:-''سرمایہ دارریاست کے خاتمے'' سے کیا مراد ہے؟

ج:-اس سے ہماری مراد ہے اس کی جگہ مزدورکسان حکومت کا قیام-

س:-اس سے کیا مراد ہے''سرمایہ دارریاست کی مشینری تباہ کردینا''؟

ج:-اس سے مراد یہ ہے کہ جب ہم اس ملک میں مزدورکسان راج قائم کریں گے تو اس حکومت کا کام'فرائض'اس کی فطرت بورژوا ریاست کے کام'فرائض اورفطرت سے قطعی مختلف ہوگی-مزدورریاست کی بنیادبھی مختلف ہے اور یہ ہرطور سے مختلف نوعیت رکھتی ہے-اسے ایک نیا ڈھانچہ'سر سے لے کر پاؤں تک'نیاڈھانچہ درکار ہے-

س:-آپ کی مراد یہ ہے کہ کانگرس یاایوان نمائندگان اورسینٹ کا وجودختم ہوجائے گا؟

ج: - یہ ایک مختلف نوعیت کی کانگرس ہوگی- یہ کانگرس مزدوروں' کسانوں اورسپاہیوں کےنمائندوں پر مشتمل ہوگی-اس کانگرس کی بنیادپیشہ وارانہ یونٹوں پر ہوگی نہ کہ علاقہ کے اعتبار سے جیسا کہ اب ہے-

س:-''سوویت'' سے کیا مراد ہے؟

ج:-سوویت روسی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب "کونسل" ہے- روسی زبان میں یہ لفظ کونسل کا متبادل ہے- اس سے مراد مختلف گروہوں کے نمائندوں کا ادارہ ہے- روسی انقلاب کے دوران اس اصطلاح کے یہ معنی لئے جاتے ہیں-نمائندگان جنہیں ڈپیوٹیز (deputies) کہا جاتا ہے- اور میرا خیال ہے ہم انہیں ڈیلی گیٹ کہیں گے- یہ ڈیلی گیٹ مخصوص شہر کے مختلف کارخانوں سے ایک مرکزی باڈی میں آتے ہیں-روسیوں نے انہیں مزدور اور سولجر'ڈپیوٹیز کا نام دیا-

س:-اب یہ بتائیں "ضبطی" (exproptisation) سے کیا مراد ہے؟

ج:-ضبطی سے مراد ہے بڑی صنعت جو نجی سرمایہ داروں' ساٹھ خاندانوں (امریکہ کے ساٹھ امیر خاندان مترجم) کے ہاتھ میں ہے ان کے ہاتھ سے لے کر منتخب عوامی نمائندوں کے ذریعے عوام کے ہاتھ میں دیدیا جائے-

س:-کیا یہ اصولی مسئلہ ہے کہ ان ساٹھ خاندانوں کا کوئی ازالہ نہ کیا جائے گا؟

ج:-نہیں یہ کوئی اصولی مسئلہ نہیں ہے- مارکسی تحریک میں گاہے بگاہے اس سوال پر بحث ہوتی رہی ہے- کسی بھی جگہ کسی صاحب علم مارکسی نے یہ نہیں کہا کہ کوئی ازالہ نہ کیا جائے- اس سوال کا انحصار امکانات' وافر سرمایہ اور اس بات پر ہے کہ آیا نجی مالک کی رضا کیا وغیرہ وغیرہ-

س:-کیا پارٹی بخوشی ان مالکوں کو معاوضہ ادا کردے گی اگر وہ تشدد سے باز رہیں؟

ج:-میں صرف اپنی رائے کا اظہار کرسکتا ہوں-

س:-آپ کی رائے کیا ہے؟

ج:-میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر مزدور اکثریت حاصل کرلیں اور انڈسٹری کے نجی مالکوں سے اپنی قوت اور اکثریت کی بنیاد پر ٹکرلیں اور پھر یوں ہو کہ ہم سرمایہ داروں سے یہ معاہدہ کرلیں کہ انہیں ان کی جائیداد کا معاوضہ مل جائے گا' اور انہیں ان کی باقی ماندہ زندگی خوشی خوشی گزارنے دی جائے گی' میرے خیال سے نفع کا سودا ہوگا بجائے اس

کے کہ خانہ جنگی کے ذریعے لازمی معاشرتی تبدیلی عمل میں آئے۔اگر آپ سرمایہ داروں کو اس بات پر راضی کرلیں تو ذاتی طور پر اس بات کے حق میں ووٹ دونگا مگر سرمایہ داروں کو اس بات پر راضی نہیں کیا جاسکتا۔

س:۔انتخابات کے بارے میں پارٹی کا کیا موقف ہے؟

ج:۔جہاں ممکن ہو ہماری پارٹی الیکشن میں حصہ لیتی ہے۔ہم عمومی طور پر اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اور اپنے وسائل کے مطابق الیکشن کے دوران بھرپور الیکشن مہم چلاتے ہیں اور الیکشن مہم میں حصہ لیتے ہیں۔

س:۔پچھلے چند سالوں میں پارٹی نے آپ کی یاداشت کے مطابق کون سی مہموں میں حصہ لیا ہے؟

ج:۔میری یاداشت کے مطابق پچھلے سال کامریڈ گریس کارل سن نے سینٹ کا الیکشن لڑا۔میں مختلف عہدوں کے لئے کئی بار پارٹی کا امیدوار بنا ہوں۔نیویارک میں جہاں ہماری اچھی تنظیم ہے وہاں پچھلے کچھ عرصہ سے ہم نے ہر الیکشن میں حصہ لیا ہے۔یہ تین مثالیں میں نے پیش کی ہیں۔عمومی طور پر پارٹی کی پالیسی یہ ہے کہ جہاں ممکن ہو الیکشن لڑا جائے۔

س:۔کیا پارٹی مختلف موقعوں پر دیگر امیدواروں کی حمایت بھی کرتی ہے؟

ج:۔جی ہاں! جہاں ہمارا امیدوار الیکشن نہ لڑ رہا ہو وہاں ہماری پالیسی اور اصول یہ ہے کہ دیگر مزدور پارٹیوں یا مزدور کسان امیدواروں کی حمایت کی جائے۔ہم ان کو تنقیدی حمایت فراہم کرتے ہیں یعنی ہم ان کے پروگرام کی حمایت نہیں کرتے مگر انہیں ووٹ دیتے ہیں' ان کے لئے ووٹ مانگتے ہیں مگر ساتھ یہ وضاحت بھی کرتے ہیں کہ ہم ان کے پروگرام سے اتفاق نہیں کرتے۔مثال کے طور پر ہم نے منی سوٹا میں' جہاں پارٹی نے کبھی الیکشن نہیں لڑا' ہمیشہ مزدور کسان امیدواروں کی حمایت کی۔انہی حالات میں ہم نے نیویارک میں امریکن لیبر پارٹی کے امیدوار کی حمایت کی۔

س: -انتخابی مہموں میں حصہ لینے کا پارٹی کا کیا مقصد ہے؟

ج: -پہلا مقصد تو میں کہوں گا یہ ہے کہ جمہوریت ہمیں اپنے نظریات کو مقبول بنانے کا جو موقع فراہم کرتی ہے اس کا پورا فائدہ اٹھایا جائے' جہاں ممکن ہو وہاں الیکشن جیتا جائے اور جمہوری ذرائع کے مطابق جہاں تک ممکن ہو سوشلزم کے مقصد کو حاصل کیا جائے-

س: -آپ اور آپ کے ساتھیوں نے سوشلسٹ ورکرز پارٹی کیوں بنائی؟

ج: -مقصد یہ تھا کہ اپنی قوتوں کو منظم کیا جائے تاکہ بھرپور طریقے سے نظریات کی ترویج کی جائے اور حتمی مقصد جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا یہ تھا کہ ایک ایسی پارٹی بنائی جائے جو ملک کے محنت کش عوام کی سوشلسٹ انقلاب کے ذریعے سوشلزم کے حصول کے لئے رہنمائی کر سکے-

س: -موجودہ حکومت جو کہ سرمایہ دارانہ حکومت ہے' اس کی بابت پارٹی کا رویہ اور رائے کیا ہے؟

ج: -جی ہاں ہم موجودہ حکومت کو سرمایہ دارانہ حکومت سمجھتے ہیں- ہمارے ڈیکلریشن آف پرنسپلز میں تحریر ہے کہ جو حکومت مزدوروں اور غریب کسانوں کے مفادات کی نمائندگی کرنے کی بجائے ملک کے سرمایہ داروں کے مفادات کی ترجمانی کرے وہ طبقاتی حکومت ہے-

س: -حکمران طبقے میں لبرل اور بعض رجعت پسند حلقوں میں تضادات پائے جاتے ہیں- اس بابت پارٹی کی کیا رائے ہے؟

ج: -ہم سرمایہ دار طبقے کو ٹھوس' یکساں اکائی کے طور پر نہیں دیکھتے- اس میں مختلف دھارے' مختلف مفادات پائے جاتے ہیں جس کا اظہار یہ ہے کہ مختلف سرمایہ دار سیاسی جماعتیں موجود ہیں اور ان جماعتوں کے اندر مختلف دھڑے پائے جاتے ہیں اور ایک زبردست جدوجہد موجود ہے- اس کی ایک مثال مداخلت پسندوں اور یکتائی پسندوں

کے مابین ہونے والی کش مکش ہے۔

س: -کیا پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ روز ویلٹ انتظامیہ گزشتہ حکومتوں کی نسبت زیادہ لبرل ہے یا نہیں؟

ج: -مسٹر شیون ہاٹ: میں اعتراض کرتا ہوں اس سوال پر کیونکہ یہ غیر متعلقہ سوال ہے۔

عدالت: اعتراض قبول کیا جاتا ہے۔

س: - کیا پارٹی میں پرتشدد اور پرامن تبدیلی کے حوالے سے اختلاف رائے کی اجازت ہے؟

ج: -میں سمجھتا ہوں اس کی اجازت ہے۔ جی ہاں

س: - گویا پارٹی ممبر کے لئے یہ لازمی نہیں کہ وہ ایک خاص رائے اس حوالے سے رکھتا ہو کہ مستقبل میں پارٹی یا مزدور کیا کریں گے؟

ج: -نہیں میرے خیال سے ایسا ضروری نہیں کیونکہ یہ مستقبل سے متعلق رائے ہے اور اس بارے سائنسی طریقے سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

س: - کیا پارٹی اس حوالے سے کوئی اقدامات کرتی ہے کہ پارٹی کے ارکان پارٹی پالیسی کی درست تشریح کریں؟

ج: - پبلک لیکچروں، پریس اجلاس ہوتے ہیں۔ بڑے شہروں میں ہم فورموں وغیرہ کے علاوہ اندرونی تعلیمی سکولوں کا انعقاد کرتے ہیں جہاں پارٹی کے نظریات پڑھائے جاتے ہیں۔ انفرادی سطح پر کامریڈز اور وہ مزدور جو پڑھے لکھے نہیں اور ہمارے پروگرام کو نہیں سمجھتے یا پروگرام کی غلط تشریح کرتے ہیں انہیں پارٹی کے نقطہ نظر کے بارے میں قائل کرنے کے لئے ہر قسم کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ ایسا بکثرت کیا جاتا ہے کیونکہ بہر حال پارٹی پروگرام ایسا ڈاکومنٹ ہے جو سوشلسٹ سوچ کے لگ بھگ سو سال کی نمائندگی کرتا ہے اور ہم پارٹی کا ممبر بننے والے ان پڑھ مزدور سے یہ توقع نہیں کرتے کہ

وہ ان تمام نظریات کو اس تفصیل سے سمجھ لے گا جس طرح پارٹی کے پیشہ ور لیڈر سمجھتے ہیں۔

س: ۔پارٹی کے مختلف ارکان اور رہنماؤں کے مابین کس حد تک علمی سطح کا فرق پایا جاتا ہے؟

ج: ۔مختلف ارکان اور مختلف رہنماؤں کے مابین بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے۔

س: ۔کیا یہ ممکن ہے کہ اگر کوئی پارٹی ممبر کوئی بھی غلطی کرے تو اسے درست کرلیا جائے۔

مسٹر شیون ہاٹ: میں اعتراض کرتا ہوں۔

عدالت: میرے خیال سے اس سوال کا جواب واضح ہے۔

مسٹر شیون ہاٹ: میرے خیال سے یہ ہمیشہ ممکن نہیں۔

مسٹر گولڈ مین دیٹ از فائن (that is fine)

س (از مسٹر گولڈ مین): انٹرنیشنل ازم کے اوپر پارٹی کا کیا موقف ہے؟

ج: ۔پارٹی پوری طرح انٹرنیشنلسٹ ہے۔

س: ۔اس سے کیا مراد ہے؟

ج: ۔ہمارے خیال کے مطابق جدید دنیا ایک اقتصادی اکائی ہے۔کوئی بھی ملک خود انحصار نہیں۔حال کے مسائل جو ماضی سے چلے آرہے ہیں' اس وقت تک حل نہیں ہوسکتے جب تک انہیں عالمی سطح پر حل نہیں کیا جاتا' کوئی قوم خود انحصاری نہیں رکھتی اور کوئی قوم اکیلا نہیں رہ سکتی ۔دنیا بھر کی معیشت ایک اکائی میں جڑی ہوئی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ آج کا مسئلہ سوشلزم کا قیام عالمی مسئلہ ہے۔ہمارا خیال ہے کہ ہر ملک کے باشعور مزدوروں کو اس نصب العین کے لئے اتحاد کرنا چاہئے۔ ہم نے اپنی تحریک کے آغاز سے ہی دوسرے ممالک میں ہم خیال لوگوں سے اشتراک کیا ہے تاکہ سوشلسٹ تحریک کو عالمی سطح پر آگے بڑھایا جاسکے۔ہم نے ہمیشہ مزدوروں کی عالمی تنظیم' ہر سطح پر ان کے مابین تعاون

اور باہمی سطح پر ہر ممکن مدد کی وکالت کی ہے۔

س: ۔نسلی اور قومی تضادات کے مسئلے پر پارٹی کا کوئی موقف موجود ہے؟

ج: ۔ جی ہاں! پارٹی مخالفت کرتی ہے ہر قسم کے قومی شاونزم کی‘ نسلی تعصب کی ‘امتیازی سلوک کی‘ نسلی تذلیل کی‘ اس سے میری مراد ہے نچلی نسلوں کے بارے میں فاشسٹوں کی قابل نفرت تھیوری۔ ہم تمام نسلوں‘ قوموں اور عقائد کی برابری میں یقین رکھتے ہیں اور اس کا پرچار کرتے ہیں۔ ہمارے پروگرام میں تحریر ہے کہ ہم تمام شعبہ ہائے زندگی میں سیاہ فاموں کے لئے برابری کا مطالبہ کرتے ہیں اور اینٹی یہودیت کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں۔ ہم نوآبادیاتی ممالک کی عوام کے‘ چینی عوام کے اور ان تمام لوگوں کے دوست ہیں جن کو نیچ سمجھ کر نشانہ بنایا جاتا ہے۔

س: ۔پارٹی کا سوشلزم بطور عالمی نظام بارے کیا موقف ہے؟

ج: ۔ ہم نہ صرف عالمی سوشلسٹ تحریک کی بات کرتے ہیں بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ سوشلسٹ آرڈر عالمی نظام ہوگا نہ کہ کوئی قومی مطلق العنانیت جس کو فاشسٹ لایعنی حدود تک لے جاتے ہیں۔ انہوں نے یہ نظریہ لاگو کرنے کی کوشش کی ہے کہ جرمن معاشی طور پر خود انحصار قوم بن سکتے ہیں‘ اطالوی بن سکتے ہیں‘ وغیرہ وغیرہ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا کی دولت‘ دنیا کا خام مال اور دنیا کے قدرتی ذرائع پوری زمین پر یوں لکھے ہوئے ہیں کہ ہر ملک انسانیت کی یکساں ترقی کے حوالے سے کچھ نہ کچھ حصہ ڈالتا ہے اور کسی نہ کسی حوالے سے محروم ہے۔ مستقبل کا انسانی معاشرہ ہماری نظر میں ایک سوشلسٹ ورلڈ آرڈر ہوگا جس کے تحت مختلف ملکوں کے بیچ ان کے وسائل کے مطابق کام کی تقسیم پائی جائے گی‘ ان کے مابین ایک دوستانہ تعاون ہوگا لہٰذا ضروریات اور تعیشات کی پیداوار ایک واحد عالمی پلان کے تحت ہوگی۔

س: ۔کیا پارٹی کبھی کسی عالمی تنظیم کا حصہ رہی ہے؟

ج: ۔پارٹی چوتھی انٹرنیشنل کا حصہ تھی۔ اس کو یہ نام اسے ان دیگر تین انٹرنیشنل تنظیموں

سے ممیز کرنے کے لئے دیا گیا جو سوشلسٹ تاریخ کا حصہ رہی ہیں۔ پہلی تنظیم، انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن 1860ء کی دہائی میں مارکس کی قیادت میں قائم ہوئی اور یہ 1871ء تک قائم رہی۔ دوسری انٹرنیشنل کا قیام جرمن، فرانسیسی اور دیگر یورپی سوشلسٹ پارٹیوں کی تحریک پر 1890ء میں قائم ہوئی اور آج تک موجود ہے۔ انٹرنیشنل یورپ کی اصلاح پسند جماعتوں اور ٹریڈ یونینوں پر مشتمل ہے یا کم ازکم اس وقت مشتمل تھی جب ان جماعتوں اور ٹریڈ یونینوں کو ہٹلر نے تباہ کیا۔

تیسری انٹرنیشنل انقلاب روس کے بعد لینن اور ٹراٹسکی کی قیادت میں قائم ہوئی۔ اس کا قیام 1919ء میں دوسری انٹرنیشنل کی حریف کے طور پر عمل میں آیا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ دوسری انٹرنیشنل نے 1914ء کی سامراجی جنگ کی حمایت کی اور یوں مزدوروں کے مفادات سے غداری کی مرتکب ہوئی۔ چوتھی انٹرنیشنل ٹراٹسکی کی تحریک پر سٹالنسٹ تیسری انٹرنیشنل کی حریف کے طور پر قائم کی گئی۔ ہم نے تحریک کو شروع کرنے میں حصہ لیا اور چوتھی انٹرنیشنل کا پچھلے سال دسمبر تک حصہ رہے۔

س:۔ کیا وجہ تھی کہ آپ چوتھی انٹرنیشنل سے علیحدہ ہو گئے؟

ج:۔ کانگرس نے جب وریز ایکٹ (Voorhis Act) منظور کیا تو یہ علیحدگی ضروری ہو گئی کیونکہ اس ایکٹ کے مطابق عالمی سطح پر الحاق رکھنے والی پارٹیوں کے لئے سزا تجویز کی گئی تھی۔ ہم نے پارٹی کا خصوصی کنونشن بلایا اور وریز ایکٹ کے مطابق چوتھی انٹرنیشنل سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے۔

س:۔ پارٹی کے اندر چوتھی انٹرنیشنل کی قراردادیں کیا کردار ادا کرتی ہیں!

ج:۔ ہماری پارٹی کے اندر ان کی زبردست اخلاقی اتھارٹی ہے۔ چوتھی انٹرنیشنل کے تمام سیکشن اپنے قومی فیصلوں کے حوالے سے آزاد رہے ہیں مگر چوتھی انٹرنیشنل کے لائحہ عمل کے حوالے سے ڈاکومنٹ، جس حد تک امریکی حالات میں لاگو ہوتے ہیں، فیصلہ کن انداز میں ہم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

س: - گویا جس حدتک وہ امریکی حالات میں لاگو ہوتے ہیں' آپ انہیں قبول کرتے ہیں؟

ج: - جی ہاں مگران کی حیثیت قانون کی سی نہیں جس طرح ہمارے ڈیکلریشن آف پرنسپلز کی ہے بلکہ ان کی حیثیت نظریاتی رہنما کی ہے۔

س: -اب یہ بتائیں کیا پارٹی ٹریڈ یونین تحریک میں حصہ لیتی ہے؟

ج: -جی جی بھرپور

س: -کیوں؟

ج: - ہم ٹریڈ یونین تحریک کو مزدوروں کی بنیادی تنظیم سمجھتے ہیں جس میں مزدوروں کی زبردست اکثریت شامل ہونی چاہئے اور شامل کی جانی چاہئے تا کہ وہ اپنی روزمرہ کی جدوجہد میں شامل ہوسکیں۔ ہم ٹریڈ یونینوں کے حامی ہیں اور جہاں ممکن ہو ہم ان کی تنظیم کاری میں حصہ لیتے ہیں۔

س: - اورٹریڈ یونینوں کو مضبوط بنانے اور جہاں وہ موجود نہ ہوں وہاں ٹریڈ یونین بنانے کا پارٹی کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

ج: - ہمارا دوہرا مقصد ہے۔ایک تو یہ ہے کہ ہم ہر اس چیز میں دلچسپی رکھتے ہیں جس سے مزدوروں کو فائدہ پہنچتا ہو۔ٹریڈ یونین جبر کے خلاف مزاحمت میں مزدوروں کی معاونت کرتی ہے' حالات کار میں بہتری کے لئے مددگار ہوتی ہے' ہمارے لئے یہ فیصلہ کن وجہ ہے ٹریڈ یونین تحریک کی حمایت کرنے کی کیونکہ ہم ہر اس چیز کے حق میں ہیں جس سے مزدوروں کو فائدہ پہنچتا ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ٹریڈ یونین' جو بڑی عوامی تنظیمیں ہوتی ہیں' ہمارے کام کرنے کے لئے ذرخیز زمین ہیں جہاں پارٹی نظریات کو مقبول بنایا جاسکتا ہے اور پارٹی کے اثر میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

س: - پارٹی ممبران کو کیا ہدایات دی جاتی ہیں۔ٹریڈ یونین تحریک میں کام کرنے

کے حوالے سے اگر کوئی ہدایات دی جاتی ہیں؟

ج: - ہم اپنے پارٹی ارکان کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ خود کو بہترین ٹریڈ یونیسٹ ثابت کریں' یونین کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں' یونین کے کام میں سب سے زیادہ متحرک اور ہوشیار رہوں' اپنے پیشے میں مہارت رکھتے ہوں' اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر اور کام کی بدولت یونین میں اثر حاصل کریں۔

س: - کیا سی آئی او (CIO) اور اے ایف ایل (AFL) کے حوالے سے پارٹی کا کوئی موقف موجود ہے؟ مسٹر شیون ہاٹ: معزز عدالت! میرے خیال سے یہ غیر ضروری سوال ہے۔

عدالت: مسٹر گولڈ مین! آپ یہ سوال کیوں پوچھنا چاہتے ہیں؟

مسٹر گولڈ مین: اس سوال کی بابت لوکل 544 سی آئی او میں ہونے والی اس لڑائی کے بارے میں پتہ چلے گا جس کے بارے میں سرکاری گواہان نے گواہی دی ہے۔

عدالت: گواہ (جیمز پی کینن) اس سوال کا جواب دے سکتا ہے۔

کینن: جی ہمارا موقف موجود ہے۔

س: (از مسٹر گولڈ مین) اور آپ کا موقف کیا ہے مسٹر کینن؟

ج: - ہم عمومی طور پر صنعتی یونین سازی کے حق میں ہیں۔ یعنی یونین ازم کی وہ شکل جو کسی فیکٹری یا صنعت کے تمام مزدوروں کو ایک یونین میں منظم کرے۔ ہم اسے زیادہ ترقی پسندانہ اور پر اثر تنظیم کاری سمجھتے ہیں بہ نسبت کرافٹ یونین ازم کے، لہٰذا ہم انڈسٹریل یونین کے اصول کی حمایت کرتے ہیں۔ سی آئی او نے بڑی صنعتوں مثلاً سٹیل اور آٹو موبیل وغیرہ' انہیں کسی قسم کی تنظیم کا تحفظ حاصل نہ تھا اور جہاں تجربے نے یہ ثابت کیا کہ کرافٹ یونینیں ان صنعتوں میں بنانا ناممکن ہے جہاں ایک فیکٹری میں درجن یا اس سے بھی زیادہ کرافٹ یونینیں بنانا پڑتی تھیں۔ ہمارے نزدیک سی آئی او زبردست ترقی پسندانہ اقدام ہے' بڑی صنعت کے لاکھوں مزدور منظم ہوئے ہیں اور یوں عمومی طور پر ہم

سی آئی او سے ہمدردی رکھتے ہیں-

مگر ہم اے ایف ایل کے ناقدین بھی نہیں- ہم کرافٹ یونین ازم کے خلاف ہیں مگر ہمارے بہت سے ممبران اے ایف ایل یونینوں کے رکن ہیں اور عمومی طور پر ہمارا رویہ ان یونینوں کی طرف بھی وہی ہے جو سی آئی او یونینوں کی طرف ہے یعنی ان کو تعمیر کیا جائے' مضبوط کیا جائے' مزدوروں کے حالات بہتر بنائے جائیں اور ہم اے ایف ایل اور سی آئی او کے اتحاد کے حامی ہیں' یہ بات ہمارے پرنسپلز آف ڈیکلریشن میں تحریر ہے لہذا جہاں سی آئی او کی جانب ہمارا جھکاؤ ہے' کیونکہ یہ قومی سطح کی تحریک ہے' وہاں ہم اتحاد کی بات کرتے ہیں مگر اس شرط پر کہ صنعتی یونین سازی کو اس اتحاد پر قربان نہ کیا جائے-

س:-ٹریڈ یونینوں میں جمہوریت کے بارے پارٹی کا کیا موقف ہے؟

ج:- ہمارا ڈیکلریشن آف پرنسپلز' ہمارے تمام ایڈیٹوریل اور ہماری تقریریں میں مسلسل ٹریڈ یونینوں کے اندر جمہوریت' ممبران کے اظہار رائے، آزادانہ الیکشن ' بکثرت الیکشن' اور عمومی طور پر جمہوریت کے ذریعے یونینوں کو عام کارکنوں کے کنٹرول میں رکھنے کی بات کرتے ہیں-

س:- یونینوں کے اندر غنڈہ گردی اور ٹھگ بازی کے بارے پارٹی کی پالیسی کیا ہے؟

ج:-اس طرح ڈیکلریشن آف پرنسپلز غنڈہ عناصر اور ٹھگ بازوں کی مذمت کرتے ہوئے پارٹی ممبروں اور ہمدردوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ یونینوں کو ان عناصر سے پاک کرنے کے لئے ان تھک جدوجہد کریں اور ان عناصر کی بلاواسطہ یا بالواسطہ حمایت کرنے کی سزا پارٹی رکنیت کا خاتمہ ہے-

س:-کیا اس قسم کی پارٹی پالیسی موجود ہے کہ یونینوں پر قبضہ کیا جائے؟

ج:-نہیں-یونین آزاد اور خودمختار تنظیم ہے اور

مسٹر شیون ہاٹ:- بہت اچھا آپ نے جواب دیدیا ہے- انہوں نے آپ سے پوچھا تھا کہ یونینوں پر قبضے کی کوئی پالیسی موجود ہے اور آپ نے کہا "نہیں"-

مسٹر گولڈ مین: انہیں بات کرنے دیجئے-

مسٹر شیون ہاٹ: اس بات کی تشریح کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

مسٹر گولڈ مین: میرے خیال سے پچیس یا تیس صفحوں پر مبنی ثبوت یونینوں پر قبضے کی پارٹی پالیسی کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے-

عدالت: انہوں نے اس حوالے سے بہتر انداز میں جواب دیدیا ہے-

س (از مسٹر گولڈ مین): یونینوں میں اثر و نفوذ حاصل کرنے کے لئے پارٹی کیا کرتی ہے؟

ج:- ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے ممبر یونینوں میں با اثر بنیں-

س:- کیسے؟

ج:- سب سے پہلے تو ہماری ہدایات یہ ہوتی ہیں کہ ہمارے پارٹی ممبر یونین کے اندر بہترین ٹریڈ یونینسٹ بنیں اور وہ اپنے پیشے میں مہارت رکھتے ہوں- یہ پہلی بات ہے تا کہ وہ اپنے مزدور ساتھیوں میں عزت اور ان کا اعتماد حاصل کرسکیں- دوم ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ساتھی مزدوروں میں پارٹی نظریات کا پراپیگنڈہ کریں' یونین کے تمام معاملات میں حصہ لیں اور متحرک ہوں' ہمارے پرچے کے لئے ممبر شپ بنائیں' یونین ممبروں کو ہمارے لیکچروں اور کلاسوں تک لانے کے لئے کوشش کریں اور عمومی طور پر پارٹی اور اس کے پروگرام کے لئے ہمدردی اور ہمدردی حاصل کریں- یقیناً ہم یہ سب کچھ کہتے ہیں-

س:- مگر الیکشن کے ذریعے؟

ج:- جی ہاں الیکشن کے ذریعے- اس کے علاوہ اگر کوئی مقدم باڈی انہیں نامزد کرے اور مجوزہ کام ہمارے اصولوں کے خلاف نہ ہو تو ہم ممبروں سے کہتے ہیں کہ وہ یہ

نامزدگی قبول کریں جیسا کہ کامریڈ ڈابز کی مثال ہے۔

س: -کا ہے کے لئے نامزدگی؟

ج: -ایک موقع پر کامریڈ ڈابز کو ٹیمسٹر یونین کا عالمی آرگنائزر نامزد کیا گیا تھا۔

عدالت: جیوری کے خواتین وحضرات برائے مہربانی عدالت کی تنبیہہ کو ذہن میں رکھیں۔ہم کل صبح دس بجے کارروائی پھر شروع کریں گے۔

ڈسٹرکٹ کورٹ آف دی یونائیٹڈ اسٹیٹس

ڈسٹرکٹ آف مِنی سوٹا' فورتھ ڈویژن

بدھ 19 نومبر 1941ء

مارننگ سیشن

تشریحات:

(۱)......اس قسط میں کرافٹ یونین ازم اورانڈسٹریل (صنعتی) یونین ازم کا ذکر آیا ہے۔کرافٹ یونین ازم سے مراد ہے ایک پیشے سے وابستہ مزدوروں کی یونین چاہے وہ کسی بھی صنعت میں کام کرتے ہوں مثلاً الیکٹریشن کا کام کرنے والوں کی یونین چاہے وہ ٹیکسٹائل انڈسٹریل میں کام کریں یا آٹو انڈسٹری میں اس کے برعکس انڈسٹریل یونین ازم سے مراد ہے کہ ایک صنعت یا فیکٹری میں لگے ہوئے تمام مزدور چاہے ان کو کوئی بھی پیشہ ہو وہ ایک یونین بنائیں۔کرافٹ یونین ازم کی خامی یہ ہے کہ اس سے ایک پیشے کے مزدور کسی صنعت میں منظم ہو بھی جائیں تو دیگر ہنرمند غیر منظم رہتے ہیں اور سب کو منظم کرنے کے لئے ایک فیکٹری/صنعت میں ہوسکتا ہے درجن بھر یونینیں بنانی پڑیں۔

(۲)......سی آئی او: کانگرس آف انڈسٹریل آرگنائزیشن

(۳)......اے ایف ایل: امریکن فیڈریشن آف لیبر

(۴)......1938ء میں اے ایف ایل کی رجعتی قیادت نے سی آئی او کی لڑاکا

یونینوں کو نکال دیا تھا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد سی آئی او کی قیادت بھی رجعت پسندی کا شکار ہو گئی۔ 1955ء میں ان دونوں کا ادغام ہو گیا۔

سوشلزم، جنگ اور انقلاب

س: ۔(از مسٹر گولڈ مین): مسٹر کینن! کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ جدید جنگ بارے سوشلسٹ ورکرز پارٹی کا کیا مؤقف ہے؟

ج: ۔ہماری پارٹی کی نظر میں جدید جنگیں سامراجی ممالک کے درمیان منڈیوں' نوآبادیات' خام مال کے ذرائع' سرمایہ کاری کے امکانات اور حلقہ اثر قائم کرنے کے حوالے سے ابھرنے والے تضادات کا نتیجہ ہیں۔

س: ۔مسٹر کینن! ''سامراج'' سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج: ۔وہ سرمایہ دار ملک جو بلا واسطہ یا بالواسطہ دوسرے ملکوں کا استحصال کرتے ہیں۔

س: ۔سرمایہ داری کے تحت جنگوں کی ناگزیریت بارے پارٹی کا کیا مؤقف ہے؟

ج: ۔جب تک سرمایہ دارانہ نظام موجود ہے اور اس کے ساتھ وہ تضادات موجود ہیں جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے جو دراصل سرمایہ داری اور سامراجی نظام سے خود کار طور پر جنم لیتے ہیں' جنگیں ہوتی رہیں گی۔

س: ۔کیا کسی کی مخالفت' بشمول سوشلسٹ ورکرز پارٹی کی مخالفت' سے سرمایہ دارانہ نظام کے تحت جنگوں کا راستہ روکا جا سکتا ہے؟

ج: ۔نہیں۔ ہماری پارٹی کا ہمیشہ سے یہ کہنا ہے کہ سرمایہ داری کا خاتمہ کئے بغیر جنگوں کو نہیں روکا جا سکتا کیونکہ سرمایہ داری جنگوں کی افزائش کرتی ہے۔ تھوڑے وقت کے لئے کسی جنگ کو ٹالا جا سکتا ہے مگر جب تک یہ نظام موجود ہے اور سامراجی قوموں کے تضادات موجود ہیں' جنگوں کو روکنا ناممکن ہے۔

س: ۔گویا پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ جنگیں عالمی معاشی تضادات کا نتیجہ ہیں نہ کہ کچھ لوگوں

کی نیک نیتی یا بد نیتی کا؟

ج: -کسی ایک یا دوسرے ملک کے حکمران ٹولے کی جانب سے امکانی حملوں کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا مگر بنیادی طور پر سرمایہ دار طاقتوں کی اس کوشش کے نتیجے میں جنگیں جنم لیتی ہیں کہ نئے میدانوں میں قدم رکھا جائے- نئے میدان میں قدم تب ہی رکھا جا سکتا ہے کہ کسی دوسرے ملک سے وہ میدان چھینا جائے کیونکہ ساری دنیا سامراجی طاقتوں کے چھوٹے سے گروہ کے ہاتھوں میں تقسیم ہے- یہ ہے جنگوں کی وجہ، لوگوں کی مرضی کا اس میں دخل نہیں- ہم یہ نہیں کہتے کہ اس وقت جنگ میں ملوث سامراجی ملکوں کا کوئی حکمران ٹولہ جنگ کرنا چاہ رہا تھا- ہم کئی بار کہہ چکے ہیں کہ وہ جنگ سے بچ کر شائد خوش رہتے مگر وہ ایسا کر نہیں سکتے تھے ورنہ ان کے ملکوں میں سرمایہ داری باقی نہ رہتی-

س: -ایسی جنگ کے بارے میں پارٹی کا کیا مؤقف ہے جسے پارٹی سامراجی جنگ کہتی ہے؟

ج: -ہماری پارٹی ایسی ہر جنگ کے سخت خلاف ہے-

س: -اور سامراجی جنگ کی مخالفت سے کیا مراد ہے؟

ج: -اس سے مراد ہے کہ ہم ایسی جنگ کی قطعاً حمایت نہیں کرتے ہم اس کے لئے ووٹ نہیں دیتے' ہم کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں دیتے جو ایسی جنگ کو پروان چڑھائے ہم اس کی حمایت میں بات نہیں کرتے' ہم اس کے حق میں لکھتے نہیں-

س: -سوشلسٹ ورکرز پارٹی امریکہ کی جنگ میں مداخلت کے نظریئے کی کیسے مخالفت کرتی ہے؟

ج: -جس طرح دیگر سیاسی جماعتیں خارجہ پالیسی پر اپنے نظریات کی ترویج کرتی ہیں اسی انداز میں ہم بھی کرتے ہیں- ہم پرچے میں اس کے خلاف لکھتے ہیں' اس کے خلاف جذبات کو فروغ دیتے ہیں اور اس کے خلاف قراردادیں منظور کراتے ہیں- اگر

کانگرس اور سینٹ میں ہمارے ممبر موجود ہوتے تو وہ کانگرس اور سینٹ میں اس کے خلاف بولتے۔عمومی طور پر جنگ میں امریکی شمولیت کے خلاف ہم عوامی سیاسی ایجی ٹیشن کرتے ہیں نہ صرف جنگ بلکہ ان تمام اقدامات کے خلاف ایجی ٹیشن کرتے ہیں جو کانگرس یا انتظامیہ کرتی ہے اور جن کے نتیجے میں امریکہ جنگ میں عملی شمولیت کی طرف جائے۔

س:۔"عملی" سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج:۔مثلاً وہ تمام اقدامات جو اب تک کئے گئے ہیں جن کے نتیجے میں امریکہ غیر اعلانیہ طور پر جنگ میں مصروف ہے!

س:۔آئین میں اس ترمیم بارے پارٹی کا کیا مؤقف ہے جس کے تحت لوگوں کو اعلان جنگ کا حق دینا تھا؟

ج:۔کانگرس میں یہ پروپوزل پیش ہونے کے بعد سے ہم نے اس کی حمایت کی ہے' یہ پروپوزل جو غالباً لڈلو (Lud low) نے پیش کی اور لڈلو ترمیم کے نام سے منسوب ہے' اس کا مقصد آئین میں ترمیم تھا جس کے تحت اعلان جنگ سے قبل ریفرنڈم کے ذریعے عوام کی جنگ بارے حمایت ضروری قرار دی گئی۔ہم نے اس پروپوزل کی حمایت کی اور ایک وقت پر تو ہم نے زبردست پراپیگنڈہ بھی کیا کہ ایک ایسی آئینی ترمیم کی جائے جس کے تحت اعلان جنگ کرنے سے پہلے ریفرنڈم کے ذریعے عوام سے رائے لی جائے۔

س:۔مسٹر کینن! کیا پارٹی کا مؤقف اب بھی یہی ہے؟

ج:۔جی ہاں! ہمارے پرچے کی لوح پر ہماری روزمرہ کی پالیسی کے ایک نقطہ کے طور پر یہ بات بھی شامل ہے۔اگر میں غلط نہیں کہہ رہا تو یہ بات ہمارے ادارتی صفحہ پر ہمارے موجودہ اصول کے طور پر شائع ہوتی ہے اور گاہے بگاہے اس موضوع پر کوئی اداریہ یا مضمون بھی شائع ہوتا رہتا ہے جس کا مقصد اس سوچ میں دلچسپی برقرار رکھتا ہے۔

س: -اگر امریکہ یورپی جھگڑے میں ملوث ہوتا ہے تو پارٹی اس امر کی مخالفت کس طریقے سے کرے گی؟

ج: -ہم اپنی موجودہ پوزیشن برقرار رکھیں گے-

س: -اور موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

ج: -یعنی اگر اعلان جنگ کر بھی دیا جائے تو ہم اس جنگ کی مخالفت کریں گے-ہم جنگ کے مسئلے پر' دیگر مسائل کی طرح 'حزب اختلاف کا کردار ادا کریں گے-

س: -آپ جنگ کی حمایت نہیں کریں گے؟

ج: -جی میرا یہی مطلب ہے- ہم جنگوں کی حمایت نہیں کرتے یہ انسانی ہلاکتوں اور منافع کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہیں اور بالآخر سرمایہ دارانہ نظام کے تسلط کو برقرار رکھنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں-

عدالت: میں اس آخری بیان کی اہمیت بارے پوچھ سکتا ہوں؟

مسٹر کولڈ مین: جی ہاں

س: -جب آپ کہتے ہیں "جنگ کی عدم حمایت" تو یہ بتائیں دوران جنگ آپ جنگ کی عدم حمایت کا مظاہرہ کیسے کریں گے؟

ج: -ہمیں جہاں تک بولنے کی اجازت دی گئی ہم جنگ کو جھوٹی پالیسی قرار دیکر اس کی مخالفت کریں گے- ہمارے نقطہ نظر کے مطابق یہ ویسی ہی بات ہے جیسی کہ دیگر پارٹیوں کی طرف سے مثلاً دوران جنگ حکومتی خارجہ پالیسی کی مخالفت' جیسا کہ مثلاً جنگ بائر (Boer war) کے دوران لائڈ جارج نے عوامی تقریروں میں اس جنگ کی مخالفت کی ۔ رمزے میکڈانلڈ' جو بعدازاں برطانیہ کا وزیراعظم بنا' 18-1914ء کی جنگ میں اس نے برطانوی پالیسی کی مخالفت کی- ہمارا اپنا نقطۂ نظر ہے جو ان دو سیاسی شخصیات سے مختلف ہے جن کا میں نے ابھی ذکر کیا اور جہاں تک ہمیں ہمارا حق استعمال کرنے کی آزادی دی گئی ہم امریکہ کے لئے ایک مختلف خارجہ پالیسی کے حق میں لکھتے

اور بولتے رہیں گے۔

س: ۔جنگ کی مخالفت یا عدم حمایت ثابت کرنے کے لئے کیا پارٹی کوئی عملی نام نہاد اقدامات کرے گی؟

ج: ۔کس قسم کے عملی اقدامات۔

س: ۔کیا پارٹی جنگ میں شمولیت کو سبوتا ژ کرنے کی کوشش کرے گی؟

ج: ۔یعنی انڈسٹری' ٹرانسپورٹ اور ملٹری کے کام میں رکاوٹ، جنگ ملٹری فورسز کو سبوتا ژ کیا جائے یا ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالی جائے۔

س: ۔اور کیا آپ اس کی وجہ بتائیں گے؟

ج: ۔یوں ہے کہ جب تک تو ہم ایک اقلیت ہیں ہم خود کو اس بات کا پابند بنائیں گے جس بارے ہماری پارٹی کی طرف سے فیصلہ دیدیا گیا ہے۔فیصلہ ہو چکا ہے اور لوگوں کی اکثریت جنگ میں جانے کے لئے تیار ہے۔ ہمارے کامریڈ کو اس فیصلے کی پابندی کرنا ہوگی۔اپنی باقی نسل کی طرح انہیں وہ فریضہ سر انجام دینا ہوگا جو ان پر لاگو کیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ اکثریت کو ایک مختلف پالیسی بارے قائل کر لیں۔

س: ۔گویا دوران جنگ آپ کی مخالفت لازمی طور پر ویسی ہی ہوگی جیسا کہ قبل از جنگ؟

ج: ۔سیاسی مخالفت ۔ہم صرف اس کی بات کرتے ہیں۔

س: ۔کیا پارٹی نے کبھی' یا پارٹی نے اب' کسی رکن' ہمدرد یا رابطے میں آنے والے مزدور کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ امریکہ کی مسلح افواج میں سرکشی پھیلائیں؟

ج: ۔نہیں۔

س: ۔کیا آپ اس کی وجہ بیان کریں گے؟

ج: ۔ بنیادی طور پر تو اس کی وجہ وہی ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا۔ایک سنجیدہ سیاسی جماعت جو معاشرے کی معاشرتی تبدیلی کا نصب العین رکھتی ہو۔ جو اکثریت کی

حمایت اور مرضی سے ہی ممکن ہے- ایسی جماعت اقلیت ہوتے ہوئے اکثریت کے فیصلوں کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش نہیں کرسکتی- سبوتاژ، سرکشی اور ڈسپلن کی خلاف ورزی کرکے کوئی بھی پارٹی اپنے لئے بدنامی ہی کماسکتی ہے اور لوگوں کو قائل کرنے کے تمام امکانات کھودیتی ہے نیز کسی بھی مقصد کے حصول کیلئے ایسی پارٹی ناکارہ ہوکر رہ جائے گی-

س:- کیا آپ بتائیں گے کہ کیوں آپ کی پارٹی موجودہ امریکی حکومت کی جانب سے شروع کی گئی جنگ کی حمایت نہ کرے گی؟

ج:- عمومی طور پر ہم اس ملک کے حکمران سرمایہ دار ٹولے پر ذرا سا بھی اعتماد نہیں کرتے- ہم ان کی کوئی حمایت نہیں کرتے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ان بنیادی معاشرتی مسائل کو حل نہیں کرسکتے یا کرسکیں گے جن کو حل کرنا تہذیب کو تباہی سے بچانے کے لئے ضروری ہے-

ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کی جگہ زیادہ مؤثر سوشلسٹ نظام لاگو کرنے کی جو ضرورت ہے وہ ضرورت ایک مزدور قیادت کے تحت ہی پوری کی جاسکتی ہے- مزدوروں کے لئے لازمی ہے کہ وہ سرمایہ دارانہ سیاسی پارٹیوں کے مقابل خود کو منظم کریں- ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پارٹی بنائیں، اپنی محنت کش جماعت کو پروان چڑھائیں اور سرمایہ دارانہ سیاسی جماعتوں کی پالیسی کو رد کردیں ان سیاسی جماعتوں کا نام چاہے ڈیموکریٹک ہو یا ری پبلکن-

س:- موجودہ امریکی حکومت کی جانب سے شروع کی گئی جنگ آپ کے خیال میں کس قسم کی جنگ ہوگی؟

ج:- میں اسے سرمایہ دارانہ جنگ سمجھوں گا-

س:- کیوں؟

ج:- کیونکہ امریکہ اس وقت سرمایہ دارانہ ملک ہے- یہ دوسرے ملکوں سے صرف

اس لئے مختلف ہے کہ یہ زیادہ بڑا اور زیادہ طاقتور ہے۔ہم سرمایہ دارانہ پالیسی پر یقین نہیں رکھتے۔ہم نوآبادیات حاصل نہیں کرنا چاہتے۔ہم امریکی سرمایہ داری کے منافع کے لئے خون خرابہ نہیں چاہتے۔

س:۔اس دعویٰ کے بارے میں پارٹی کا کیا موقف ہے کہ ہٹلر کے خلاف جنگ جمہوریت کی فاشزم کے خلاف جنگ ہے؟

ج:۔ہم کہتے ہیں یہ محض دھوکہ ہے۔امریکی سامراج اور جرمن سامراج کے مابین دنیا پر قبضے کی خاطر کش مکش ہے۔یہ بالکل درست ہے کہ ہٹلر دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے مگر ہم سمجھتے ہیں یہ بات بھی بالکل سچ ہے کہ امریکی سرمایہ داروں کے ذہن میں بھی یہی سوچ ہے اور ہم دونوں میں سے کسی کی بھی حمایت نہیں کرتے ہم نہیں سمجھتے کہ ساٹھ خاندان جو امریکہ کے مالک ہیں وہ جمہوریت جیسے کسی ارفع مقصد کے لئے جنگ چاہتے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں وہ اس ملک میں جمہوریت کے بدترین دشمن ہیں۔ہم سمجھتے ہیں وہ اس موقع کو استعمال کریں گے اور ملک میں موجودہ تمام سول آزادیوں کا خاتمہ کریں گے وہ فاشزم کی ہر ممکن نقالی کریں گے۔

س:۔امریکہ کے کسی سامراجی یا سرمایہ دارانہ دشمن مثلاً جرمنی یا اٹلی بارے پارٹی کا کیا موقف ہے؟

ج:۔ہم جرمن کے حمایتی نہیں۔ہم امریکہ کے کسی سامراجی دشمن کی کامیابی میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

س:۔اگر امریکہ کی جرمنی،اٹلی یا جاپان سے جنگ ہوجاتی ہے تو ایسی جنگ میں سامراجی دشمنوں کے مقابلے میں امریکہ کی فتح یا شکست کے حوالے سے پارٹی پالیسی کیا ہوگی؟

ج:۔ہم جرمنی یا جاپان یا کسی اور سامراجی ملک کی امریکہ کے خلاف فتح کے حامی نہیں۔

س: -کیا یہ درست ہے کہ پارٹی ہٹلر کے بھی اتنا ہی خلاف ہے جتنا کہ وہ سرمایہ دارانہ امریکی دعووں کے؟

ج: -ان کا آپس میں کوئی مقابلہ نہیں-ہٹلر اور ہٹلرازم کو ہم انسانیت کا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں-ہم اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتے ہیں-ہم امریکی اسلحہ کے ساتھ اعلان جنگ کی مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ ہمارے خیال کے مطابق امریکی سرمایہ دار ہٹلر اور فاشزم کو شکست نہیں دے سکتے-ہم سمجھتے ہیں ہٹلرازم کی تباہی مزدور قیادت کے تحت جنگ کر کے ہی ممکن ہے-

س: -پارٹی ہٹلر کی شکست کے لئے کس طریقہ کار کو پیش کرتی ہے؟

ج: -اگر مزدور حکومت بناتے' ویسی حکومت جس کا میں نے ذکر کیا اور ایسی مزدور حکومت موجود ہوتی تو ہم دو کام کرتے

اول ہم جرمن عوام کے نام ایک اعلان نامہ جاری کرتے ان سے سنجیدہ وعدہ کرتے کہ ہم ان پر ایک نیا معاہدہ ورسائی مسلط نہیں کر رہے' ہم جرمن عوام کو برباد نہیں کرنا چاہتے' نہ ہم ان سے دودھ دینے والی گائیں چھیننا چاہتے ہیں جیسا کہ ہولناک معاہدہ ورسائی کے تحت ہوا اور جرمن بچے اپنی ماؤں کی چھاتیوں سے لگے لگے فاقوں کا شکار ہو گئے اور جرمن لوگوں کے اندر ایسی نفرت نے جنم لیا انتقام کے ایسے جذبے نے جنم لیا کہ ہٹلر جیسے موذی نے اس خوفناک معاہدہ ورسائی سے بدلہ لینے کے نعرے کے ذریعے اس نے جرمن عوام کی تائید حاصل کر لی-ہم ان سے کہیں گے "ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ایسی کوئی شرط جرمن عوام پر مسلط نہیں کی جائے گی-اس کے برعکس ہم سوشلسٹ بنیادوں پر دنیا کی ازسرنو تنظیم کی پیش کش کرتے ہیں-جس کے تحت جرمن عوام اپنی مسلمہ صلاحیتوں' ذہانت اور محنت کے ساتھ برابری کی بنیاد پر اس نئی تنظیم کاری میں شامل ہوں گے-ہماری پارٹی کی طرف سے یہ پہلی تجویز ان کو پیش کی جائے گی-

دوم' ہم ان سے یہ بھی کہیں گے "اس کے ساتھ ساتھ ہم دنیا کی سب سے بڑی

بحریہ، فضائیہ اور بری فوج تشکیل دے رہے ہیں، جو آپ کے ہاتھ میں ہوگی، تا کہ ایک محاذ پر ہٹلر کا بذریعہ بازو خاتمہ کیا جائے جبکہ اندرون ملک آپ اس کے خلاف بغاوت کردیں۔"

میرے خیال سے ہٹلر کے حوالے سے پارٹی پروگرام کی یہ ماہیت ہوگی اگر امریکہ میں مزدور کسان حکومت ہوتی اور ہمارا خیال ہے کہ صرف اس انداز میں ہٹلرازم کو شکست دی جاسکتی ہے۔صرف اور صرف اس صورت میں کہ بڑی طاقتیں جرمن عوام کو یہ باور کرادیں کہ انہیں ہٹلر کے خلاف اٹھنا ہوگا کیونکہ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ......

مسٹر شیون ہاٹ: مسٹر کینن! آپ نے سوال کا جواب دیدیا ہے۔

س: -لیکن جب تک امریکہ میں مزدور کسان حکومت قائم نہیں ہوجاتی اور وہ ہٹلر کو شکست دینے کے لئے اپنے منصوبہ پر عمل درآمد نہیں کرتی تب تک سوشلسٹ ورکرز پارٹی اکثریت کی مرضی کی پابندی کرے گی۔کیا یہ درست ہے؟

ج: -ہم یہی کرسکتے ہیں-ہم یہی کچھ کرنے کی بات کرتے ہیں-

س: -اور پارٹی کا موقف یہ ہے کہ حکومت جو ذرائع اور راستے جنگ کو بہتر طریقے سے لڑنے کے لئے اختیار کرے گی ان کی راہ میں پارٹی رکاوٹ نہیں ڈالے گی؟

ج: -فوجی طریقے یا اقلیت کے انقلاب کے ذریعے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی اس کے برعکس پارٹی نے کھلے عام اس قسم کے طریقہ کار کی مخالفت کی ہے-

جنگ اور انقلاب

س: -جنگ اور ممکنہ انقلابی صورتحال مابین تعلق کے اوپر پارٹی کا کیا موقف ہے!

ج: - انقلابات نے اکثر جنگوں کا تعاقب کیا ہے-جنگیں بذات خود زبردست معاشرتی بحران کا اظہار ہوتی ہیں- جسے وہ حل نہیں کرپا رہی ہوتیں- لاچارگی اور غربت دوران جنگ اس تیزی سے بڑھتی ہیں کہ اکثر ان کا اختتام انقلاب کی صورت ہوتا ہے- 1904ء کی روس جاپان جنگ کے نتیجے میں 1905 کا روسی انقلاب آیا- 1914ء کی

عالمی جنگ نے 1917ء کے روسی انقلاب' انقلاب ہنگری' انقلاب جرمن و آسٹریا اور اٹلی میں لگ بھگ انقلاب کو جنم دیا۔عمومی طور پر (پہلی عالمی جنگ کے بعد) پورے یورپ میں ایک انقلابی صورت حال نے جنم لیا۔

میرے خیال سے اس بات کے پورے امکانات موجود ہیں کہ اگر یورپ میں جنگ جاری رہتی ہے تو لوگوں کی اکثریت خاص کر یورپ میں قتل و غارت گری روکنے کے لئے انقلابی ذرائع اختیار کریں گے۔

س: -تو کویا یہ کیا درست ہوگا کہ انقلابی صورت حال کو سوشلسٹ ورکرز پارٹی نہیں بلکہ جنگ جنم دے گی' اگر انقلابی صورت حال سامنے آتی ہے تو؟

ج: -میرے خیال سے انقلابی صورتحال سرمایہ داری کی خامیوں کی وجہ سے جنم لیتی ہے' جنگ اس عمل کو محض ہوا دیتی ہے۔

س: - پارٹی کی مختلف مطبوعات میں حالات حاضرہ پر مختلف رائے دینے کے حوالے سے پارٹی پالیسی کیا ہے؟

ج: - اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔عموماً حالات حاضرہ پر بعض ساتھی انفرادی طور پر خاص جھکاؤ کے مطابق مضامین لکھتے ہیں اور اس کے ساتھ کمیٹی کی اکثریت کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

س: -کیا آپ یہ کہیں گے کہ مستقبل بارے پیش گوئیوں پر رائے زنی کے حوالے سے پارٹی آزادی دیتی ہے؟

ج: - جی ہاں! یہ تو لازمی ہے کیونکہ پیش گوئیوں کی ہڑتال نہیں کی جاسکتی' مکمل طور پر تا آنکہ واقعہ پیش آجائے' اور مختلف آراء ابھرتی ہیں۔پارٹی میں خاص کر جب سے عالمی جنگ شروع ہوئی ہے اس بابت مختلف آراء آرہی ہیں کہ امریکہ کب جنگ میں باقاعدہ کودے گا یا یہ کہ کیا امریکہ جنگ میں حصہ لے گا یا نہیں۔ایسے لوگوں کی اکثریت تو نہیں تھی جو یہ کہتے ہوں کہ امریکہ جنگ میں حصہ نہیں لے گا البتہ میں نے بعض لوگوں کو

ایسا کہتے ہوئے سنا ضرور۔

س: -کیا آپ یہ کہیں گے کہ مستقبل کی انقلابی صورت حال بارے بھی مختلف آراء پیش کرنے کی اجازت ہے؟

ج: -جی یقینی طور پر

س: -کیا اس بابت بھی مختلف آراء رکھنے کی اجازت ہے کہ انقلاب بذریعہ تشدد آئے گا یا بلا تشدد؟

ج: - ہوں ایک حد تک' ایک حد تک -مارکسزم کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے پارٹی کے تعلیم یافتہ لیڈروں کے مابین اس بابت کافی اتفاق پایا جاتا ہے بہ نسبت اس مسئلہ کے کہ کیا امریکہ موجودہ جنگ میں شامل ہوگا یا نہیں۔

س: -مگر انقلابی صورت حال کے صحیح وقت اور انقلاب کے ارتقاء کے بارے میں مختلف رائے پائی جاتی ہیں اور اختلاف کیا جا سکتا ہے؟

ج: - جہاں تک وقت کا تعلق ہے تو اس بارے قیاس بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی پارٹی رکن کی اس بارے رائے پائی جاتی ہے تو وہ رائے محض تجزیاتی ہی ہو سکتی ہے۔

س: -کیا آپ باضابطہ قراردادوں اور اداریوں کے مابین کوئی فرق کرتے ہیں؟

ج: - جی ہاں۔قرارداد باضابطہ ڈاکومنٹ ہوتی ہے جسے نیشنل کمیٹی یا کنونشن منظور کرتا ہے۔اس پر سوچ وبچار ہوئی ہوتی ہے اور یہ پارٹی کا باضابطہ بیان ہوتا ہے۔میرے خیال سے اس کی حیثیت اداریہ کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کیونکہ اداریہ ہو سکتا ہے پرچے کے ایڈیٹر نے جلدی میں اس وقت لکھا ہو جب پرچے کو پریس بھیجنے کی پڑی ہو اور ہو سکتا ہے اداریہ اس دھیان اور توجہ سے نہ لکھا گیا ہو جس توجہ سے قرارداد کو نیشنل کمیٹی منظور کرتی ہے۔

ملٹری پالیسی اور سوشلسٹ نقطہ نظر

س: -براہِ مہربانی یہ بتائیے پارٹی کی ملٹری پالیسی سے کیا مراد ہے؟

ج: -ستمبر 1940ء میں ایک سال قبل جو پارٹی کانفرنس ہوئی اس کانفرنس کے فیصلوں میں پارٹی کی ملٹری پالیسی ایک جزو کے طور پر شامل ہے- ان دنوں نیشنل کمیٹی کے ایک پلینری (Plenary) اجلاس کے سلسلے میں پارٹی کی ایک خصوصی کانفرنس بلائی گئی جس کا مقصد خاص طور پر اس سوال کا جواب تلاش کرنا تھا کہ جبری بھرتی اور جنگ کے مزید پھیلاؤ بارے کیا نقطہ نظر اختیار کیا جائے اور کانفرنس میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ:

شق اول:

جہاں تک تعلق ہے جبری بھرتی کو قانون کا درجہ دینے کا' اور جیسا کہ سلیکٹو سروسز ایکٹ کے حوالے سے یہ درجہ دیا جا چکا ہے' تمام پارٹی ارکان اس قانون کی پابندی کریں گے اور لوگوں کی جبری بھرتی کی مخالفت نہیں کریں گے- اس کے برعکس جبری بھرتی کی مخالفت کرنے والے گروہوں کو پارٹی خاص طور سے بحث کرتی ہے- اور انہیں ضمیر کا معترض قرار دیتی ہے- گو ہم ضمیر کے ان معترضین کے حوصلے اور راست بازی کی قدر کرتے ہیں کیونکہ جو وہ کر رہے ہیں اس کے لئے بڑے حوصلے اور راست بازی کی ضرورت ہے' مگر ہم نے انکے موقف کی مخالفت میں لکھا اور کہا کہ یہ درست نہیں کہ جب عوام کی بڑی تعداد جنگ لڑنے جا رہی ہو بعض افراد ایسا نہ کریں- جہاں تک ہمارا تعلق ہے' اگر امریکی مزدوروں کی نئی نسل جنگ کے لئے جاتی ہے' ہمارے پارٹی ممبران کے ساتھ جائیں گے اور ان کو درپیش خطرات' تکالیف اور ان کے تجربات بانٹیں گے-

شق دوم:

ہماری قرارداد کہتی ہے کہ ہمارے کامریڈز کو اچھا سپاہی بننا ہوگا بالکل اسی طرح جس طرح فیکٹری کے اندر ہم اپنے کامریڈ سے کہتے ہیں کہ اسے بہترین ٹریڈ یونینسٹ

اور بہترین مکینک ہونا چاہئے تا کہ وہ اپنے ساتھی مزدوروں کا اعتماد حاصل کر سکے اور ان کی نگاہوں میں عزت حاصل کر سکے۔ہم کہتے ہیں کہ ملٹری سروس کے دوران وہ بہترین سپاہی ہو،جو بھی ہتھیار اور اسلحہ اسے دیا جائے اس کے استعمال میں اسے مہارت ہو،وہ ڈسپلن کی پابندی کرے اور وہ اپنے ساتھی سپاہیوں کی بھلائی کا خیال رکھے تا کہ وہ انکا اعتماد اور عزت حاصل کر سکے۔

عدالت:

کیا میں یہ جان سکتا ہوں کہ مسٹر کینن نے جو پالیسی بیان کی ہے وہ تحریری شکل میں ہے یا زبانی؟

گواہ:میرے خیال سے پچھلے ستمبر میں شکاگو میں ہونے والی کانفرنس میں جو تقاریر میں نے کیں وہ یہاں ثبوت کے طور پر پیش کی گئی ہیں کم از کم ان تقاریر کے کچھ اقتباسات

۔

مسٹر گولڈ مین:جی آپ درست کہہ رہے ہیں۔

عدالت:مسٹر میر!میرے خیال سے آپ ان ثبوتوں کی نشاندہی بھی کر سکتے ہیں۔

مسٹر میر:میرے خیال سے یہ ثبوت نمبر 116 اور 186 ہیں۔

س:۔کیا پارٹی کی ملٹری پالیسی کے حوالے سے اس کانفرنس میں کچھ دیگر نقاط پر بھی بحث ہوئی؟

ج:۔جی ہاں!ہم نے جبری بھرتی 'لازمی فوجی تربیت کی حمایت کی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ آج ساری دنیا مسلح ہے' کہ آج سارے فیصلے اسلحہ کے ذریعے ہو رہے ہیں یا اسلحہ کے خوف سے۔ان حالات میں ہمیں یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ مزدور بھی فوجی تربیت حاصل کریں۔طے شدہ فیصلے کے مطابق ہم لازمی فوجی تربیت کے حق میں ہیں مگر اس طریقہ کار کے حامی نہیں،یعنی سیاسی طور پر حامی نہیں جس طریقہ کار کے ذریعے موجودہ

سرمایہ دار حکومت کام کر رہی ہے۔

ہماری تجویز یہ ہے کہ مزدور خصوصی کیمپوں میں ٹریڈ یونینوں کی زیرنگرانی فوجی تربیت حاصل کریں، حکومت اپنے فوجی بجٹ کا ایک خاص حصہ ان کیمپوں کو ضروری اسلحہ تربیت سازوں اور سامان مہیا کرنے کے لئے مختص کرے مگر کیمپ ٹریڈ یونین کی قیادت میں چلیں۔

ٹریڈ یونینوں کی زیرنگرانی ایسے خصوصی کیمپ بھی ہونے چاہئیں جہاں مزدور تربیت حاصل کر کے افسر بن سکیں۔ اس مقصد کے لئے حکومت کو فنڈ ضرور مختص کرنے چاہئیں تا کہ موجودہ ملٹری ڈھانچے کا ایک بڑا نقص اور عدم اطمینان کی ایک بڑی وجہ کا خاتمہ کیا جا سکا اور وہ نقص یہ ہے کہ کسان، فوجی اور دوسرے طبقے سے تعلق رکھنے والے افسر کے مابین بہت بڑی خلیج پائی جاتی ہے۔ اس افسر کو سپاہی کے مسائل سے آگہی نہیں اور سپاہی کی جانب اس کا رویہ درست نہیں۔

ہمارے خیال سے مزدوروں کا یہ حق ہونا چاہئے کہ ان کے افسران اپنے اندر سے ہوں، ایسے لوگ جو مزدوروں کے ساتھ مل کر جدوجہد کرتے رہے ہوں اور مزدوروں میں ان کی عزت پائی جاتی ہو مثلاً یونین رہنما یا گھیراؤ کی قیادت کرنے والے، ایسے لوگ جنہوں نے مزدور تنظیموں کے معاملات چلانے میں ملکہ حاصل کیا ہو اور جو مزدوروں میں سے ہوں۔ ایسے افراد عام سپاہیوں کے فلاح و بہبود بارے کہیں زیادہ دلچسپی رکھتے ہوں گے بہ نسبت ہاورڈ (Howard) اور یالے (Yale) سے آئے ہوئے کالج بوائے کے، جس نے کبھی فیکٹری دیکھی بھی نہ ہو گی اور کبھی اس کا مزدور سے پالا نہ پڑا ہو گا اور جو مزدور کو ایک حقیر مخلوق سمجھتا ہو گا۔ میرے خیال سے یہ ہماری ملٹری پالیسی کی اصل روح ہے۔

س: ۔فوج میں سول رائٹس کے حوالے سے پارٹی کا موقف کیا ہے؟

ج: ۔ ہم سپاہیوں کے شہری حقوق کی حمایت کرتے ہیں۔ ہم اس سوچ کے مخالف

ہیں کہ جب آپ پندرہ لاکھ نوجوانوں کو سول لائف سے بھرتی کر لیتے ہیں تو وہ اپنے شہری حقوق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے خیال سے انہیں تمام شہری حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ ان کو حق ہونا چاہئے کہ وہ کانگرس بلا سکیں، ووٹ دے سکیں، شکایات پیش کرنے کے لئے کمیٹیاں منتخب کر سکیں اپنے افسروں کا انتخاب کر سکیں، کم از کم چھوٹے افسروں کا۔ عمومی طور پر انہیں ایک شہری کے تمام جمہوری حقوق حاصل ہونے چاہئیں اور ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ ہم اس بات کی وکالت کرتے ہیں کہ موجودہ فوجی ڈھانچے کا خاتمہ کیا جائے اور سپاہیوں کو شہری حقوق دینے کے لئے قانون بنایا جائے۔

س:۔ کیا پارٹی نے کبھی سرکاری طور پر یا آپ کے ذاتی علم کے مطابق کسی پارٹی رکن نے جو فوج میں ملازم ہو کبھی مسلح افواج کے اندر شورش پیدا کرنے کی کوشش کی؟

ج:۔ میرے علم کے مطابق نہیں۔

س:۔ آپ کے خیال میں اگر اس قسم کے واقعات ہوتے تو اس کی وجہ کیا ہوتی؟

ج:۔ میرے خیال میں جبری بھرتی کی گئی فوج میں بے چینی اور عدم اطمینان کی کئی وجوہات ہیں۔ اخبارات اور رسائل میں اس موضوع پر بحث موجود ہے اور اس بابت کئی آراء اور سوچوں کا اظہار کیا جا چکا ہے۔

س:۔ ٹریڈ یونینوں کے زیر اہتمام لازمی فوجی تربیت کے مطالبے کو حقیقی شکل دینے کے لئے پارٹی کی کیا تجویز ہے؟

ج:۔ ہمارا پروگرام قانون سازی کا پروگرام ہے۔ ہم جو تجویز پیش کرتے ہیں ہم اسے قانون کی شکل دینا چاہتے ہیں۔ ہمارا کوئی نمائندہ کانگرس میں موجود ہوتا تو وہ بل بلکہ کئی بل، اس بابت پیش کرتا کہ ہمارے جو فوجی منصوبے ہیں انہیں قانون کی شکل دی جائے۔

س:۔ کیا کبھی پارٹی کے کسی سکہ بند رہنما نے پلاٹس برگ کی مثال کا حوالہ دیا ہے؟

ج:۔ جی ہاں۔ درحقیقت اس خیال نے یہیں سے جنم لیا۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا

فوجی ڈھانچے میں وجہ تنازعہ افسروں اور سپاہیوں کے مابین طبقاتی تفریق ہے-جیسا کہ ہم جانتے ہیں پہلی عالمی جنگ سے قبل کاروباری اور پروفیشنل حضرات کی بطور افسر تربیت کے لئے خصوصی کیمپ بنائے گئے-پلاٹس برگ ان میں سے ایک تھا-امریکہ کی جنگ میں شمولیت سے قبل یہ نام نہاد تیاری کی مہم تھی-کچھ فنڈز حکومت نے مختص کئے جبکہ کچھ فنڈز کاروباری حضرات نے دیئے-حکومت نے تربیت کار اور ضروری رسد فراہم کیا بڑی تعداد میں کاروباری اور پروفیشنل لوگوں کی تربیت کے لئے جو بعدازاں فوج میں افسر تعینات ہوئے-

ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ مزدوروں کے لئے ایسا کیوں نہیں کیا جاسکتا- ہمارے خیال سے یہ درست اور جائز ہے اور موجودہ قوانین کے عین مطابق ہے-جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہماری تجویز قانون سازی کی نوعیت رکھتی ہے-اگر ہم اس قابل ہوئے تو ہم اسے ملک کا قانون بنادیں گے-

عدالت :اب ہم وقفہ کریں گے

(وقفہ)

س: -مسٹر کینن ! میں استغاثہ کے چند گواہوں کے بیانات کی جانب آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں جن کے مطابق آپ کی پارٹی کے ارکان نے ان گواہوں کو فوج میں بھرتی ہوکر کھانے کے مسئلے پر بے چینی پھیلانے کی ترغیب دی-اس بارے پارٹی کا مؤقف کیا ہے؟

ج: -ہمارے جو ارکان فوج میں بھرتی ہوئے ان کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق مسلح افواج میں ......

مسٹر شیون ہاٹ: ایک منٹ! آپ سوال کا جواب نہیں دے رہے- آپ سے انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ پارٹی پالیسی کیا ہے نہ یہ کہ لوگوں نے آپ کو کیا بتایا ہے-

عدالت: ہمیں ابھی تک یہ نہیں بتایا گیا کہ اس بارے کوئی پارٹی پالیسی بھی ہے-

س:-کیا کوئی پالیسی موجود ہے؟

ج:-جی ہاں!

س:-آپ کی پالیسی کیا ہے؟

ج:-پالیسی یہ ہے کہ کھانے کے حوالے سے کسی احتجاج کی نہ تو حمایت کی جائے نہ ہی کوئی احتجاج شروع کیا جائے-میں آپ کو اس کی وجہ بتانا چاہتا ہوں-جہاں تک ہمیں علم ہے' فوج میں بھرتی ہونے والے ہمارے ارکان نے ہمیں جو بتایا ہے اور دیگر تحقیقات کے مطابق موجودہ ڈھانچے میں کھانے کے حوالے سے بے چینی نہیں پائی جاتی-

س:-اور اگر اس قسم کی کوئی بے چینی پائی جاتی تو آپ کے خیال میں اس کی وجہ کیا ہوتی؟

ج:-جہاں تک ہمیں علم ہے اس قسم کے واقعات اکا دکا ہی پائے جاتے ہیں-ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر کھانا برا نہیں تو کھانے پر مسئلہ کھڑا کیا جائے-اگر کھانا برا ہوگا تو سپاہی خود ہی مسئلہ اٹھائیں گے اور انہیں اٹھانا چاہئے-

س:-ان گواہوں کے بیانات بارے آپ کیا کہیں گے-؟

مسٹر شیون ہاٹ: میں اس پر اعتراض کرتا ہوں

مسٹر گولڈ مین: ٹھیک ہے-

س:-تو کیا آپ یقینی انداز میں بیان کریں گے کہ بے چینی پیدا کرنے کے حوالے سے پارٹی کی پالیسی کیا ہے کہ اگر بے چینی کی وجوہات موجود نہ ہوں؟

ج:-پارٹی پروگرام یا پارٹی لٹریچر میں میرے علم کے مطابق کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جو بغیر کسی بنیاد کے مسائل کو ہوا دینے کی بات کرتی ہو-جب بے چینی کی وجوہات موجود ہوں تو بے چینی پھیلتی ہے-بے چینی پارٹی نہیں پھیلاتی-

مسٹر شیون ہاٹ:ایک منٹ پلیز!

س:-اگر بے چینی اور شکایات رہی ہیں تو کیا اس کی ذمہ دار پارٹی ہے؟

ج: -ہرگز بھی نہیں -موجودہ صورت حال یہی ہے-

س: -اور کیا وہ لوگ جو کھانا مہیا کرنے کے ذمہ دار ہیں شکایات اور بے چینی کے ذمہ دار وہ ہیں؟

مسٹر شیون ہاٹ: یہ استفسار ہے

مسٹر گولڈ مین: انہوں نے اعتراض نہیں کیا لہذا آپ جواب دے سکتے ہیں-

مسٹر شیون ہاٹ: تو پھر میں اعتراض کرتا ہوں

عدالت: اعتراض قبول کیا جاتا ہے

س: -اب بات کرتے ہیں ٹریڈ یونین کے زیر اہتمام فوجی تربیت کی-آپ وقفہ کے وقت پلاٹس برگ کی بات کر رہے تھے-کیا آپ اس بابت بات جاری رکھیں گے اور اس کی وضاحت کریں گے؟

ج: -میں نے وہ مثال اس وضاحت کے لئے پیش کی تھی کہ کسی طرح پہلی عالمی جنگ سے تھوڑا عرصہ قبل جنگ میں ہماری شمولیت سے پہلے خصوصی کیمپ قائم کئے گئے اور حکومت نے کاروباری اور پروفیشنل افراد کی تربیت کے لئے تربیت کار مہیا کئے-اسپین کی خانہ جنگی کے دوران تمام پارٹیوں اور یونینوں کے نہ صرف اپنے تربیتی کیمپ تھے جن کو حکومت نے تسلیم کیا ہوا تھا بلکہ فرانکو کی فاشسٹ فوج کے خلاف لڑنے کے لئے یونینوں اور پارٹیوں نے دستے بھی مہیا کئے-

س: -موجودہ ٹریڈ یونینیں پارٹی کے کنٹرول میں نہیں-کیا یہ درست ہے؟

ج: -نہیں-یہ یونینیں مکمل طور پر لازمی طور پر اور عملی طور پر رہنماؤں کے کنٹرول میں ہیں جو روز ویلٹ انتظامیہ کے حامی ہیں-

س: -میری سمجھ کے مطابق پارٹی ٹریڈ یونین کے زیر اہتمام ملٹری ٹریننگ کی حمایت کرتی ہے؟

ج: -جی ہاں! اس کا مقصد یہ ہے کہ یونینوں کو ان کے کارکنوں کے معاملات میں

زیادہ بااختیار بنایا جائے۔

س: ۔اوراس پالیسی کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ یونینیں پارٹی کے کنٹرول میں ہیں یا نہیں؟

ج: ۔نہیں۔ہم بطور اقلیت ان کیمپوں میں انہی موقعوں سے فائدہ اٹھاسکیں گے جو ہم بطور اقلیت یونین کے اندر اٹھا سکتے ہیں۔

س: ۔ٹریڈ یونینوں کے زیر اہتمام فوجی تربیت لاگو کرنے کے حوالے سے آپ کون سے اقدامات تجویز کرتے ہیں؟

ج: ۔جیسا کہ میں نے پہلے کہا یہ قانون سازی کا پروگرام ہے۔اگر ہمارے پاس طاقت ہوتی تو ہم یہ قانون کانگرس کے ذریعے منظور کروا لیتے یا یہ کہ ہمیں ان ارکان کانگرس کی حمایت حاصل ہوتی جو دیگر امور پر ہم سے اختلاف رکھتے ہیں مگر اس مسئلے پر اتفاق کرتے ہیں تو ہم کانگرس سے یہ قانون منظور کروا لیتے۔یہ پروگرام لازمی کوئی سوشلسٹ پروگرام نہیں۔

س: ۔اگر کوئی پارٹی رکن سلیکٹو سروس ایکٹ کی عملی مخالفت یا اس کی تلقین کرے تو پارٹی کیا کرے گی؟

مسٹر شیون ہاٹ: اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کیونکہ حکومت نے کوئی ثبوت اس بابت پیش نہیں کیا کہ پارٹی نے سلیکٹو سروس ایکٹ کی خلاف ورزی نہیں کی۔

مسٹر گولڈ مین: سروس ایکٹ کی خلاف ورزی نہیں کی۔

مسٹر شیون ہاٹ: ہم نے یہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ پارٹی نے سلیکٹو سروس ایکٹ کی مخالفت کی ہے۔

مسٹر گولڈ مین: میں نے یہ سوال اس لئے پوچھا کہ گواہوں سے بے شمار سوال پوچھے گئے کہ ان کی عمر کیا ہے اور وہ فوج میں کیوں گئے گویا اس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ ہم نے سلیکٹو سروس ایکٹ کی مخالفت کی ہے۔اگر حکومت کہتی ہے کہ ایسا ”نہیں“ ہے تو میں

یہ سوال نہیں کروں گا۔

مسٹر شیون ہاٹ: ہم صورت حال کی ابھی وضاحت کر دیتے ہیں۔ہم یہ نہیں کہتے کہ پارٹی نے لوگوں کو بھرتی ہونے سے منع کیا اور یوں سلیکٹو سروس ایکٹ کی خلاف ورزی کی ۔ہمارے ثبوت کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ پارٹی ممبران بھرتی ہونے کے بعد کیا کرنا چاہتے تھے۔

مسٹر گولڈ مین: چلیں وضاحت ہوگئی۔

س: ۔ایک سرکاری گواہ نے کہا کہ ایک پارٹی ممبر نے اسے فورٹ سنیلنگ (Fort Snelling) جا کر بے چینی پھیلانے کے لئے کہا۔میرے خیال سے گواہی کی روح یہی ہے۔کیا آپ نے اس بابت کچھ سنا۔

ج: ۔کچھ

س: ۔فورٹ سنیلنگ یا کسی دیگر کیمپ میں بے چینی پھیلانے کے حوالے سے پارٹی پالیسی کیا ہے؟

مسٹر شیون ہاٹ: میں اس سوال پر اعتراض کرتا ہوں۔ اس بات کا جواب کم از کم دوبار دیا جا چکا ہے۔

عدالت: اعتراض قبول کیا جاتا ہے۔

ہنگری 1919ء: خون بہائے بغیر انقلاب

عدالت: جنٹل مین! کارروائی شروع کی جائے۔

جیمز پی کینن

جو ازاں قبل حلف لے چکے ہیں کٹہرے میں پہنچ کر مندرجہ ذیل گواہی دیتے ہیں۔

براہ راست جرح (جاری)

از مسٹر گولڈ مین:

س: ۔اگر محنت کش عوام کو جمہوری حقوق فراہم کئے جائیں تو کیا اس صورت میں

پارٹی پرامن انقلاب کے تمام امکانات استعمال کر لے گی؟

ج:۔جی ہاں! میرے خیال سے ہر ممکن حد تک۔

س:۔ یہاں تک کہ امریکی آئین میں قانون کے مطابق ترامیم کی کوشش بھی کی جائے گی؟

ج: ۔ اگر یہاں جمہوری عمل جاری رہے اور جمہوری عمل میں حکومت فاشسٹ ہتھکنڈوں سے خلل نہ ڈالے اور یہ کہ سوشلسٹ نظریات رکھنے والی لوگوں کی اکثریت جمہوری عمل کے نتیجے میں فتح حاصل کر سکتی ہو تو میرے خیال سے وہ آئین میں جمہوری طریقے سے وہ ترامیم کر سکتے ہیں جو نئی حکومت کی ضروریات پوری کرتی ہوں۔قدرتی طور پر کچھ اہم نوعیت کی ترامیم کرنا پڑیں گی البتہ آئین کے کچھ حصے ایسے ہیں جن کو میں پارٹی پروگرام میں لکھنا چاہوں گا مثلاً بل آف رائٹس (Bill of Rights) ہے جس پر ہم یقین رکھتے ہیں۔ آئین کا وہ حصہ جو نجی ملکیت کو تحفظ فراہم کرتا ہے' ہم جس معاشرے کا خواب دیکھتے ہیں اس میں بڑی صنعتوں پر نجی ملکیت کو ختم کرنا ضروری ہے۔

س:۔مگر کیا آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں یا نہیں کہ اقلیت پرامن انقلاب کی اجازت نہ دے گی؟

ج: ۔ یہ ہماری رائے ہے۔ اس رائے کی بنیاد تاریخی مثالیں ہیں۔منظر سے ہٹنے سے قبل ہر مراعات یافتہ اقلیت نے' چاہے وہ کتنی ہی فرسودہ کیوں نہ ہو چکی ہو' اکثریت کی مرضی کو طاقت سے رد کرنے کی کوشش کی۔کل میں نے کچھ مثالیں دی تھیں۔

س:۔کیا......؟

ج: ۔ میں آپ کو ایک اور مثال دے سکتا ہوں۔ مثلاً ہنگری میں بالشویک انقلاب خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر مکمل پرامن انداز میں برپا ہوا۔

س:۔یہ کب کی بات ہے؟

ج:۔1919ء میں۔جنگ کے بعد وہاں جو حکومت بنی اس کا سربراہ کاونٹ کارولی

تھا- وہ ملک کے حالات نہ سنبھال سکا- اسے عوام کی حمایت حاصل نہ تھی لہٰذا وہ بطور سربراہ حکومت ہنگری کی بالشویک پارٹی دراصل اسے کمیونسٹ پارٹی کہنا چاہئے' کے سربراہ کے پاس گیا - وہ اس وقت جیل میں تھا- کارولی نے اسے پرامن اور قانونی طور پر حکومت بنانے کی دعوت دی - یہ بالکل ویسی ہی مثال ہے جیسا کہ فرانس کی پارلیمنٹ میں-یقیناًپیٹن حکومت سے قبل ......کابینہ کی تبدیلی-سو جب پرامن انداز میں اس سوویت حکومت کا قیام عمل میں آ گیا تو جاگیرداروں سرمایہ داروں کا مراعات یافتہ طبقہ اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا-انہوں نے حکومت کے خلاف مسلح لڑائی منظم کی اور یوں حکومت کا خاتمہ کر دیا- جو بڑا تشدد ہوا اس کا آغاز حکومت کی تبدیلی سے قبل نہیں بلکہ بعد میں ہوا-

س: -پارٹی میں کارل مارکس اور اس کے نظریات کیا حیثیت رکھتے ہیں؟

ج: --جن نظریات' معاشرتی تجزیے اور خیالات کو ہم سائنسی سوشلزم یا مارکسزم کہتے ہیں اور جن نظریات پر سائنسی سوشلزم کی تحریک آج تک استوار ہوئی ہے' کارل مارکس ان کا بانی ہے-

1848ء میں کمیونسٹ مینی فیسٹو میں اس کے نظریات کا خاکہ سامنے آیا اور پھر دیگر اہم تخلیقات بالخصوص سرمایہ میں' اس نے ان اصولوں کا بھرپور سائنسی تجزیہ کیا جو سرمایہ دارانہ معاشرے کو چلاتے ہیں' اس نے اس معاشرے کے ان تضادات کی نشاندہی کی جو بطور معاشرتی نظام اس نظام کے خاتمے کی بنیاد بنیں گے' اس نے واضح کیا کہ کس طرح مالک اور مزدور کے مابین مفادات کا تضاد ایک مسلسل طبقاتی تحریک کی نمائندگی کرے گا تاآنکہ مزدور غلبہ حاصل کر کے سوشلسٹ معاشرے کی بنیاد رکھ دیں گے-

گویا کارل مارکس ہماری تحریک کا بانی ہی نہیں بلکہ ہماری نظریات کا معتبر ترین علامہ ہے-

س: - کیا پارٹی کارل مارکس کی تمام تصانیف میں پائے جانے والی تمام تحریروں

کو مانتی ہے؟

ج: -نہیں- پارٹی نے کبھی ایسا نہیں کیا- ہم مارکس کو غلطی سے ماورا نہیں سمجھتے- پارٹی مارکس کے بنیادی خیالات ونظریات کو اپنے بنیادی خیالات ونظریات سمجھتی ہے- مگر یہ کوئی پابندی نہیں کہ پارٹی یا پارٹی ممبر مارکس سے اختلاف نہیں کر سکتے تا آنکہ بات بنیادی نظریات کی ہو-

س: -کیا یہ درست ہے کہ آپ مارکسی نظریات کی تشریح اور ان کا اطلاق موجودہ حالات کے مطابق کرتے ہیں؟

ج: -جی ہاں! ہم مارکسزم کو وحی یا عقیدہ نہیں سمجھتے -اینگلز نے اس کی وضاحت یوں کی کہ مارکسزم کوئی عقیدہ نہیں بلکہ عمل کے لئے ایک رہنما ہے یعنی یہ وہ طریقہ کار ہے جسے مارکسی طالب علموں کو سمجھنا چاہئے اور اس کا استعمال سیکھنا چاہئے-ممکن ہے کوئی شخص مارکس کا ہر خط اور ہر تحریر پڑھ ڈالے مگر وہ شخص بے کار ہے اگر وہ یہ نہ سیکھے کہ ان تحریروں کو اس کے دور میں کس طرح استعمال کرنا ہے- ایسے لوگ موجود ہیں اور انہیں ہم شیخی مار عالم کہتے ہیں-

س: -کیا آپ کمیونسٹ مینی فیسٹو سے شناسا ہیں یا نہیں؟

ج: -جی ہاں-

س: -کیا آپ کو یاد ہے...... غالباً یہ مینی فیسٹو کی آخری شق ہے جہاں مینی فیسٹو کے مشترکہ مصنفین اینگلز اور کارل مارکس لکھتے ہیں: ''ہم اپنے نصب العین چھپانے سے نفرت کرتے ہیں'' اور پر تشدد انقلاب بارے نشاندہی کرتے ہیں- کیا آپ کو یاد ہے؟

ج: -تحریر یوں ہے کہ ''ہم اپنے نصب العین چھپانے سے نفرت کرتے ہیں- ہم کھل کر کہتے ہیں کہ یہ نصب العین موجودہ معاشرتی اداروں کے بالجبر خاتمے سے ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں''-

س: -کمیونسٹ مینی فیسٹو کب لکھا گیا؟

ج:-1848ء میں-

س: -کمیونسٹ مینی فیسٹو کے بعد کیا کبھی مارکس نے جمہوری ممالک میں پرامن انقلاب کی بابت کبھی کچھ لکھا؟

ج:-جی ہاں-

س:-کہاں؟اور جیوری کو واضح کیجئے کہ کیا لکھا؟

ج: -سب سے معتبر حوالہ اور تشریح تو مارکس کی قابل فخر تصنیف سرمایہ کا ابتدائیہ ہے-یہ ابتدائیہ اینگلز نے لکھا جو مارکس کا ساتھی کارکن اور کمیونسٹ مینی فیسٹو کا شریک مصنف تھا-دنیا بھر میں مارکسی تحریک اسے مارکسی نظریات وخیالات کا جزو سمجھتی ہے-درحقیقت اینگلز نے کارل مارکس کی وفات کے بعد سرمایہ کی دوسری اور تیسری جلد کی تالیف اور ایڈیٹنگ کی-

س:-اس ابتدائیہ میں اینگلز نے کیا کہا؟

ج:-اینگلز نے جو ابتدائیہ لکھا وہ سرمایہ کے انگریزی ترجمے کے لئے تھا اور اسے انگریز قارئین کے لئے پیش کیا جارہا تھا-اینگلز نے کہا......میرے خیال سے میں اینگلز کو حرف بہ حرف دہرا سکتا ہوں......کہ اس کے خیال میں ایک ایسے شخص کی تصنیف جو عمر بھر اس رائے کا حاصل رہا کہ کم ازکم برطانیہ میں معاشرتی تبدیلی پرامن اور قانونی ذرائع سے آسکتی ہے' اس کے خیال میں یہ حق رکھتی ہے کہ انگریز عوام کی توجہ حاصل کرے-اینگلز نے لگ بھگ یہ کہا تھا-

س:-برطانیہ کے بارے میں مارکس کی یہ رائے کیوں تھی؟

ج:-اس لئے کہ برطانیہ مطلق العنان ریاستوں سے اپنے پارلیمانی نظام'جمہوری عمل اور سیاسی عمل کے لئے شہری آزادیوں کے باعث مختلف تھا-

س: -کیا یہ درست ہے کہ جب مارکس اور اینگلز نے 1848ء میں کمیونسٹ مینی فیسٹو لکھا تو اس وقت براعظم یورپ میں کوئی جمہوریہ موجود نہ تھی؟

ج:-پورا یورپ انقلابات کی لپیٹ میں تھا-

س:-اور کوئی جمہوری عمل موجود نہ تھا؟

ج:-کم از کم اس مستحکم انداز میں نہیں جس طرح کہ برطانیہ میں تھا-میرے خیال سے ضروری ہے کہ میں جس ابتدائیہ کا ذکر کر رہا ہوں اس کے حوالے سے یہ اضافہ کروں کہ اینگلز نے ان ریمارکس جن کا میں نے پہلے ذکر کیا کے بعد کہا: ''یقیناً مارکس نے قدیم وضع اور محروم حکمران طبقے کی جانب سے غلام داری نظام جاری رکھنے کے لئے بغاوت کو خارج از امکان قرار نہیں دیا تھا''یعنی اقتدار کی منتقلی کے بعد-

عدالت: معاف کیجئے گا مسٹر کینن! کیا آپ برائے مہربانی غلام داری نظام جاری رکھنے کی اصطلاح کی اہمیت بیان کریں گے؟

گواہ: جی ہاں-میرے خیال سے مارکس کے ذہن میں امریکی خانہ جنگی تھی-مارکس اور اینگلز نے بہت دھیان سے امریکی خانہ جنگی کا جائزہ لیا اور اس کے بارے میں نیو یارک ٹربیون میں خوب لکھا-ان تحریروں کا مجموعہ' جو سیاسی بھی ہیں اور فوجی بھی' کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے اور ہماری تحریک میں ایک کلاسیک کی حیثیت رکھتا ہے-اور جب مارکس ''غلام داری نظام جاری رکھنے کے لئے بغاوت کا ذکر کرتا ہے تو اس کے ذہن میں امریکی خانہ جنگی کی مثال تھی جو اس کے خیال میں جنوب کے غلام داروں کی جانب سے نظام غلامی جاری رکھنے کے لئے بغاوت تھی-یقیناً اس کا کہنا یہ نہیں تھا کہ انگریز بورژوازی غلاموں کی اس طرح سے مالک ہے مگر یہ کہ وہ مزدوروں کا استحصال کرتی ہے-

س:-آپ کے خیال میں سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے پرنسپلز آف ڈیکلریشن اور کارل مارکس کے نظریات میں کیا تعلق ہے؟

ج:-میں یہ کہوں گا کہ ہم جہاں تک مارکسی نظریات کو سمجھتے ہیں اس کے مطابق ڈیکلریشن امریکی معاشرتی مسائل کو مارکسی نظریات و خیالات کے مطابق حل کرنے

کا نام ہے۔

س: ۔گویا ڈیکلریشن آف پرنسپلز کارل مارکس کے بنیادی نظریات پر مبنی ہے؟

ج: ۔جی ہاں! ہم اسے ایک مارکسی ڈاکومنٹ سمجھتے ہیں۔

س: ۔پارٹی لینن کو کیا حیثیت دیتی ہے؟

ج: ۔لینن ہماری نظر میں مزدور تحریک اور انقلاب روس کا سب سے بڑا عملی لیڈر تھا مگر نظریاتی میدان میں وہ مارکس کا ہم پلہ نہیں۔لینن مارکس کا چیلہ تھا نہ کہ نظریہ ساز۔ بلاشبہ اس نے اہم نظریات میں حصہ ڈالا مگر آخری دم تک اس نے عالمی مارکسی تحریک میں مارکس کو ہی بنیاد بنایا۔احترام کے حوالے سے اس کی وہ حیثیت ہے جو مارکس کی ہے مگر دونوں کے معیار میں فرق ہے۔

س: ۔کیا پارٹی یا پارٹی ممبر لینن کی ہر رقم کی ہوئی اور شائع شدہ تحریر سے اتفاق کرتے ہیں؟

ج: ۔نہیں۔جو رویہ مارکس کی جانب ہے وہی لینن کی جانب ہے۔یعنی وہ بنیادی نظریات جن پر لینن نے عمل کیا' جن کو اس نے لاگو کیا اور جن پر وہ عمل پیرا رہا' ہماری تحریک ان کی حمایت کرتی ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی ہر تحریر سے اتفاق کیا جائے یا یہ کہ پارٹی ممبر انفرادی حیثیت میں اہم حوالوں پر لینن سے اختلاف نہیں کر سکتے اور پارٹی میں ایسا کئی بار ہوا ہے۔

س: ۔اچھا یہ بتائے کیا یہ درست ہے کہ سوویت روس میں کمیونسٹ حکومت ہے؟

ج: ۔ہمارے خیال کے مطابق نہیں۔

س: ۔کیا یہ درست ہے کہ سوویت روس میں کمیونزم ہے؟

ج: ۔نہیں سوویت روس میں ہرگز بھی کمیونزم نہیں۔

س: ۔کیا سوویت روس میں سوشلزم ہے؟

ج: ۔نہیں ......اوں یوں ہے کہ میں اس کی یہاں وضاحت کرنا چاہوں گا۔سوشلزم

اورکمیونزم مارکسی تحریک میں ایسی اصطلاحیں ہیں جن کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کچھ لوگ دونوں میں یہ فرق کرتے ہیں مثلاً لینن نے سوشلزم کی اصطلاح کمیونزم کے پہلے مرحلے کے لئے استعمال کی مگر کسی اور معتبر شخص نے یہ اصطلاح استعمال نہیں کی۔ میں ذاتی طور پر سوشلزم اور کمیونزم کی اصطلاحات کو ایک دوسرے کا متبادل سمجھتا ہوں اور میرے خیال سے ان سے مراد غیر طبقاتی معاشرہ ہے جس کی بنیاد منصوبہ بند پیداوار پر ہوگی جو سرمایہ دارانہ نظام سے مختلف ہے اور جس کی بنیاد ملکیت اور پیداوار برائے منافع کے اصول پر ہے۔

س: ۔کیا یہ ممکن ہے کہ سوشلسٹ معاشرہ میں اس قسم کی آمریت موجود ہو جیسی کہ اس وقت سٹالن نے قائم کر رکھی ہے؟

ج: ۔نہیں۔ مارکس اور اینگلز کے مطابق جب آپ 'غیر طبقاتی' سوشلسٹ اور کمیونسٹ معاشرے میں داخل ہوتے ہیں تو انسانی معاملات میں حکومت کا کردار کم ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ حکومت تحلیل ہو جاتی ہے اور اسکی جگہ انتظامی ادارہ لے لیتا ہے جو لوگوں کے خلاف جبر استعمال نہیں کرتا۔

ہماری تعریف کے مطابق حکومت کی اصطلاح طبقاتی معاشرے کا اظہار ہے۔یعنی ایک طبقہ بالادست ہے اور دوسرا طبقہ محکوم۔اس کا اطلاق سرمایہ دار حکومت پر بھی ہوتا ہے جو ہمارے خیال سے سرمایہ داری کے مفادات کی نمائندگی کرتی ہے اور مزدوروں کسانوں پر جبر کرتی ہے اور اس کا اطلاق مزدور کسان حکومت پر ہی ہوتا ہے جو انقلاب کے فوری بعد مزدوروں کسانوں کے مفادات کی نگرانی کرتی ہے اور محروم شدہ سرمایہ دار طبقے کی جانب سے اختیار و حکومت حاصل کرنے کی کوششوں کا خاتمہ کرتی ہے۔مگر ایک بار جب استحصالی طبقے' جس کا وقت پورا ہو چکا ہو' کی مزاحمت دم توڑ دیتی ہے اور اس کے افراد نئے معاشرے کا حصہ بن جاتے ہیں' اس میں اپنا مقام پا لیتے ہیں اور طبقاتی جدوجہد جو ہر طبقاتی معاشرے کے حاوی عنصر ہے' طبقاتی فرق کے خاتمے کی

وجہ سے ختم ہوجاتی ہے تو اس کے ساتھ حکومت بھی تحلیل ہوجاتی ہے- مارکس اور اینگلز کا عمیق نظر یہ یہ ہے اوران کے تمام پیرو کار اس کو مانتے ہیں-

س: -کیا لینن نے کسی تحریک کے لئے ''بلانکی ازم'' کی اصطلاح بھی استعمال کی؟

عدالت: وہ کیا ہے؟

مسٹر گولڈ مین: بلانکی ازم-

گواہ: جی ہاں-لینن نے انقلاب روس کے دوران کئی بار کہا'' ہم بلانکی اسٹ نہیں ہیں-''

س: -بلانکی ازم سے کیا مراد ہے؟

ج: - بلانکی فرانسیسی انقلابی تحریک کی ایک شخصیت تھی جس کے پیروکار 1871ء کے پیرس کمیون میں شامل تھے- بلانکی پارٹی اور انقلاب بارے اپنی نظریات رکھتا تھا اور مزدور تحریک کے طالب علم اس کے نظریات کو بلانکی ازم کے نام سے یاد کرتے ہیں-

س: -اس کے نظریات کیا تھے؟

ج: - اس کا نظریہ تھا کہ مستقل مزاج افراد کا ایک چھوٹا گروہ جو زبردست ڈسپلن کا حامل ہو بغاوت کی شکل میں انقلاب برپا کرسکتا ہے-

س: - بغاوت سے کیا مراد ہے؟

ج: - اقتدار پر قبضہ' ایک چھوٹے' مستقل مزاج' منظم گروہ کا اقتدار پر قبضہ جو عوام کے لئے انقلاب برپا کریں-

س: -لینن نے اس بارے میں کیا کہا؟

ج: -لینن نے اس نقطہ کی مخالفت کی اور اس کے مضامین ان مخالفین کی الزام تراشی کے جواب میں لکھے گئے جو بالشویکوں پر الزام لگا رہے تھے کہ بالشویک اکثریت کے بغیر اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں- اس نے کہا: '' ہم بلانکی اسٹ نہیں'' ہم عوامی پارٹیوں اور عوامی تحریکوں پر انحصار کرتے ہیں اور جب تک ہم اقلیت میں ہیں ہم جبر کے ساتھ

مسائل کی تشریح کرتے رہیں گے تا آنکہ ہمیں اکثریت حاصل ہو جائے اور جب تک ہم اقلیت میں ہیں ہم تمہاری حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش نہیں کریں گے۔تم ہمارے پاس تحریر وتقریر کی اور نظریات پھیلانے کی آزادی رہنے دو اور تمہیں ہماری طرف سے بلانکی اسٹ بغاوت کی فکر نہیں ہونی چاہئے۔ بغاوت سے جیسا کہ میں نے پہلے وضاحت کی مراد اقتدار پر اچانک ایک چھوٹے گروہ کا قبضہ ہے جو خفیہ حربے استعمال کرتا ہے۔

انقلاب روس کی حمایت میں آگے آنے والوں کے نظریات جامع نہ تھے

س:۔ گویا لینن نے عوامی پارٹیوں اور ان پارٹیوں کے لئے عوامی حمایت پر انحصار کیا۔ کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ جی ہاں۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کے ابتدائی دور میں، یہ وہ دور ہے جس سے میں ذاتی مشاہدے اور تحریک میں ذاتی شمولیت کی بنا پر واقف ہوں۔ لینن نے ہمیشہ اس نظریے پر زور دیا نہ صرف روسی ناقدین کے مقابلے پر بلکہ ایسے بے شمار افراد اور گروہوں کے مقابلے پر بھی، جو انقلاب روس کی حمایت میں آگے آئے مگر ان کے نظریات جامع نہ تھے۔ مثلاً جرمنی میں مارچ 1921ء میں جرمن پارٹی نے، جو اس وقت تک قائم ہو چکی تھی، عوامی حمایت کے بغیر سرکشی کی کوشش کی۔ ہماری تحریک کے عالمی لٹریچر میں اس واقعہ کو "مارچ ایکشن" کا نام دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار کو چند جرمن لیڈروں کے اس نظریئے کو کہ وہ اپنی مستقل مزاجی اور قربانیوں سے انقلاب برپا کر سکتے ہیں، اس سارے نظریئے کو "مارچ ایکشن" اور اس سے وابستہ تمام نظریات کو لینن اور ٹراٹسکی کی تحریک پر کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تیسری کانگرس میں تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ انہوں نے اس تھیوری کو رد کر کے اس کے مقابلے پر عوامی پارٹیوں، عوامی تحریکوں اور اکثریت حاصل کرنے کی سوچ کو پیش کیا۔

انہوں نے جرمن پارٹی کو دس لاکھ ممبر کا نعرہ دیا۔ کمنٹرن کے چیئرمین زینویف نے

جرمن مسئلے پر اپنا ایک بڑا نظریہ پیش کیا کہ جرمن پارٹی کے بے صبر انہیں ہونا چاہیے اور اسے تاریخ کو مجبور نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایجی ٹیشن اور پراپیگنڈے میں مصروف ہو کر پارٹی کیلئے دس لاکھ ممبروں کا نصب العین متعین کرنا چاہئے۔

س:۔کیا یہ دس لاکھ ارکان نے خود سے انقلاب برپا کر دیئے؟

ج:۔یقیناً نہیں۔لینن کو یہ توقع نہ تھی کہ لوگوں کی اکثریت پارٹی ممبر بن جائے گی بلکہ یہ کہ ان کی اکثریت پارٹی کی حامی بن جائے گی۔جب اس نے بلکہ اس کے نائب زینو یف جو کمیونسٹ انٹرنیشنل کا چیئرمین تھا، نے ''جرمن پارٹی میں دس لاکھ ممبرز'' کا نعرہ دیا تو یہ اس جانب اشارہ تھا کہ جب تک عددی لحاظ سے ان کی پارٹی بڑی پارٹی نہ ہو گی، انہیں لوگوں کی اکثریت کی حمایت حاصل نہ ہو سکے گی۔

س:۔لیون ٹراٹسکی کے سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے ساتھ اگر کوئی تعلقات رہے ہیں تو وہ کیا تھے؟

ج:۔ 1928ء میں جب ہمارے دھڑے کو کمیونسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا تو ہم ٹراٹسکی کا پروگرام قبول کر چکے تھے۔ہم ٹراٹسکی کے پروگرام کی اسے ملنے سے بہت پہلے ہی سے حمایت کر رہے تھے۔اسے روسی پارٹی سے نکال دیا گیا تھا اور الما آتا کے ویران ایشیائی علاقے میں جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ہمارا اس سے کوئی رابطہ نہ تھا۔ہمیں نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے، زندہ بھی ہے یا نہیں، مگر ہمارے پاس اس کا ایک اہم پروگرامیٹک ڈاکومنٹ موجود تھا جس کا عنوان تھا ''کمنٹرن کے ڈرافٹ پروگرام کی تنقید'' اس کتاب میں سٹالن کے مقابلے پر اس کے بنیادی نظریات کو تفصیل سے لکھا گیا تھا۔ہم نے اس پروگرام کو اپنے پروگرام کے طور پر قبول کیا اور شروع سے ہی ہم نے خود کو ٹراٹسکی کا دھڑا قرار دیا۔ہم نے چھ ماہ تک بغیر ٹراٹسکی سے کوئی رابطہ ہوئے کام کیا یہاں تک کہ اسے ترکی (قسطنطنیہ) جلاوطن کر دیا گیا اور وہاں ہمارا اس سے بذریعہ خط رابطہ ہوا۔بعد ازاں پارٹی کے مختلف اہم راہنماؤں نے اس سے ملاقات کی۔ہماری اس سے اکثر خط

وکتابت رہتی، خط وکتابت کے ذریعے اور پارٹی ممبروں کی ملاقاتوں کے ذریعے، ہمارا ٹراٹسکی سے قریبی تعلق تھا اور ہم نے اسے ہمیشہ نظریہ دان اور اپنی تحریک کا استاد مانا۔

س:۔ٹراٹسکی سے آپ کی پہلی ملاقات کب ہوئی؟

ج:۔ 1934ء میں فرانس میں پہلی دفعہ میں نے اس سے ملاقات کی یعنی پارٹی سے ہماری اخراج کے بعد پہلی دفعہ۔

س:۔سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے نظریات وضع کرنے میں ٹراٹسکی نے اگر کوئی کردار ادا کیا تو وہ کیا تھا؟

ج:۔اس نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ گوٹراٹسکی نے ہمارے پارٹی ڈاکومنٹ نہیں لکھے مگر عصر حاضر کے حوالے سے اس نے مارکسی نظریات کی جو تشریح کی، ہمارے لئے وہ نظریہ سازی کا ایک ذریعہ تھی اور ہم نے اسے امریکی اصطلاحات میں ڈھال کر پیش کیا اور اسے امریکی حالات پر لاگو کرنے کی کوشش کی۔

س:۔کیا ان دنوں ٹراٹسکی نے متحدہ امریکہ کے حالات وواقعات کے بارے کچھ لکھا؟

ج:۔مجھے نہیں یاد کہ ان دنوں امریکہ کے بارے میں اس نے کوئی خاص لکھا ہو۔

س:۔کیا ان دنوں کبھی اس نے آپ کو بتایا کہ امریکہ میں آپ کے گروپ کو کیا اقدامات کرنے چاہیں؟

ج:۔جی ہاں! ان دنوں ایک اختلافی مسئلہ یہ تھا کہ امریکہ میں ہمارے گروپ کس قسم کے کام میں ملوث ہوں۔

ٹراٹسکی اس خیال کا حامی تھا کہ ہمارا گروپ ان ابتدائی دنوں میں خالص پراپیگنڈہ کا کام کرے نہ کہ جسے ہم عوامی کام کہتے ہیں۔ہم سوائے پرچہ چھاپنے اور کچھ لوگوں کو اپنے بنیادی نظریات کی طرف مائل کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔حالات نے ہمارے گروپ کو روٹین پراپیگنڈے کا جزانہ کام سونپ دیا تھا اور ٹراٹسکی اس کا حامی تھا۔

س:۔ٹراٹسکی سے آپ کا زیادہ رابطہ کب ہوا؟

ج:۔ٹراٹسکی کو فرانس سے نکام دیا گیا تو وہ ناروے چلا گیا۔وہاں سے بھی نکال دیا گیا اور آخرصدر کارڈنیاس کی وجہ سے اسے میکسیکو میں پناہ ملی۔

اگر میں درست ہوں تو میرے خیال سے یہ جنوری 1937ء کی بات ہے۔اس کے بعد وہ 21 اگست 1940ء تک میکسیکو میں رہا تا آنکہ اسے قتل کر دیا گیا۔میں وہاں اسے دو دفعہ ملنے گیا۔ایک بار 1938ء میں اور دوبارہ 1940ء کے موسم گرما میں۔دیگر پارٹی عہدیدار اور ممبر اس سے عموماً ملتے رہتے۔میرا اور دیگر پارٹی ممبروں کا خط و کتابت کے ذریعے اس سے قریبی رابطہ رہا اور میں یہ کہوں گا کہ جب وہ میکسیکو آ گیا تو ہمارا اس سے قریبی رابطہ رہا۔

س:۔ٹراٹسکی کی حفاظت اور اخراجات کیلئے سوشلسٹ ورکرز پارٹی نے کیا کہا؟

ج:۔ہمیں معلوم تھا کہ ٹراٹسکی سٹالن کے نشانے پر ہے۔سٹالن عملی طور پر انقلاب کے تمام اہم رہنماؤں کو عدالتوں،جھوٹے مقدموں وغیرہ کے ذریعے ختم کر چکا تھا۔ہمیں معلوم تھا کہ ٹراٹسکی جو سٹالن کا سب سے بڑا مخالف تھا،اس کے قتل کا فیصلہ ہو چکا ہے اور ہم نے اس کی حفاظت کیلئے اقدامات کیے۔ہم نے ایک خصوصی کمیٹی بنائی جس کا مقصد اس کام کیلئے فنڈ اکٹھا کرنا تھا۔ہم نے گارڈز فراہم کیے،سرمایہ فراہم کیا تاکہ جس حد تک ممکن ہو اس کے گھر کو ایک قلعے میں بدل دیا۔ہم نے اس کے لئے گھر خریدنے کی خاطر فنڈ اکٹھے کیے۔جو گارڈز وہاں بھیجے گئے ان کے اخراجات کیلئے فنڈ مہیا کیے اور عمومی طور پر اس کی حفاظت اور اس کے کام کو ممکن بنانے کیلئے جو ہو سکتا تھا وہ کیا۔

س:۔ٹراٹسکی سے ملاقاتوں کے دوران کس نوعیت کی بحثیں ہوئیں؟

ج:۔عالمی تحریک کے تمام اہم مسائل پر بحث ہوئی۔

س:۔امریکی مزدور تحریک کے کسی مسئلے پر بھی بات ہوئی؟

ج:۔جی ہاں

س:۔کیا آپ نے کبھی لوکل 544 اور یونین ڈیفنس گارڈز پر بھی بات کی۔

ج:۔نہیں! 544 ڈیفنس گارڈز کے حوالے سے کبھی اس کے ساتھ میری بات نہ ہوئی۔ہم نے اس کے ساتھ عمومی طور پر یونین ڈیفنس گارڈز کے موضوع پر بات کی۔ میرے خیال سے یہ 1938ء کی بات ہے۔

س:۔کیا آپ کے ذاتی علم میں ہے کہ ٹراٹسکی سے بے شمار لوگ ملنے آتے تھے؟

ج:۔جی ہاں! مجھے معلوم ہے کہ ٹراٹسکی بے شمار لوگوں سے ملتا اور مجھے یہ اس لئے معلوم ہے کہ میں بطور پارٹی سیکرٹری ان لوگوں کو تعارفی خط دیا کرتا تھا جو اس سے ملنا چاہتے تھے۔اس کے ملنے والوں میں ہمارے ممبر ہی نہیں بلکہ صحافی، اساتذہ، میکسیکو کا دورہ کرنے والی ہسٹری کی ایک کلاس اور جب وہ میکسیکو میں تھا تو مختلف رائے رکھنے والے مختلف لوگ اس سے ملتے۔

س:۔کیا ٹراٹسکی سے آپ کی جو بحثیں ہوئیں ان کی نوعیت سیاسی تھی کیا یہ درست ہے؟

ج:۔جی ہاں۔جنگ، فاشزم،ٹریڈ یونین!

س:۔ان بحثوں کا پارٹی سرگرمیوں یا پارٹی کی کسی مخصوص یونٹ سے تعلق نہ تھا؟

ج:۔نہیں۔مجھے نہیں یاد کہ ٹراٹسکی کبھی یونٹوں کے بارے تفصیل میں گیا ہو۔

س:۔ٹراٹسکی کس قدر معروف آدمی تھا؟

ج:۔میں اس سے زیادہ معروف شخص کو کبھی نہیں ملا۔اپنے سیاسی کام، بے شمار خطوط کتابت اور صحافت کام کے علاوہ اس نے ہمارے لئے بے شمار مضامین اور پمفلٹ لکھے۔وہ بے شمار اخبارات ورسائل مثلاً نیویارک ٹائمز سیٹر ڈے ایوننگ پوسٹ،لبرٹی اور دیگر رسائل کیلئے لکھتا۔ اس کے علاوہ 1929ء میں جب سے ترکی جلا وطن کیا گیا تب سے لیکر 1940ء میں اپنی موت تک، گیارہ سالوں میں اسے نے جو لکھا اس کا حجم ایک ایسے کل وقتی لکھاری سے کہیں زیادہ ہے جو لکھنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتا۔اس نے انقلاب

روس کی تاریخ پر تین ضخیم جلدیں لکھیں اور ادبی کام کے حوالے سے کسی بھی لکھاری کیلئے یہ عمر بھر کا کام ہوتا۔ اس نے ''انقلاب سے غداری'' نامی ایک پوری کتاب لکھی، اپنی سوانح عمری لکھی اور اس عرصے میں اس نے بے شمار چھوٹی موٹی کتابیں، پمفلٹ اور مضامین لکھے۔

س:۔تو کیا پارٹی نے کبھی پالیسی اور سرگرمیوں کے حوالے سے اٹھنے والے مسائل سے اسے پریشان نہ کیا؟

ج:۔میرے علم کے مطابق نہیں۔ مجھے معلوم ہے میں نے کبھی نہیں کیا۔

س:۔کیا آپ جیوری اور عدالت کو بتائیں گے کہ ورکرز ڈیفنس گارڈز پر سوشلسٹ ورکرز پاٹی کا کیا موقف ہے؟

ج:۔پارٹی اس بات کی حمایت کرتی ہے کہ جہاں مزدوروں کی تنظیم یا ان کے اجلاس کو غنڈہ گردی کا خطرہ ہو وہاں وہ ڈیفنس گارڈز تشکیل دیں۔ مزدوروں کو ہرگز یہ اجازت نہیں دینی چاہیے کہ کو کلاکس کلین، وائٹ شرٹس یا دیگر فاشسٹ غنڈے اور رجعتی ان کے جلسے الٹائیں ان کے دفتر میں توڑ پھوڑ کریں اور ان کے کام میں مداخلت کریں بلکہ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی گارڈز تشکیل دیں اور جہاں ضروری ہو اپنا دفاع کریں۔

س:۔آپ جس گروپ کے ممبر ہیں اس کی جانب سے ورکرز ڈیفنس گارڈز کا نظریہ کتنا عرصہ قبل پیش کیا گیا؟

ج:۔یہ نظریہ، جسے ہم نے ایجاد نہیں کیا، میں تیس سال سے جانتا ہوں جب سے میں مزدور تحریک میں آیا ہوں۔ ابھی میں نے انقلاب روس بارے سنا بھی نہیں تھا تب سے میں مزدوروں کو منظم ہوتے دیکھتا رہا ہوں اور اس سلسلے میں ان کی مدد کرتا رہا ہوں۔

س:۔کیا سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے قیام سے قبل کبھی ٹراٹسکی اسٹ گروپ نے اس قسم کی گارڈز تشکیل دینا شروع کی؟

ج:۔جی ہاں! 1929ء میں اپنی تشکیل کے پہلے سال میں کمیونسٹ پارٹی نے سٹالن

کے حامیوں نے تشدد کے ذریعے ہمارے اجلاس الٹانے کی کوشش کی۔ انہوں نے ہمارے کئی اجلاس الٹائے اور اس کا جواب ہم نے ورکرز ڈیفنس گارڈز بنا کر دیا تا کہ ہم اپنے اجلاسوں کی حفاظت کر سکیں۔ اس گارڈز میں ہم نے ٹراٹسکی اسٹوں کو ہی نہیں بلکہ ان دیگر مزدور تنظیموں کو بھی شامل ہونے کی دعوت دی جن کے اجلاس سٹالن کے حامی الٹا دیتے تھے۔ مجھے ذرا اس کی وضاحت کرنے دیجئے۔ ان دنوں ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ سوشلسٹ پارٹی، اے ڈبلیو پرولتاری نامی ایک چھوٹے گروپ اور ہر اس گروپ کے اجلاس پر دھاوا بول دیتے جو ان سے اتفاق نہیں کرتا تھا۔ وہ سٹالن کے کلیئے پر عمل پیرا تھے کہ مخالف کو توڑ دو لہٰذا بغیر کسی کی بنائی ہوئی تھیوری کے ہم نے اپنے اجلاسوں کی حفاظت کیلئے ڈیفنس گارڈز تشکیل دی۔ میں نے سر راہ یہاں یہ اضافہ بھی کرنا چاہوں گا کہ ہم نے اپنے اجلاسوں کی خوب حفاظت کی اور غنڈہ گردی رک گئی گو اس کیلئے کچھ سر ضرور پھٹے مگر ان دنوں میں اس پر بہت خوش تھا۔

س:۔ میں 1928ء اور 1930ء کا نشان زدہ ملیٹنٹ آپ کو دکھاتا ہوں، آپ اسے دیکھ کر یاد کیجئے اور جیوری کو بتایئے کہ کن موقعوں پر ٹراٹسکی اسٹ گروپ نے ورکرز ڈیفنس کونسل تشکیل دی۔ مضمون پڑھئے اور جیوری کو جواب دیجئے۔ جیوری کو مضمون سنانے کی ضرورت نہیں۔

ج:۔ پہلا مضمون یکم جنوری 1929ء کا ہے۔ اس میں اس اجلاس کا ذکر ہے جو نیو ہون، کونیکٹی کٹ میں ہوا اور میں نے اس سے خطاب کیا۔ اس کا عنوان ہے۔ ٹراٹسکی اور اپوزیشن پلیٹ فارم بارے سچ'' یہ مضمون اس اجلاس کی رپورٹ پر مبنی ہے۔

س:۔ مسٹر کینن! اسے پڑھئے اور پھر جیوری کو بتائے کہ آپ کو اس حوالے کیا یاد آتا ہے؟

ج:۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے، انہوں نے غنڈوں کا ایک گروہ بھیجا جس نے اجلاس پر دھاوا بول دیا اور مجھے میری تقریر بھی مکمل نہ کرنے دی، انہوں نے ہنگامہ کھڑا کر دیا اور

اس ہنگامے کے دوران پولیس پہنچ گئی اور اس نے اجلاس ختم کر دیا۔ یہ رپورٹ ہے 21 دسمبر 1929ء کو لیبر لاسٹیم، نیو ہیون، کونیکٹی کٹ میں ہونے والے اجلاس کی۔

س:۔ کیا اس کے بعد آپ نے ڈیفنس گارڈز تشکیل دی تا کہ اپنے اجلاسوں کی حفاظت کر سکیں؟

ج:۔ جی ہاں! یہیں ایک اور جلسے کی رپورٹ ہے جو 27 دسمبر کو فلاڈیلفیا میں ہوا۔ میکس شاٹ مان نے یہاں خطاب کیا۔ رپورٹ کے مطابق نیو ہیون سے سبق سیکھتے ہوئے انہوں نے ورکرز ڈیفنس گارڈز تشکیل دی جس نے جلسے کی حفاظت کی اور مقرر نے بغیر کسی مداخلت کے اپنا خطاب مکمل کیا۔

س:۔ کیا آپ نے کبھی ایسے جلسے سے خطاب کیا جس کی ورکرز ڈیفنس گارڈز نے حفاظت کی ہو؟

ج:۔ جی ہاں! یہاں (اشارے کرتے ہوئے) 15 جنوری 1929ء کا ملیٹنٹ ہے۔ اس میں کلیولینڈ، اوہیو میں ہونے والے اجلاس کی رپورٹ ہے جس پر میں ان دنوں بول رہا تھا "ٹراٹسکی اور روسی اپوزیشن بارے سچ" اور رپورٹ کے مطابق سٹالن کا ایک گینگ وہاں آ گیا اور اس اجلاس الٹانے کی کوشش کی، مقرر کو دھکے دیئے اور تشدد شروع کرنے کی کوشش۔

س:۔ کیا مقرر آپ نہیں تھے؟

ج:۔ میں مقرر تھا اور مجھے یاد ہے میری حفاظت گارڈز نے کی جو ہم نے مقرر کر رکھی تھی اور رپورٹ کے مطابق مزدوروں کے جتھے نے ہنگامہ کرنے والوں کو اجلاس سے نکال دیا اور مقرر نے آخر تک اپنا خطاب مکمل کیا۔

س:۔ کیا اس کے بعد بھی آپ نے کبھی کسی ایسے جلسے سے خطاب کیا جس کی حفاظت ورکرز ڈیفنس گارڈز نے کی ہو؟

ج:۔ جی ہاں! یہاں فروری 1929ء کے ملیٹنٹ میں ایک رپورٹ ہے جس میں

میاناپولیس میں ہونے والے دو اجلاسوں کا ذکر ہے جن سے میں نے خطاب کیا۔

س:۔کیا آپ کو یاد ہے ان اجلاسوں کا کیا بنا؟

ج:۔جی ہاں۔ پہلا اجلاس ایک ہال میں منعقد کرنے کی کوشش کی گئی۔ مجھے ہال کا نام یاد نہیں یہاں رپورٹ کے مطابق یہ اے او یو ڈبلیو ہال تھا۔ مجھے یاد ہے اجلاس شروع ہونے سے قبل سٹالن کے حامیوں کے ایک گروہ نے اجلاس پر دھاوا بولا اور آسکر کو ورکوز دوکوب کیا، میرے خیال سے آسکر گیٹ پر کھڑا ٹکٹ چیک کر رہا تھا، اس کے بعد وہ ہال میں زبردستی داخل ہو کر اگلی نشستوں پر بیٹھ گئے، ابھی لوگ آنے شروع نہیں ہوئے تھے، جوں ہی حاضرین جمع ہوئے اور میں اسٹیج پر پہنچ کر تقریر کرنے لگا، وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور دھکم پیل شروع کر دی تا آنکہ دوبدو لڑائی شروع ہوگئی اور مجھے اپنی تقریر کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

ہٹلر کے حامیوں کے مزدوروں پر حملے

اس رپورٹ کے مطابق

س: -آپ کو کیا یاد ہے؟

ج: - جی ہاں! پرچے کی اس رپورٹ کے مطابق ہم آئی ڈبلیو ڈبلیو کے ہال میں گئے' یہ ایک اور ترقی پسند تنظیم تھی جس سے ہم ملحق تو نہ تھے مگر وہ بھی ان سٹالنسٹ ہتھکنڈوں کا شکار تھی -ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا وہ اجلاس کی حفاظت کے لئے ہم سے تعاون پر تیار ہیں تا کہ میں ''ٹراٹسکی اور پوزیشن پلیٹ فارم'' کے موضوع پر بول سکوں کیونکہ میں اس موضوع کے حوالے سے ملکی دورہ کر رہا تھا -وہ متفق ہو گئے-

جنوری 1929ء میں میاناپولیس شہر میں ہم نے ورکرز ڈیفنس گارڈ تشکیل دی اور آئی ڈبلیو ڈبلیو نے ہمیں اپنا ہال استعمال کرنے دیا -واشنگٹن سٹریٹ میں کسی جگہ پر ان کا اپنا ہال تھا- ہم نے اس اجلاس کی خوب تشہیر کی اور کہا کہ اس اجلاس کی حفاظت ورکرز

ڈیفنس کونسل کرے گی۔اور مجھے یاد ہے وہاں ڈیفنس گارڈ تھے جو ڈنڈوں سے مسلح تھے جو ہال کے چاروں طرف کھڑے تھے' گارڈ نے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ کوئی اس اجلاس میں ہنگامہ کرنے کی کوشش نہ کرے۔اس ورکرز گارڈ کی حفاظت میں میں نے دو گھنٹے تقریر کی اور کوئی مداخلت نہ ہوئی۔

س:۔گویا آپ اپنے علم کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ ورکرز ڈیفنس گارڈ؟

ج:۔یہاں کچھ مزید رپورٹیں ہیں اگر آپ چاہیں۔یہ وہ دور ہے تا آنکہ ہم نے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کرلیا اور گارڈ کی ضرورت نہ رہی لہٰذا ہم نے اسے تحلیل کردیا۔

س:۔سوشلسٹ ورکرز پارٹی جس ڈیفنس گارڈ کی وکالت کرتی ہے اس کی بابت کسی خاص موقع پر پارٹی کیا ایکشن لیتی ہے؟

ج:۔ 1938-39 کے حالیہ دور میں ملک کے مختلف حصوں میں ہمیں نوخیز فاشسٹ تحریک کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

مختلف ناموں والی مختلف تنظیموں نے اس ملک میں ہٹلر کے نظریات کی تبلیغ شروع کردی اور مزدور اجلاسوں' یہودیوں' یہودی کی دکانوں کے خلاف عملی حملوں کے ہٹلر کے طریقہ کار اور آزادی تقریر کو پرتشدد طریقے سے دبانے کے طریقہ کار کو اپنانے کی کوشش کی۔

نیویارک میں یہ مسئلہ حساس صورت اختیار کرگیا۔مختلف بنڈ است اور اس سے وابستہ گروپوں نے یہ طریقہ کار اپنا لیا کہ جب ہماری پارٹی یا کوئی اور مزدور پارٹی شہری انتظامیہ کی اجازت سے جلسہ کرنے کی کوشش کرتی تو یہ اس جلسہ عام پر دھاوا بول دیتے۔ ان کی عادت تھی کہ وہ یہودی دکانداروں سے زیادتی کرتے' ان کا گھیراؤ کرتے' ان کو زدوکوب کرتے اور لڑائی کی دعوت دیتے وغیرہ وغیرہ۔ان دنوں ایک تنظیم سلور شرٹس ہر طرف پائی جاتی تھی۔نیویارک کے حوالے سے تو مجھے وہ یاد نہیں البتہ مغرب اور مغرب وسطی میں مختلف مقامات پر وہ موجود تھے۔

س: -کیا آپ کو کرسچین فرنٹ کے بارے میں کچھ یاد ہے؟

ج: -جی ہاں! نیویارک میں بنڈاسٹ‘ کرسچین فرنٹ اور دو تین دیگر فاشسٹ گروہ اس قسم کے کام کے لئے اکٹھے ہوئے -ان دنوں آزادی تقریر جرسی سٹی میں دستیاب نہ تھی- وہ شخص جس کا نام ہاگ ہے اور جو خود کو قانون کہتا تھا‘ اس نے عادت بنالی تھی کہ لوگوں کو شہر سے نکال باہر کرے اور اس نے اجازت دے رکھی تھی کہ جلسے درہم برہم کردیئے جائیں‘ جلسے الٹانے کا یہ کام بظاہر انتظامیہ نہیں کرتی تھی بلکہ ”بپھرے ہوئے شہری“ کرتے تھے جنہیں اس نے اور اس کے حواری گینگ نے منظم کر رکھا تھا- ملک میں ان دنوں زبردست بے چینی تھی اور فاشسٹ تحریک کے پھیلاؤ کی علامات موجود تھیں اور سوال یہ تھا کہ نہ صرف ہم خود اپنی حفاظت کس طرح کرسکتے ہیں بلکہ یہ کہ ٹریڈ یونینیں اپنی حفاظت کیسے کرسکتی ہیں- مثلاً جرسی سٹی میں گھیراؤ اور ہڑتال کا حق‘ شہری آزادیاں ان غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے دبائی جارہی تھیں-

جرمن اور اطالوی فاشسٹ تحریکوں کے تجربے سے‘ جو غنڈوں کے حملوں سے شروع ہوئیں اور لیبر یونینوں‘ تمام مزدور تنظیموں اور شہری آزادیوں کی مکمل تباہی پر منتج ہوئیں‘ ہم اس نتیجے میں پہنچے کہ فاشسٹوں کو اسی زبان میں جواب دیا جائے جو وہ سمجھتے ہیں اور ہمیں چاہئے کہ ہم مزدور اجلاسوں‘ دفتروں سے بچنے کے لئے ورکرز ڈیفنس گارڈز کا نعرہ بلند کریں- ہم نے اس موضوع پر ٹراٹسکی سے بات کی- اس کا کردار اس میں بنیادی طور پر یہ تھا کہ اس نے یورپ میں فاشسٹ تحریک کے ارتقاء کی وضاحت کی- مجھے یہ تو یاد نہیں کہ یہ سوچ اس نے دی البتہ یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اس نے اس خیال کی بھرپور تائید کی کہ ہماری پارٹی یونینوں کو تجویز کرے کہ جہاں انہیں غنڈہ گردی کا خدشہ ہے وہاں وہ ورکرز ڈیفنس گارڈ تشکیل دے کر اپنی حفاظت کریں-

س: -کیا یونینوں نے پارٹی کی نصیحت پر عمل کیا؟

ج: -مجھے یاد ہے کہ ہم نے دیگر ترقی پسند گروہوں اور کچھ یہودیوں کے ساتھ مل

کر۔(ان میں وہ یہودی بھی شامل تھے جو ہمارے سوشلسٹ پروگرام سے تو اتفاق نہ کرتے تھے مگر زندہ رہنے کے اپنے انسانی حق کو مانتے تھے۔) نیویارک میں ورکرز ڈیفنس گارڈ تشکیل دی۔ اس کا مقصد ہمارے اجلاسوں کی حفاظت نہ تھا بلکہ ان تمام تنظیموں کی حفاظت تھا جن کو خطرات لاحق تھے۔ برانکس میں ان شہریوں کی حفاظت بھی مقصود تھی جہاں یہ غنڈے یہودیوں کو ڈراتے اور ان کی بے عزتی کرتے۔ اس گارڈ کے ان غنڈوں کے ساتھ کئی جھگڑے اور لڑائیاں ہوئیں۔

اس کے بعد ملک کے حالات بدلنے لگے۔ ملک کے اقتصادی حالات کچھ بہتر ہوئے۔ جنگ یورپ نے توجہ اپنی جانب مبذول کرالی اور توجہ ان امریکی ہٹلروں سے ہٹ کر اس جنگ پر مذکور ہوگئی۔ فاشسٹ تحریک بے جان ہو کر رہ گئی' ہماری ورکرز ڈیفنس گارڈ کا نیویارک میں اب کوئی کام نہ رہ گیا لہٰذا یہ تحلیل ہوگئی۔ جہاں تک مجھے یاد ہے لاس اینجلس میں بھی اسی قسم کا تجربہ ہوا۔

س:۔ جہاں تک آپ جانتے ہیں کیا کسی انٹرنیشنل ٹریڈ یونین نے بھی یہ تجربہ کیا؟

ج:۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ جرمن ورکرز یونین میں یہ سوال اٹھا تھا اور اس کی پریشانی کی دو وجوہات تھیں اول یہ کہ بطور مزدور یونین فاشزم کا بڑھاؤ اس کے لئے ایک خطرہ تھا' دوم' اس کے ممبروں کی بڑی تعداد یہودیوں کی تھی جو ان غنڈوں کے اصل شکار سمجھے جاتے تھے۔ اس خیال کی حمایت میں نیویارک کی گارمنٹ لوکل میں ایک قرارداد منظور ہوئی تھی جسے سوچ بچار کے لئے انٹرنیشنل ایگزیکٹو بورڈ کو بھیجا گیا تھا' ہمارے کامریڈز' جنہوں نے یہ خیال پیش کیا تھا' اور انٹرنیشنل لیڈیز گارمنٹ ورکرز یونین کے مابین کچھ خط و کتابت اور بات چیت ہوئی تھی۔ میرا نہیں خیال کہ یہ کسی سرے لگی' اسے منفی سمجھیں یا مثبت' کیونکہ فاشسٹ تحریک کمزور پڑ گئی اور یہ مسئلہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

س:۔ لہٰذا ورکرز ڈیفنس گارڈ کا مسئلہ حالات میں تبدیلی کے باعث ختم ہوگیا؟

ج: - جی ہاں! ہم نے ورکرز ڈیفنس گارڈز کے پرپوزل کو اپنے پروگرام میں باقی رکھا- مجھے یقین ہے کہ ملیٹنٹ کے ادارتی صفحہ پر جہاں ہمارا پروگرام درج ہے وہاں یہ نقطہ بھی موجود ہے-

س: - اور ہمارے ملک میں ممکنہ فاشسٹ تحریک کی وجہ سے یہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے؟

ج: - جی ہاں! ان دنوں ہمارے پرچے کے صفحات بنڈا سٹوں اور کرسچین فرنٹ والوں کے بارے میں رپورٹوں اور مضامین سے بھرے ہوتے تھے مگر آپ اگر پرچے کی فائلوں کو دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ رفتہ رفتہ فاشسٹ تشدد کے بارے میں رپورٹیں کم ہوتی گئیں اور ورکرز ڈیفنس گارڈ کا مسئلہ ہمارے پرچے میں اٹھنا بند ہو گیا- کبھی کبھار اسے نعرے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے-

(مدعا علیہ کا ثبوت ایچ نشاندہی کے لئے مارک کیا جاتا ہے)

گواہ (جاری): مسٹر گولڈ مین! میں مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ جہاں تک میرے علم میں ہے ملک میں اس وقت ایسی کوئی ورکرز ڈیفنس گارڈ موجود نہیں جس سے ہمارے پارٹی ارکان وابستہ ہوں- مگر ہم اس سوچ کو عملی تربیت کے لئے زندہ رکھے ہوئے ہیں تاکہ اگر پرانے دنوں کے تجربات دہرائے جائیں تو ہم اپنا دفاع کر سکیں-

(مسٹر گولڈ مین یور آنر! میں مدعا علیہ کے ثبوت ایچ ون تا ایچ فائیو جو قرارداد بعنوان ''ورکرز ڈیفنس گارڈ پر کنونشن کی قرارداد'' کو بطور ثبوت پیش کرتا ہوں- یہ 7 جولائی 1939ء کو سوشلسٹ اپیل میں شائع ہوئی-)

عدالت: اسے وصول کیا جائے گا-

مسٹر گولڈ مین: میں اسے پڑھ کر سنانا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ گواہ نے اس کو بیان کر دیا ہے آپ گواہ کے بیان کو لے سکتے ہیں-

عدالت: میرے خیال سے ہم اس موقع پر وقفہ کرتے ہیں-

انقلاب روس، تشدد اور مارکسی نقطہ نظر

س: -مسٹر کینن! کیا انقلاب روس پر پارٹی کا کوئی باضابطہ موقف موجود ہے؟

ج: -جی ہاں-

س: -وہ موقف کیا ہے؟ کیا اس موقف کو کبھی باضابطہ دستاویز کی شکل بھی دی گئی ہے؟

ج: -یہ موقف ڈیکلریشن آف پرنسپلز کا حصہ ہے-

س: -یہ موقف کیا ہے؟

ج: -موقف یہ ہے کہ پارٹی

مسٹر شیون ہاٹ: ایک منٹ - میں اس بنیاد پر اس کی مخالفت کروں گا کہ گواہ نے کہا ہے یہ موقف ڈیکلریشن آف پرنسپلز کا حصہ ہے لہٰذا موقف اپنی وضاحت خود ہی کر دیتا ہے-

مسٹر گولڈن مین: ڈیکلریشن آف پرنسپلز کی وضاحت ہونی ہے-

عدالت: گواہ سوال کا جواب دے سکتا ہے-

کینن: ہم 1917ء کے انقلاب روس کی حمایت کرتے ہیں-ہم سمجھتے ہیں کہ انقلاب روس ان مارکسی نظریات کا اظہار ہے جن پر ہم یقین رکھتے ہیں-

س: -1917ء میں روس کے اندر کتنے انقلاب آئے؟

ج: -روسی کیلنڈر کے مطابق فروری میں اور جدید کیلنڈر کے مطابق مارچ میں روس کے اندر انقلاب آیا جو جدید کیلنڈر کے مطابق سات نومبر کو پرولتاری انقلاب کی شکل اختیار کر گیا-

س: -انقلاب روس کی بابت مارکسیوں کا عمومی موقف کیا ہے؟

ج: -وہی جو میں نے انقلاب کی حمایت میں یہاں بیان کیا ہے-

س: -اور ''حمایت'' سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج: - درحقیقت حمایت ہمارے موقف کی عاجزانہ تشریح ہے- ہم اسے انسانی تاریخ کا عظیم ترین اور ترقی پسندانہ ترین واقعہ سمجھتے ہیں-

س: -میرے خیال سے گزشتہ سوال کے جواب میں آپ نے کہا تھا کہ یہ انقلاب مارکسی نظریات کا مجسمہ اظہار تھا؟ اس کی وضاحت کیجئے-

ج: - ہماری نظر میں مارکسی تھیوری کا انقلاب روس کی صورت بھرپور اظہار ہوا- مارکسی تھیوری سے مراد ہے مزدور کسان حکومت کا قیام جو سرمایہ داری کی جگہ سوشلزم لاگو کرے اور انقلاب روس میں یہ سب کچھ ہوا-

س: -کیا آپ اس انقلاب کی اضالت بارے ہمیں بتائیں گے؟

عدالت: کس معیار کے مطابق؟

مسٹر گولڈ مین: میری مراد یہ ہے کہ گواہ وضاحت کرے انقلاب کیسے آیا کیونکہ سرکاری وکیل نے انقلاب روس کو ایک پرتشدد بغاوت کے طور پر پیش کیا جسے ایک اقلیت نے اکثریت کے خلاف برپا کیا جبکہ واقعات اس کے برعکس ہیں- میں چاہتا ہوں گواہ انقلاب کی نوعیت بیان کرے-

ج: - مارچ میں' شہروں کے اندر شہری اور کسان اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے زار وزارشاہی کا خاتمہ کر دیا-

س: - کیا اس عوامی سرکشی کی ذمہ دار کسی بھی صورت بالشویک پارٹی قرار دی جا سکتی ہے؟

ج: -نہیں مارچ انقلاب کے موقع پر بالشویک پارٹی بہت چھوٹا سا گروپ تھی-

س: -بالشوازم سے کیا مراد ہے؟

ج: - بالشویک روسی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے اکثریت- روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے اندر یہ لفظ سیاسی حیثیت اختیار کر گیا- 1903ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی ایک کانگرس ہوئی جس کے دوران پارٹی دو دھڑوں میں

بٹ گئی، اکثریتی دھڑا اور اقلیتی دھڑا - اکثریتی دھڑا بالشویک کہلایا جبکہ اقلیتی دھڑا مینشویک -

س: - یہ روسی زبان کے لفظ ہیں جن کا مطلب ہے اقلیت اور اکثریت؟

ج: - جی ہاں - وہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر دو علیحدہ پارٹیاں بن گئے - دونوں سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کہلاتے مگر آخر میں اپنے اپنے دھڑے کا نام بریکٹ میں لکھتے -

س: - کیا اب آپ بتائیں گے کہ اکتوبر، جدید کیلنڈر کے مطابق نومبر، 1917ء کے انقلاب کے دوران کیا ہوا؟

ج: - علم تواریخ کے مطابق جب عوام نے زارشاہی کا خاتمہ کر دیا تو مطلق العنانی کا ڈھانچہ بکھر کر رہ گیا - نئی حکومت تشکیل دی گئی مگر نئی حکومتی مشینری کا انحصار سوویتوں پر تھا جو انقلابی ابھار کے دوران سامنے آئے - پیٹروگراڈ میں مزدور اور سپاہی اپنا ڈیلی گیٹ جو ڈپٹی کہلاتا مرکزی کونسل میں بھیجتے - یہ مرکزی کونسل سوویت کہلاتی تھی - اسی طرح ماسکو اور دیگر شہروں میں بھی ہو رہا تھا - اس ادارے کو بااختیار تسلیم کیا گیا - زارشاہی کے خاتمے کے بعد جو حکومت تشکیل دی گئی اس کی سربراہی شہزادہ لیوف (Prince Lrof) کر رہا تھا جبکہ ملیکوف وزیر خارجہ تھا - اس حکومت کا انحصار سپاہیوں، مزدوروں اور کسانوں کی سوویتوں پر تھا - اپریل میں ورکرز سولجرز سوویتس (مزدوروں اور سپاہیوں کی سوویتیں) کی قومی کانفرنس ہوئی جس میں کل روسی مرکزی ایگزیکٹو کمیٹی کا انتخاب کیا گیا - مئی میں کسان سوویتوں کی کل روس کانگرس ہوئی اور ایک قومی ایگزیکٹو کمیٹی کا انتخاب کیا گیا -

س: - یہ سوویتیں آبادی کے کتنے حصے کی نمائندگی کرتی تھیں؟

ج: - یہ لوگوں کی بڑی اکثریت کی نمائندہ تھیں - اقلیت اور اکثریت کی اصطلاح میں بات کرنا میرے خیال سے ناممکن ہے - یہ نمائندے خود عوام ہی تھے - مزدور سپاہی سوویت اور کسان سوویت کی مرکزی ایگزیکٹو کمیٹیوں نے مل کر ایک ادارہ تشکیل دیا - یہ

ادارہ روس کا سب سے بااختیار ادارہ تھا اور کابینہ اس کی مرضی کے مطابق حکومت کرتی تھی۔سوویتوں کی کل روسی ایگزیکٹو کمیٹی نے مالیکوف کو برطرف کر دیا جو کہ بورژوازی کا نمائندہ تھا۔سوویت باڈی نے اس کی مخالفت اس کی خارجہ پالیسی کی وجہ سے کی۔اس نے کچھ خفیہ معاہدے کئے جن کا راز فاش ہو گیا لہٰذا اسے استعفیٰ دینا پڑا کیونکہ سوویتوں کی حمایت کے بغیر اس کے پاس کوئی اختیار نہ تھا اور میرے خیال سے یہ اسی طرح ہے جس طرح فرانس میں جب چیمبر میں عدم اعتماد کا ووٹ کامیاب ہو جائے تو وزیر اعظم کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔

س:۔ گویا سوویتیں روسی عوام کی طاقت کا اظہار تھیں؟

ج:۔ درست

س:۔ بالشویک اقتدار تک کیسے پہنچے؟

ج:۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں تاریخی واقعات کے مطابق چلنا چاہتا ہوں۔ مالیکوف کے استعفیٰ کے بعد کرنسکی کا عروج شروع ہوا۔ ہمارے ہاں عمومی غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ کرنسکی زار شاہی کے خاتمے کے بعد وزیر اعظم بنا۔ ایسا نہیں ہے۔کرنسکی جولائی میں وزیر اعظم بنا۔ وہ وزیر اور پھر وزیر اعظم بنایا گیا کیونکہ وہ سوشل انقلابی پارٹی کا رکن تھا۔ یہ پارٹی کسانوں کی پارٹی تھی اور سوویتوں میں اس کی اکثریت تھی۔اسے مزدور حلقوں کی حمایت بھی حاصل تھی کیونکہ وہ مزدوروں کا وکیل رہ چکا تھا۔کرنسکی کے عہدے کی یہ بنیاد تھی یعنی اس کا اختیار براہ راست سوویتوں پر منحصر تھا۔

اس دور میں بالشویک ایک چھوٹی سی اقلیت تھے۔سوویتیں انہوں نے تخلیق نہیں کی تھیں۔سوویتیں عوام نے بنائی تھیں۔بالشویک پارٹی یا کوئی بھی دیگر پارٹی سوویتوں کی حمایت کے بغیر کچھ بھی نہ کر سکتی تھی۔ 1905ء کے انقلاب اور پھر 1917ء کے انقلاب کے دوران جب زار شاہی کا تختہ الٹا گیا' سوویتیں خود بخود انقلاب کے ہمراہ وجود میں آئیں۔سب سے با اثر سوویت پیٹروگراڈ کی سویت تھی کیونکہ یہ دارالحکومت تھا۔

جب زار شاہی کا خاتمہ ہوا تو بالشویک اس سوویت میں ایک چھوٹی سی اقلیت تھے۔ جب کرنسکی وزیر اعظم بنا تو سوویتوں میں سوشل انقلابی پارٹی اور مینشویک سوشلسٹ پارٹی کی اکثریت تھی اور کرنسکی اسی بل بوتے پر حکومت کر رہا تھا۔ بالشویک حزب اختلاف میں تھے۔ اس دوران لینن جو بالشویک کا ترجمان تھا' بار بار یہ کہہ رہا تھا'' جب تک ہم سوویتوں میں ایک اقلیت ہیں' ہم صرف یہ کر سکتے ہیں کہ صبر کے ساتھ وضاحت کرتے رہیں۔'' بالشویک پارٹی نے مسلح بغاوت کے ذریعے انقلاب پر قبضے کی ہر کوشش کی مخالفت کی۔

س:۔ ''مسلح بغاوت'' سے کیا مراد ہے؟

ج:۔ ایک چھوٹے گروپ کا مسلح ایکشن۔ بالشویک پارٹی کا مطالبہ تھا' جبکہ لینن ان کا ترجمان تھا' کہ سوشل انقلابی پارٹی اور مینشویک پارٹی بورژوا وزیروں کو برطرف کر کے حکومت کا مکمل کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیں اور ایک مکمل مزدور کسان حکومت تشکیل دیں۔ بالشویک پارٹی نے وعدہ کیا کہ ''اگر آپ ایسا کرو تو ہم وعدہ کرتے ہیں جب تک ہم اقلیت ہیں ہم آپ کی حکومت کا تختہ نہیں الٹیں گے۔ ہم سیاسی طور پر آپ کی حمایت نہیں کریں گے ہم آپ پر تنقید کریں گے' مگر جب تک ہم اقلیت ہیں ہم حکومت کے خاتمے کی کوشش نہیں کریں گے۔ یہ تھی مارچ کے انقلابی دنوں سے لیکر جولائی تک بالشویک پارٹی کی پالیسی۔ جولائی میں بالشویکوں کی ہدایت کے برخلاف مزدوروں نے مسلح ہو کر جلوس نکالا۔ بالشویک اس بنیاد پر اس کی مخالفت کر رہے تھے کہ صورت حال خراب ہو سکتی ہے لہٰذا مزدوروں کو یہ ایکشن نہیں لینا چاہئے۔ یہ کوئی بغاوت نہیں تھی محض مسلح پریڈ تھی۔ بالشویکوں کی ہدایت کے برخلاف نکالے گئے اس جلوس پر کرنسکی حکومت نے جبر کیا۔ اس کے بعد کرنسکی حکومت نے بالشویک پارٹی کو بدنام کرنے اور مقدمات میں پھانسنے کا سلسلہ شروع کیا۔ لینن اور ٹراٹسکی پر جرمن جاسوس ہونے کا الزام لگایا گیا۔ ٹراٹسکی کو جیل میں ڈال دیا گیا جبکہ لینن کو چھپنا پڑا اور بالشویکوں کے خلاف جبر

جاری رہا مگر اس کا کوئی اچھا نتیجہ نہ نکلا کیونکہ بالشویکوں کے نعرے اور پالیسی مقبولیت حاصل کرنے لگے۔ ایک ایک کر کے بڑی فیکٹریاں اور فوجی دستے بالشویک پروگرام کے حق میں ووٹ دینے لگے۔ جولائی میں جنرل کارنیلوف کی قیادت میں ردانقلاب کی ایک کوشش ہوئی۔ جنرل کارنیلوف کو روس کا مونارکسٹ' فاشسٹ کہا جاسکتا ہے۔ اس نے ایک فوج تشکیل دی اور کوشش کی کہ پیٹروگراڈ میں کرنسکی حکومت کا خاتمہ کردیا جائے۔ اس کی خواہش تھی کہ پرانا نظام بحال کیا جائے۔ کرنسکی حکومت جس نے ٹراٹسکی کو جیل میں ڈال رکھا تھا مجبور ہوئی کہ ٹراٹسکی کو رہا کرے تا کہ اس کی پارٹی کی حمایت سے کارنیلوف کی ردانقلابی فوج کو شکست دی جاسکے۔ ٹراٹسکی جیل سے سیدھا انقلابی ملٹری کمیٹی کے اجلاس میں پہنچا جہاں حکومت کے لوگ بھی بیٹھے تھے' وہاں اس نے ان کے ساتھ مل کر کارنیلوف کے خلاف مشترکہ لڑائی کے منصوبے تیار کیے۔ کارنیلوف کا خاتمہ کردیا گیا' ردانقلاب کا خاتمہ کردیا گیا اور یہ سب بنیادی طور پر مزدوروں نے بالشویک پارٹی سے متاثر ہوکر کیا۔ مزدوروں نے کارنیلوف کی ٹرینوں کو روک دیا جس کے نتیجے میں اس کے فوجی دستوں کی نقل وحرکت رک گئی' اس کے بہتر بن دستوں کو اس کے خلاف لڑا دیا گیا اور اس کے ردانقلاب کا خاتمہ ہوگیا۔ اس سارے عمل کے دوران بالشویک انقلاب کے حقیقی نمائندوں کے طور پر مزید مقبول ہوگئے۔ ملک کی اہم ترین سوویت' پیٹروگراڈ سوویت میں ان کی اکثریت ہوگئی اس طرح ماسکو اور دیگر شہروں سوویت میں بھی انہیں اکثریت مل گئی۔ کرنسکی حکومت کے پاؤں تلے سے زمین کھسکنے لگی کیونکہ وہ عوام کا کوئی بھی مسئلہ حل نہ کرسکی تھی۔ بالشویکوں نے "روٹی' امن اور زمین" اور اسی طرح جو دیگر نعرے دیئے لوگ ان نعروں کے متمنی تھے۔ سات نومبر کو کل روسی مزدور سپاہی سوویت کانگرس کا انعقاد ہوا' اس میں بالشویکوں کی اکثریت تھی' اور بیک وقت بالشویکوں نے حکومتی اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

س:۔ کیا اکثریت حاصل کرنے کے لئے بالشویکوں نے تشدد کا سہارا بھی لیا؟

ج:۔بہت معمولی...... معمولی سی لڑائی اور بس۔

مسٹر شیون ہاٹ: یہ پیٹر وگراڈ میں ہوا؟

گواہ: جی ہاں۔ زار کا تختہ بھی یہیں الٹا گیا تھا۔

س:۔بالشویکوں کی اکثریت کے بعد کیا تشدد ہوا؟

ج:۔ پہلے ایک اور نقطہ۔ لگ بھگ ایک ماہ بعد کسان سوویتوں کی ایک خصوصی کل روسی کانگرس ہوئی۔ اس میں بھی بالشویکوں کی اکثریت تھی۔ اقلیت ان بااختیار اداروں سے دستبردار ہوگئی اور بالشویک حکومت کے خلاف اس نے مخالفانہ جدوجہد شروع کردی۔

س:۔اگر کوئی تشدد ہوا تو وہ کیا تھا اور کس نے شروع کیا؟

ج:۔اس کی ابتدا حکومت کے خلاف مسلح جدوجہد کے بعد ہوئی۔

س:۔کس نے شروع کیا؟

ج:۔زار پرستوں، وائٹ گارڈ روسی عناصر، عمومی طور پر بورژوازی، محروم ہونے والی سرمایہ داروں اور دیگر نے۔انہوں نے رد انقلاب کا آغاز کیا اور یوں شروع ہونے والی خانہ جنگی 1921ء تک جاری رہی۔ خانہ جنگی اتنا لمبا عرصہ اس لئے جاری رہی کہ وائٹ گارڈ کو پہلے جرمن پھر برطانیہ اور فرانس نے مدد فراہم کی حتیٰ کہ امریکہ نے بھی مدد بھیجی۔ سوویت حکومت کو ساری سرمایہ دار دنیا کے خلاف لڑنا پڑا اور یہ جنگ اس کے سوا تھی جو وہ اندرون ملک اپوزیشن کے خلاف لڑ رہی تھی اور یہ حقیقت ہے کہ بالشویکوں کو لوگوں کی حمایت حاصل تھی اس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ بالشویک اس خانہ جنگی میں نہ صرف اندرونی اپوزیشن بلکہ غیر ملکی طاقتوں کے خلاف جو اسلحہ سپاہی اور فنڈ مہیا کر رہی تھیں، کے خلاف فتح مند رہے۔

س:۔ان دنوں سوویتوں کا انتخاب کیسے ہوتا تھا؟

ج:۔ان کا انتخاب فیکٹری میں مزدوروں کے اجلاس میں ہوتا تھا یعنی وہ اپنا نمائندہ

منتخب کرتے ۔ یہ سوویت حکومت کا ایک یونٹ تھی اور سوویتوں سے مل کر حکومت تشکیل پائی ۔ سویت نظام کے مطابق فیکٹریاں اپنے نمائندے کا انتخاب مزدوروں کی تعداد کے مطابق کرتی ہیں، ہر ہزار پر ایک نمائندہ یا جو بھی شرح ہو۔ سپاہیوں کی رجمنٹ بھی اسی طرح کرتی ہے، کسان بھی ایسا کرتے ہیں یوں سویتوں کے ذریعے جو حکومت تشکیل پاتی ہے ان تمام لوگوں کی نمائندہ ہوتی ہے جو پیداواری عمل میں شامل ہوتے ہیں۔

س: ۔نومبر 1917ء کے انقلاب روس کے وقت بالشویک پارٹی کے ارکان کی تعداد کیا تھی؟

ج: ۔موقر ترین اعداد و شمار جو میری نظر سے گذرے ہیں وہ ہے 260,000

س: ۔اور عوام کا کتنا حصہ بالشویک پارٹی کی حمایت کر رہا تھا؟

ج: ۔ میرے خیال سے جب بالشویکوں نے اقتدار سنبھالا اور اس کے بعد بھی مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں کی اکثریت ان کی حمایت کر رہی تھی۔

س: ۔ بالشویک پارٹی کے ارکان کس گروپ یا معاشرے کے کس طبقے سے تعلق رکھتے تھے؟

ج: ۔مزدور طبقے سے، یہ مزدور پارٹی تھی، صنعتی مزدوروں اور زرعی مزدوروں کی پارٹی ۔ پارٹی میں کچھ کسان بھی تھے مگر پارٹی میں بنیادی طور پر شہروں کے مزدور، زرعی مزدور اور کچھ دانشور اور پڑھے لکھے لوگ تھے جنہوں نے اپنی خدمات پارٹی کارکنوں کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔

س: ۔ انقلاب کے وقت روس میں مزدوروں کی تعداد کے بارے موقر ترین اعداد و شمار کیا ہیں ۔مزدور سے مراد صنعتی مزدور؟

ج: ۔پچاس لاکھ

س: ۔اور آبادی کا بڑا حصہ کسانوں پر مشتمل تھا؟

ج: ۔جی ہاں

س: -آپ کے خیال میں سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے ممبروں کی تعداد کتنی ہوگی جب لوگوں کی اکثریت پارٹی پروگرام کو اپنا لے گی؟

مسٹر شیون ہاٹ: یور آنر! میں اس سوال پر اعتراض کرتا ہوں-

عدالت: آپ کے اعتراض کی بنیاد کیا ہے!

مسٹر شیون ہاٹ: یہ گواہ سے آج یہ پوچھ رہے ہیں کہ سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے ممبروں کی تعداد کیا ہوگی جب اکثریت اس پارٹی کے پروگرام سے متفق ہوجائے گی-

عدالت: اس بارے کئی اندازے لگائے جاسکتے ہیں-اعتراض قبول کیا جاتا ہے؟

س: -کیا آپ عدالت اور جیوری کو بتائیں گے کہ انقلاب کے بعد ٹراٹسکی اور سٹالن میں کون سے اختلافات ابھرے؟

مسٹر شیون ہاٹ: میں اعتراض کرتا ہوں-میرے خیال سے یہ سوال کوئی مناسبت یاوزن نہیں رکھتا-

مسٹر گولڈ مین: استغاثہ نے تکرار کی ہے اور میرے خیال سے مسٹر اینڈ رسن نے اس بارے کئی بیانات دیئے ہیں کہ ٹراٹسکی' جو اس مقدمے میں بڑا سازشی ہے یا مخصوص نظریات وخیالات کا مالک تھا-میرے خیال سے تفصیل میں جانا تو ممکن نہیں مگر جیوری کا حق ہے کہ عمومی طور پر کم از کم یہ جانے کہ ٹراٹسکی کے اصول کیا تھے' وہ مقدمے کے اہم ترین سازشی ہونے کا ملزم ہے اور جس طرح حکومت نے مقدمے کو پیش کیا جیوری کو ٹراٹسکی کے نظریات جاننا ضروری ہیں-

عدالت: اگر آپ اس بات کا اقرار کریں کہ آپ تفصیل میں نہیں جائیں گے-

مسٹر گولڈ مین: یقیناً! ورنہ ہمیں یہاں دو سال لگ جائیں گے-

مسٹر اینڈ رسن: ہم نے ٹراٹسکی کے بارے میں جو یہاں پیش کیا ہے وہ محض کچھ لٹریچر تقریریں اور پمفلٹ ہیں جو پارٹی پریس نے جاری کئے-

مسٹر گولڈ مین: میرے خیال سے استغاثہ نے تین ہفتے لگائے ہیں اور استغاثہ کو کم

ازکم ایک ہفتہ تو مجھے دینا چاہئے کہ میں کیس ٹرائی کرسکوں۔

عدالت: میرے خیال سے مقدمے کو اس طرح سے ٹرائی کرنے کی ضرورت نہیں۔

س: -کیا آپ وضاحت کریں گے کہ وہ کون سے بنیادی اختلافات تھے جو انقلاب کے بعد سٹالن اور ٹراٹسکی میں ابھرے؟

ج: - میں نے گزشتہ دنوں یہ بیان کیا تھا کہ لڑائی جمہوریت کے مسئلہ پر شروع ہوئی - یہ تھی لڑائی کی ابتدا اور اس کا آغاز لینن نے' علالت کے آخری دنوں میں' اور ٹراٹسکی کے اشتراک سے کیا- لینن اس لڑائی میں حصہ لینے کے لئے زندہ نہ رہا اور ٹراٹسکی کو اس جدوجہد کی قیادت کرنی پڑی- رفتہ رفتہ یہ جدوجہد بڑھتی گئی - زیرک ناقدین پارٹی اور ملی معاملات میں جمہوریت کو کچلنے والے سٹالن کے رجحان کو بھانپ چکے تھے -اس کی بنیاد سٹالن کی یہ خواہش تھی کہ انقلاب کا راستہ اور پروگرام تبدیل کیا جائے اور جمہوریت ختم کئے بغیر یہ ممکن نہ تھا -ٹراٹسکی اس مسئلے پر آزادانہ بحث چاہتا تھا اور اسے یہ اعتماد تھا کہ پارٹی کارکن اس کے پروگرام کی حمایت کریں گے- ہمارے خیال سے سٹالن اور اس کا گروپ رجعت پسندانہ رجحان کی نمائندگی کرتا تھا جس کی بنیاد پارٹی اور حکومت کے ایک خاص دھڑے پر تھی جو سرکاری عہدوں اور مراعات پر براجمان اور اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہتا تھا-

س: -سٹالن گویا آپ کے خیال میں بیوروکریٹوں کی پارٹی کا نمائندہ تھا؟

ج: - بیوروکریٹوں اور رجعت پسندوں کا- جدوجہد کے دوران ٹراٹسکی نے ایک موقع پر اس دھڑے کے لئے بیوروکریٹک رجعتی دھڑے کی اصطلاح استعمال کی-

س: -یہ دھڑا کس بات میں دلچپی رکھتا تھا؟

ج: -یہ دھڑا اپنی مراعات برقرار رکھنے میں دلچپی رکھتا تھا اور عوام کی اکثریت تک انقلاب کے ثمرات نہیں پہنچانا چاہتا تھا-

س: -سٹالن کی اس آمریت نے کیا شکل اختیار کی؟

ج: -اس نے کمیونسٹ پارٹی کے اندر جمہوریت کا خاتمہ کر کے وہاں ایک آمریت قائم کر دی -مثلاً......

مسٹر شیون ہاٹ: مسٹر کینن نے وقفہ ڈالا ہے تو میں گواہی کے اس رخ پر اعتراض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ غیر متعلقہ اور بے معنی ہے- یہ بے معنی ہے کہ سٹالن نے کس قسم کی حکومت روس میں قائم کی -ہمیں اس سے کیا لینا ہے؟

عدالت: -میرے خیال سے گواہ کو تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں مسٹر گولڈ مین میرے خیال سے آپ اس بات کو تسلیم کریں- میں آپ کو ہر ممکن موقع دینا چاہتا ہوں کہ آپ جیوری کے سامنے اپنے مقدمے کی تھیوری پیش کر سکیں مگر میرے خیال سے یہ سب غیر ضروری اور بے معنی ہے-

س: -سوویت روس بارے اب پارٹی کا مؤقف کیا ہے؟

مسٹر شیون ہاٹ: یور آنر! میں اعتراض کرتا ہوں-

عدالت: گواہ سوال کا جواب دے سکتا ہے-

ج: - ہم موجودہ سوویت روس کی کردار نگاری یوں کرتے ہیں کہ یہ ایک مزدور ریاست ہے جسے نومبر 1917ء کے انقلاب نے تخلیق کیا' جسے موجودہ حکومت نے تباہ اور زوال پذیر کیا' مگر ریاست کا بطور مزدور ریاست بنیادی کردار باقی ہے کیونکہ اس کی بنیاد نیشنلائزڈ انڈسٹری پر ہے نہ کہ نجی ملکیت پر-

س: -سوویت روس کے دفاع بارے پارٹی پالیسی کیا ہے اور کیوں ہے؟

ج: - ہم سامراجی ممالک کے خلاف سوویت یونین کے دفاع کی بات کرتے ہیں اور اس کی وجہ وہی ہے جو میں نے ابھی بیان کی کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک ترقی پسندانہ قدم ہے' بطور مزدور ریاست وہاں صنعت قومی ملکیت میں ہے' نجی سرمایہ داری اور جاگیرداری کا خاتمہ کیا گیا ہے-لہٰذا ہم اس کے دفاع کی بات کرتے ہیں-

س: -یعنی آپ سوویت یا روسی ریاست کو ایک ایسی ریاست سمجھتے ہیں جس نے

سرمایہ داروں کی نجی صنعت کا خاتمہ کر دیا ہے؟

ج:۔جی ہاں۔

س:۔کیا آپ اس قسم کی ریاست کا دفاع کرتے ہیں؟

ج:۔جی ہاں

س:۔کیا یہ حقیقت نہیں کہ سٹالن نے روس میں تقریباً تمام نام نہاد ٹراٹسکی استوں کو مار ڈالا ہے؟

ج: ۔ جی ہاں۔ ہم سٹالن کے خلاف ہیں مگر صنعتی پیداوار کے سوویت نظام کے خلاف نہیں۔

عدالت: جیوری کو جو تنبیہ کی گئی ہے وہ ذہن میں رہے اور اب ہم دو بجے سہ پہر تک وقفہ کریں گے۔

ڈسٹرکٹ کورٹ آف دی یونائیٹڈ اسٹیٹس

ڈسٹرکٹ آف منی سوٹا' فورتھ ڈویژن

بدھ' 19 نومبر 1914ء

سہ پہر کا سیشن

امریکہ 60 خاندانوں کی ملکیت ہے

جرح! از مسٹر شیون ہاٹ (استغاثہ)

س:۔آپ نے براہ راست جرح کے دوران کہا کہ بغیر کسی تلافی کے نجی ملکیت کی ضبطی سوشلسٹ ورکرز پارٹی کا اصول نہیں مگر میں ڈیکلریشن آف پرنسپلز کا یہ جملہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں اور آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔لکھا ہے:

"مزدور ریاست کو ابتدائی دور میں جو معاشرتی اقتصادی اقدامات اٹھانے ہیں وہ ہیں بغیر کسی تلافی کے زرعی اور صنعتی اجارہ داریوں' کانوں' فیکٹریوں' شپنگ' پبلک یوٹیلٹیز

'ریلوے' ہوائی نظام دیگر ذرائع آمدورفت' بنکوں' کریڈٹ ایجنسیوں' سونے کی دکانوں اور دیگر سپلائی وخدمات جن کو انقلابی حکومت سوشلسٹ معاشرے کی بنیاد رکھنے کے لئے ضروری سمجھے' ضبط کرلیا جائے گا اوران کی سوشلائزیشن کردی جائے گی۔''

مسٹر کینن! اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

ج:- جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے کہا تھا کہ یہ کوئی مارکسی اصول نہیں کہ حکومت جو جائیدا دضبط کرے اس کی تلافی نہیں کی جاسکتی۔

س:- کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ اس وقت مارکسزم کو پارٹی پروگرام سے علیحدہ کسی چیز کے طور پر زیر بحث لا رہے تھے؟

ج: -میرے خیال سے میں مارکسی غلاموں کا حوالہ دے رہا تھا- میرے ذہن میں خاص کرٹراٹسکی تھا-

س:- بہر حال کیا یہ سوشلسٹ ورکرز پارٹی کا اصول ہے کہ ایسی جائیدا دبغیر کسی تلافی کے ضبط کی جائے گی؟

ج:- ڈیکلریشن میں ایسا لکھا ہے-مگر یہ کوئی اصول نہیں ہے-

س:- کیا آپ یہ وضاحت کرنا پسند کریں گے کہ جائیداد کے موجودہ مالک جنھوں نے یہ ملکیت آئینی طریقے سے حاصل کی ہے' ان کی کوئی تلافی نہیں کی جائے گی؟ یہ اصول پارٹی پروگرام میں کیوں شامل ہے؟

ج:- ساٹھ خاندان جوامریکی صنعت اور بنکوں کے ایک بڑے حصے کے مالک ہیں قانونی طور پر اتنی بڑی ملکیت کے حقدار ہیں نہ اس اختیار کے جوانہیں ان لوگوں پر حاصل ہے، جنھوں نے اپنی محنت سے اس جائیداد کو بنایا ہے-

س:- گویا آپ ان کو ان کی اپنی صنعت' کوشش' تعلیم اور ذہانت کا کوئی صلہ نہیں دیں گے؟

ج:- ان کو وہی صلہ ملے گا جو ہر اس شہری کو ملے گا جو ملکی دولت پیدا کرنے میں حصہ

لیتا ہے یعنی برابری کی بنیاد پر نئے معاشرے میں کام کرنے کا موقع۔

س:۔جی ہاں! مگر میں بات کر رہا ہوں اس وقت کی جب آپ اقتدار اور اس کے ساتھ ساتھ جائیداد لے لیں گے اس وقت تو آپ بغیر کسی تلافی کے لیں گے۔لہذا میں آپ سے پوچھتا ہوں اس وقت آپ ان لوگوں کی کوشش' صنعت' ذہانت' اور میں یہاں یہ اضافہ بھی کرنا چاہوں گا' اس سارے وقت جان کو لاحق مسلسل خطرات آپ ان سب چیزوں کا کوئی صلہ نہ دیں گے؟

ج:۔ ہمارا سروکار لوگوں کی اکثریت کی بھلائی ہے۔اکثریت کی بھلائی کا واضح تقاضہ ہے کہ اس ملک کے پیداواری پلانٹ نجی ہاتھوں سے لیکر عوام کے ہاتھ میں دے دئے جائیں۔سب سے پہلے تو ہمارا مقصد یہ ہے، صنعت کو تو میانا ضروری ہے۔صنعتی عمل میں نجی ملکیت کا خاتمہ ضروری ہے۔آبادی کے ایک نسبتاً چھوٹے حصے کے حقوق ومفادات' جو اس زبردست تبدیلی سے متاثر ہو رہے ہیں' قدرتی طور پر ہماری نظر میں عوامی ضروریات ومفادات کے مقابلے پر ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔

مجھے ایسی کوئی اصولی وجہ نظر نہیں آتی کہ ایسے لوگ جن کو دوسروں کا استحصال کرنے کے حق اور اہلیت سے محروم کر دیا گیا ہے ان کے بارے میں سوچا نہیں جا سکتا۔بشرطیکہ وہ اکثریت کی مرضی کو تسلیم کر لیں۔انہیں پنشن دی جا سکتی ہے' ان کی عمر کے پیش نظر ان کے ساتھ مناسب سلوک اختیار کیا جا سکتا ہے یا اگر وہ کام کرنے کے قابل نہیں یا وہ راضی ہو جاتے ہیں کہ وہ اکثریت کے مینڈیٹ کی طاقت کے ذریعے مخالفت نہیں کریں گے تو اس کے پیش نظر ان سے کوئی سلوک اختیار کیا جا سکتا ہے۔میرے خیال سے ہم اس کی حمایت کریں گے۔

س:۔کیا آپ ان کو پنشن دیں گے؟

ج:۔جی ہاں! زیادہ امکان اسی بات کا ہے۔

س:۔کیا یہ آپ کا نظریہ ہے کہ کوئی شخص جو بڑی جائیداد کا مالک ہے بغیر مزدوروں کا

استحصال کئے یہ جائیداد نہیں بنا سکتا تھا؟

ج:۔سرمایہ داری کے تحت جائیداد اسی طرح بن سکتی ہے۔

س:۔اب کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ ''استحصال'' سے کیا مراد ہے؟

ج:۔اس سے مراد ہے مزدور کا وہ معاوضہ دینا جو اس کی بنائی ہوئی چیز کی قدر سے کم ہو۔

س:۔تو گویا ہم یہ کہیں کہ یہ سوشلسٹ ورکرز پارٹی کا حتمی عقیدہ ہے کہ موجودہ نظام حکومت کے تحت جو شخص بھی محنت کرتا ہے اسے اس کا پورا معاوضہ نہیں ملتا؟

ج:۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ ''ہر شخص'' ۔ کچھ لوگوں کو ضرورت سے زیادہ معاوضہ مل رہا ہے۔

س:۔ میں مزدوروں کی بات کر رہا ہوں۔ ان مزدوروں کی جن کی آپ بات کر رہے ہیں۔

ج:۔ جی ہاں! ایک مزدور کو بھی ممکن ہے زیادہ معاوضہ مل رہا ہے یعنی ایسا مزدور جو غیر پیداواری ہے' بے ہنر ہے اور دھیان سے کام نہیں کرتا ۔

مگر جب ہم اجرتی محنت کی بات کرتے ہیں تو ہم اوسط اور عمومی قانون کی بات کرتے ہیں۔مارکسزم عمومی صورت حال کی بات کرتی ہے نہ کہ فرداً فرداً تجزیہ کرتی ہے۔ مزدور مجموعی طور پر اور اوسطاً بہت بڑی دولت پیدا کرتے ہیں مگر انہیں اس کے برابر معاوضہ نہیں ملتا۔اس سے جو فرق پیدا ہوتا ہے اسے ہم مارکسی اصطلاح میں قدر زائد کہتے ہیں۔یہ وہ منافع ہے جو سرمایہ داروں کے ہاتھ میں جاتا ہے' اس لئے نہیں کہ انہوں نے محنت کی ہے بلکہ اس لئے کہ یہ سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والا منافع ہے۔

س:۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان کو ان کی سرمایہ کاری پر منافع نہیں لینا چاہئے؟

ج:۔ ہم منافع داری نظام کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں پیداوار منافع کے لئے نہیں استعمال کے لئے ہونی چاہئے۔

س: - کیا یہ درست ہے کہ آپ ساٹھ خاندانوں کی جائیداد ہی نہیں بلکہ ہر اس شخص کی جائیداد ضبط کرنا چاہتے ہیں جو بڑی جائیداد کا مالک ہے؟

ج: - ہمارا پروگرام بالخصوص چھوٹی ملکیتوں کی ضبطی یا ان میں مداخلت کو خارج قرار دیتا ہے - ہم ان لوگوں کی بات کرتے ہیں جن کے پاس بڑی ملکیتیں ہیں اور جو دوسروں کا استحصال کرتے ہیں - ایسی جائیداد کی ملکیت اور اختیار عوام کو دیا جانا چاہئے جن کی نمائندگی مزدور کسان حکومت کر رہی ہو -

امریکہ کے ساٹھ خاندان

س: - ''ساٹھ خاندان'' کی اصطلاح کہاں سے نکلی؟

ج: - میرے علم کے مطابق اس اصطلاح نے عوام کی توجہ پہلی بار ایک بہت اچھے صحافی فرڈینڈ لنڈبرگ کی کتاب کے ذریعے حاصل کی -

چار پانچ سال قبل مسٹر لینڈبرگ نے امریکی صنعت اور بنکوں وغیرہ کی ملکیت بارے ایک تحقیق کی - اس گہری تحقیق کے بعد اس نے ثبوت کے ساتھ ایک کتاب بعنوان امریکہ کہ ساٹھ خاندان (Americans Sixty Families) لکھی - اس کتاب میں اس نے اعداد و شمار کے ساتھ ثابت کیا کہ امریکی صنعت، بنکوں اور ایسے دیگر ادارے ملک کی حقیقی اقتصادی دولت اور اقتدار رکھتے ہیں - ان کی ملکیت ان ساٹھ خاندانوں کے پاس ہے جن کی فہرست اس نے پیش کی - مسٹر لینڈبرگ کی تصنیف کی کبھی کوئی سنجیدہ تردید سامنے نہیں آئی - مجھے یاد ہے موجودہ حکومت کے ایک موقر نمائندے سیکرٹری اکس نے کسی سیاسی بحث میں حصہ لیتے ہوئے ریڈیو پر اس کتاب کا حوالہ دیا -

س: - جب آپ پارٹی لٹریچر میں ساٹھ خاندان کا حوالہ دیتے ہیں تو کیا ان سے مراد مخصوص ساٹھ خاندان نہیں؟

ج: - میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ کوئی حتمی تشریح ہے - یہ حقیقی صورت حال کا ایک تخمینہ

ہے۔ہم بات کو یہیں تک محدود نہیں رکھنا چاہتے بلکہ ''ساٹھ خاندان'' کی اصطلاح اعداد وشمار کے لحاظ سے بتاتی ہے کہ اس ملک میں کیا ہورہا ہے۔ جب مزدور محنت کرر ہے تھے اور کسان ہل چلار ہے تھے' ساٹھ خاندان ملک پر قبضہ کرر ہے تھے۔ یہ اعداد وشمار ہمارے ایجی ٹیشن کے لئے بہت منقش ہے۔ بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ دولت کے ارتکاز کے حوالے سے اس ملک میں کیا ہورہا ہے۔

س: ۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ایک دو سوال سامراجی سرمایہ دار حکومت کے نظریئے کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا امریکہ کی موجودہ حکومت سرمایہ دارانہ بھی ہے اور سامراجی بھی؟

ج: ۔ جی ہاں

س: ۔ تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حکومت سرمایہ داروں کی آلہ ہے؟

ج: ۔ یہ سرمایہ داروں کی نمائندہ ہے

س: ۔ تو گویا سرمایہ داروں کو دبانے کے لئے اگر سرمایہ داروں نے مزاحمت کی' آپ حکومت کو بھی دبائیں گے؟

ج: ۔ ہم حکومت تبدیل کریں گے۔

انقلاب: اکثریتی عوام کی معاشرتی تحریک

س۔ سرمایہ داروں کو دبانے کے لئے قدرتی امر کے طور پر آپ حکومت کو دبائیں گے۔ کیا یہ درست ہے کہ نہیں؟

ج۔ اگر ہمیں اکثریت حاصل ہو جائے اور ہم پرامن جمہوری انداز میں حکومت حاصل کرلیں تو اس صورت میں ہم حکومت کا ڈھانچہ قطعی تبدیل کر کے اسے نمائندہ کو نسلوں کی بنیاد پر تشکیل دیں گے جیسا کہ آج صبح میں نے وضاحت کی تھی۔

س۔ چلیں فرض کریں حکومت کاؤنٹ کارولی کی مثال پر عمل نہیں کرتی۔ اور آپ

کے خلاف متحرک ہوجاتی ہے۔کیا اس صورت میں آپ حکومت کو الٹ دیں گے؟

ج۔آپ کی مراد ہے کہ اگر حکومت جمہوری الیکشن کے نتیجے میں حاصل ہونے والی اکثریت کو روکنے کی کوشش کرے تو؟

س۔اوہ!تو کیا یہ اکثریت آپ الیکشن کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ج۔ہم مسلسل الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اکثریت یا اقلیت ثابت کرنے کا مناسب موقع مہیا کرنے سے قبل اس ملک کا حکمران طبقہ تشدد پر اتر آئے گا۔

س۔اچھا یہ بتائیں یہ سب اس ملک میں کس طرح سے عمل میں آئے گا۔برائے مہربانی اس سوال کا جواب کسی دوسرے ملک کے انقلاب کی مثال دے کر واضح نہ کریں۔ مگر یہ بتائیں اس ملک میں یہ سب کیسے ہوگا؟اس سلسلے میں مجھے آپ کے خیالات کے دھارے کی وضاحت کر لینے دیجئے: آپ نے کہا کہ اگر انہوں نے اکثریت کو روکنے کی کوشش کی۔اس سے آپ کی کیا مراد ہے،آپ کے ذہن میں جو پروگرام ہے اس کی وضاحت کیجئے؟

ج۔موجودہ حالات کے اندر جو کسی حد تک آنے والے دنوں میں بھی ہم بطور ایک اقلیتی پارٹی کے اپنے نظریات کی ترویج کرتے رہیں گے،ممبر سازی کریں گے، بڑی پارٹی بننے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔مقبولیت اور حمایت میں اضافے کی کوشس کریں گے۔

اگر حالات موجودہ نہج پر ہی چلتے رہے اور ہمیں اپنے پروگرام کی اثر پذیری پر ہی انحصار کرنا پڑتا ہے تو قدرتی بات ہے ہم تیزی سے ترقی نہیں کریں گے مگر ہم بطور مارکسسٹ یہ سمجھتے ہیں کہ تاریخی ارتقاء کے نتیجے میں ہمیں مدد ملے گی۔موجودہ نظام کا مکمل دیوالیہ پن،مسائل حل کرنے میں اس کی نااہلی،اس نظام کی وجہ سے لوگوں کے حالات زندگی میں گراوٹ اور نا امیدی کے نتیجے میں لوگ سڑکوں پر نکلیں گے اور حل تلاش

کریں گے۔ان حالات میں ہمارے پروگرام کو لوگ مناسب اور درست سمجھیں گے اور ہم ایک بڑی پارٹی بننے کی پوزیشن میں آ سکتے ہیں۔ ہمارے جیسا پروگرام رکھنے والی کئی پارٹیاں اس طرح ہی بڑی پارٹیاں بنیں۔

س۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا۔آپ ٹھیک جا رہے ہیں۔مگر آپ سمجھنے کی کوشش کریں میں آپ سے یہ جاننا چاہ رہا ہوں کہ یہ سب اس ملک میں کیسے عمل میں آئے گا؟

ج۔ ہماری پارٹی کی ترقی درحقیقت ٹریڈ یونینوں اور مزدور تحریک کی بڑھوتری کا عکس ہوگی۔یونینیں مجبور ہوں گی کہ وہ جارحانہ اقدام کریں کیونکہ امریکی سرمایہ دار کے خیال میں مزدور کو یہ حق نہیں کہ وہ اچھی زندگی گزارے اور اس کے اوقات کار مناسب ہوں۔ وہ اسی کوشش میں رہے گا کہ مزدور کا زیادہ سے زیادہ خون نچوڑا جائے۔

سرمایہ دار ''قومی دفاع'' اور جنگ کے خطرات کو بہانہ بنا کر مزدوروں کو حق ہڑتال سے محروم کرنے کوشش کریں گے۔ایک بار جب وہ حب الوطنی کے نام پر حق ہڑتال چھین لیں گے تو اس کے بعد وہ تنخواہوں میں کمی کریں گے۔مراعات دینے سے انکار کریں گے اور مزدوروں کو مجبور کریں گے کہ وہ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے زیادہ جفاکش اقدامات کریں گے اور اس کے نتیجے میں ہماری پارٹی ترقی کرتی چلی جائے گی۔

ان ساٹھ خاندانوں اور ان کے حامیوں کا ممکن ہے اگلا اقدام یہ ہو کہ سرمایہ داروں کے مخالف نظریات کی مقبولیت کو روکا جائے اور قانون سازی کے ذریعے مزدور تنظیموں کو روکا جائے۔منی سوٹا میں سٹاسن اینٹی سٹرائک لاء اس کی ابتداء ہے۔

لوگوں کو اپنے خیالات کے سچے اظہار کی پاداش میں گرفتار کر کے، جھوٹے مقدموں میں پھانس کر، جیلوں میں ڈالا جائے گا۔ فاشسٹ غنڈوں کے جتھے تشکیل دیئے جائیں گے جیسا کہ جرمنی میں سٹیل کا کاروبار کرنے والے ارب پتی فرٹز تھیسن (Fritz Thyssen) نے اقرار کیا تھا کہ اس نے ہٹلر کی غنڈہ تنظیم کو کروڑوں مارک فراہم کئے۔ہٹلر کے غنڈوں کا کام یہ تھا کہ وہ مزدوروں کے جلسے الٹائیں اور انہیں ان کے

جمہوری اور شہری حقوق سے محروم کریں۔

س۔ کیا سرمایہ دار قانون سازی کا سہارا لیں گے؟

ج۔ جی ہاں! وہ قانون سازی جو آئین کی پہلی ترمیم کی خلاف ورزی ہوگی کیونکہ پہلی ترمیم اس قسم کی قانون سازی سے منع کرتی ہے۔ اور ان حالات میں وہ جنگ میں جائیں گے اور وہ پندرہ لاکھ کی فوج بنا کر دم نہیں لیں گے' وہ پچاس لاکھ کی فوج بنائیں گے۔ وہ لاکھوں امریکی نوجوانوں کو اپنی منڈیوں اور منافع کے تحفظ کی خاطر کی جانے والی سامراجی مہموں پر بھیجیں گے۔ جانیں ضائع ہوں گی۔ اندرون ملک حالات دگرگوں ہوں گے کیونکہ ساٹھ کروڑ سے ایک ارب ڈالر تک اخراجات کا جو تخمینہ لگایا جا رہا ہے جو جنگ کے بے کار مقصد پر خرچ ہوں گے' یہ اخراجات کسی نے تو ادا کرنے ہیں اور ان کا بوجھ عوام اور غریب کسانوں پر ڈالا جائے گا۔

زبوں حالی میں اضافہ ہوگا اور وہ لوگ جو آزادی اور حقِ زندگی چاہیں گے' جو جنگی جنون' بڑھتی ہوئی فاشزم اور بے روزگاری سے نجات چاہیں گے ان کی مانگ میں اضافہ ہوگا۔

س۔ آپ کی کہانی کا یہ حصہ دوران جنگ سامنے آئے گا؟

ج۔ اگر جنگ لمبی ہوتی گئی تو دوران جنگ بھی یوں ہوسکتا ہے اور ممکن ہے یہ سب تباہ کن انداز میں جنگ کے اختتام پر ہو جب لاکھوں سپاہی' فتح یا شکست جو بھی ہوا' گھر لوٹیں گے اور انہیں کوئی نوکری نہ ملے گی اور آج نظر آنے والی خوشحالی کا بلبلہ پھوٹ جائے گا کیونکہ اس کا انحصار جنگی اسلحہ ساز صنعت پر ہے۔

جس لمحے وہ جنگی جہاز' بمبار طیارے' بندوقیں' اسلحہ اور دیگر جنگی سامان بنانا بند کریں گے' اس ملک میں پچیس سے تیس ملین افراد بے روزگار ہو جائیں گے۔ چھوٹے کاروبار بیٹھ جائیں گے اور کسان جو پچھلے پچیس تیس سال سے بحران کا شکار ہے' اس کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

اس ملک کے باشندے اس بحران کے سیاسی حل کے لئے سنجیدگی سے سوچنے لگیں گے جو موجودہ رہنماؤں کا پیدا کردہ ہوگا مگر یہ رہنما اس کا کوئی حل نہ دے پائیں گے۔اس بنیاد پر ہی میں اپنی پارٹی کے ارتقاء بارے پرامید ہوں۔تب ہم کیا چاہیں گے؟ ہم اپنے خیالات کی تبلیغ کا حق چاہتے ہیں۔ہم آزادی تحریر وتقریر اور اکٹھ کی آزادی چاہتے ہیں۔

س۔درست مگر میرے خیال سے آپ موضوع سے ہٹ رہے ہیں۔آپ اپنی کہانی میں اس نقطے پر پہنچے ہیں کہ امریکہ میں یہ سب کیسے ہوگا جب ہر شخص ناخوش بلکہ ......ناخوش سے بھی بدتر ......غصے میں ہوگا۔بتائیں اس کے بعد کیا ہوگا؟

ج۔میں یہی بتانا چاہ رہا ہوں۔میں نے کہا اس صورت میں ہم کیا چاہیں گے۔ہم یہ موقع چاہتے ہیں کہ امریکی عوام کو بتا سکیں اس بحران کو ہم کس طرح حل کرنا چاہتے ہیں۔

یہ ہمارا مطالبہ ہے اور اگر یہ مطالبہ پورا ہوگیا تو ہم اپنا پروگرام الیکشن میں پیش کریں گے۔ہم یونینوں میں قراردادیں پیش کریں گے۔ ہم کسان تنظیموں میں قراردادیں پیش کریں گے۔ہم کسانوں اور شہر کے مزدوروں کی کانفرنسیں منعقد کرنے کی کوشش کریں گے اور دیکھیں گے کہ کیا اس بحران کے حل کے لئے کوئی مشترکہ پروگرام تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

ہم الیکشن میں حصہ لیں گے' اور اگر ہم منتخب ہوگئے اور ہمیں ہمارے انتخابی حق سے محروم نہ کیا گیا تو ہم اس مسئلے کو کانگرس میں زیر بحث لائیں گے۔اس معمولی شرط پر کہ ہمارے آئینی حقوق سے ہمیں محروم نہیں کیا جاتا' ہمیں پورا یقین ہے کہ ہم لوگوں کی اکثریت کو اپنے پروگرام کے حق میں جیت لیں گے۔

اور جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کیا اکثریت کی مرضی کا اظہار معمول کے مطابق اور جمہوری انداز میں ہوگا' اس کا فیصلہ ساٹھ خاندان کریں گے' انہیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ آیا وہ تشدد شروع کرنا چاہتے ہیں یا پرامن حل کو قبول کرتے ہیں۔

س۔ایک منٹ رکیئے! ابھی آپ حکومت کا کنٹرول سنبھالنے کے لئے منتخب نہیں ہوئے، آپ ایک ایسے مقام پر ہیں جہاں آپ نے ایک آدھ الیکشن جیتا ہے، آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ حکومت بنانے کی حد تک الیکشن میں کامیابی حاصل کرلیں گے؟

ج۔جی ہاں! ایسا سوچا جاسکتا ہے۔

س۔میرا مطلب ہے کیا آپ ایسا چاہتے ہیں؟ آپ کا مطمع نظر یہ ہے؟

ج۔امیدواراوں کا مقصد یہی ہے کہ وہ منتخب ہوں۔

س۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ انتخاب کے ذریعے حکومتی اختیارات سنبھال سکتے ہیں؟

ج۔جی ہاں بشرطیکہ سرمایہ دار تشدد کے ذریعے ہمارا راستہ نہ روکیں۔

س۔آپ کا مطلب ہے کہ سرمایہ دار آپ کو منتخب نہیں ہونے دیں گے؟

ج۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ پارلیمانی طریقہ کار کے ذریعے معاشرتی تبدیلی ایک فریب ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ایسا کرنا نہیں چاہتے یا یہ کہ ہم اس طریقہ کار کو بخوشی قبول نہیں کریں گے۔اس امکان کو رد کرنے کی بنیاد تاریخ بارے ہمارا علم ہے، اس کو رد کرنے کی بنیاد امریکی حکمران طبقے کے لالچ و غارت گری بارے میں ہمارا علم ہے، امریکی حکمران طبقہ کبھی اس حل کو قبول نہیں کرے گا۔

س۔ہم اپنے سوال کی طرف واپس جاتے ہیں۔آپ کے خیال میں ساٹھ خاندان وغیرہ وغیرہ آپ کو الیکشن کے ذریعے اقتدار حاصل نہیں کرنے دیں گے؟

ج۔درست۔

س۔وہ ایسا کس طرح کریں گے......کیا وہ لوگوں کو ووٹ ڈالنے سے روک دیں گے؟

ج۔وہ مختلف طریقوں سے ہمیں روک سکتے ہیں۔

س۔کس طرح؟

ج۔وہ الیکشن منسوخ کر سکتے ہیں۔

س۔برائے مہربانی اس بارے میں ہمیں بتایئے؟

ج۔ایسا کئی ملکوں میں کئی بار ہو چکا ہے اور یہ کوئی ان ہونی بات نہیں۔

س۔ وہ یہ سب کس طرح کریں گے؟

ج۔الیکشن کینسل کر دیں گے اور ایسا صرف ہم ہی نہیں سوچتے۔

س۔آپ کا مطلب ہے وہ الیکشن کرانے کی اجازت نہیں دیں گے؟

ج۔لنڈ برگ جیسی معروف شخصیت نے سنجیدگی سے اس بابت نشاندہی کی ہے کہ شاید 1942ء میں کانگرس کے لئے انتخابات نہ ہوں۔میرے خیال سے اس نے قبل از وقت یہ بات کی ہے مگر یہ کوئی ٹراٹسکی اسٹ آئیڈیا نہیں کہ وہ الیکشن روک دیں گے۔

س۔شائد میں نے اپنے سوال کی وضاحت نہیں کی۔میں یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہوں کہ وہ سرمایہ دار آپ کو منتخب ہونے سے کیسے روکیں گے؟ آپ نے کہا ان کے پاس کئی طریقے ہیں۔ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ الیکشن سبوتاژ کر دیں گے۔اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کیا اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ سرے سے الیکشن ہی نہیں ہونے دیں گے؟

ج۔جی ہاں!یہ ممکن ہے۔

س۔آپ کے خیال میں آپ کو حکومت بنانے سے روکنے کا طریقہ یہ ہوسکتا ہے۔

ج۔جی ہاں!ایسا ہو چکا ہے۔

س۔یہاں؟

ج۔یہاں تو ابھی تک نہیں ہوا۔فرانس میں۔پیٹین حکومت منتخب نہیں ہوئی تھی مگر اب وہ الیکشن نہیں کرانا چاہتی۔اس حکومت نے جمہوری پارلیمنٹ کا خاتمہ کر دیا ہے۔میرے خیال سے۔۔۔۔

عدالت: مسٹر کینن!میرے خیال سے آپ سوال کے متن تک محدود رہیں۔ہم

کارروائی کے اس مرحلے پر فرانس کے الیکشن میں دلچسپی نہیں رکھتے۔

س۔(از مسٹر شیون ہاٹ):۔میں بات لمبی نہیں کرنا چاہتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے سوال کا جواب دینے کی کوشش کریں۔میں دوبارہ یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ امریکی سرمایہ دار آپ کو الیکشن کے ذریعے حکومت بنانے سے کس طرح روکیں گے! آپ نے بہت سے طریقوں میں سے ایک کا ذکر کیا ہے۔وہ الیکشن نہیں ہونے دیں گے۔

ج۔جی ہاں۔

س۔یہ بتائیں دیگر کون سے طریقہ کار ہو سکتے ہیں؟

ج۔ایک اور طریقہ قانون سازی کا ہے جس کے ذریعے مزدور پارٹیوں پر ضابطے لگائے جا سکتے ہیں۔

س۔برائے مہربانی اس کی وضاحت کیجئے۔

ج۔پارلیمانی فتح کے لئے کی جانے والی ضروری کارروائیوں پر پابندی، ان کے اظہار عمل اور کام پر مختلف پابندیاں۔

س۔کوئی اور طریقے؟

ج۔جی ہاں! ایک اور طریقہ اور زیادہ امکان ہے۔ساٹھ خاندان اس طریقہ کار کو اپنائیں گے کہ فاشسٹ تحریک کو منظم کر کے بذریعہ طاقت مزدور تحریک کو تباہ کر دیا جائے۔ قبل اس کے کہ وہ الیکشن میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرے۔

اٹلی میں اس طرح ہوا اور میں دوسرے ملکوں کی مثال اس لئے دے رہا ہوں کہ اس طرح ہم اس پراسیس کو سمجھ سکتے ہیں جو یہاں دہرایا جا سکتا ہے۔میرا ارادہ ہرگز یہ نہ تھا کہ میں ان مثالوں کے ذریعے کوئی غیر متعلقہ مسئلہ اٹھاؤں۔ہم سمجھتے ہیں کہ مختلف ملکوں میں سرمایہ داری نظام ایک جیسے حالات اور ایک جیسے اصولوں کے تحت چلتا ہے۔

س۔آپ ان اقدامات کا مقابلہ کیسے کریں گے؟ میرے خیال سے آپ ان

اقدامات کو ان کے اٹھائے جانے سے قبل روکنے کی کوشش کریں گے؟

ج۔جی ہاں

س۔آپ ان اقدامات کو کیسے روکیں گے؟

ج۔سب سے پہلے تو ہم اپنا حق استعمال کرنے کی کوشش کریں گے۔سب سے پہلے تو ہم لوگوں کی بھرپور حمایت اس مسئلے پر حاصل کرنے کی کوشش کریں گے، چاہے وہ لوگ ہمارے سیاسی نظریئے سے اتفاق کریں یا نہ کریں، کہ تمام لوگوں کے شہری حقوق اور جمہوری عمل جاری رہے۔

جب ہم دیکھیں گے کہ فاشسٹ جتھے اس مقصد کے تحت تشکیل دیئے جارہے ہیں کہ مزدور تحریک کو توڑا جائے اس صورت میں ہم مزدوروں سے کہیں گے کہ وہ ورکرز ڈیفنس گارڈ بنائیں، اس سے قبل کہ دیر ہو جائے اور ہم مزدوروں سے کہیں گے کہ وہ فاشسٹوں کو ان کے جلسے اور تنظیمیں تباہ کرنے کی اجازت نہ دیں۔یہ دو اہم ترین اور فوری خیالات ہیں جو ہماری نظر میں مزدور حقوق کے تحفظ اور جمہوری انداز میں مزدور تحریک کے ارتقاء کے حوالے سے ذہن میں آتے ہیں۔

س۔فرض کریں الیکشن منسوخ نہیں ہوتے۔کیا یہ درست ہے کہ آپ پراپیگنڈہ جاری رکھیں گے؟

ج۔درست

س۔حکومت میں آنے کی کوشش کریں گے؟

ج۔درست

س۔اس میں چاہے کتنا ہی وقت لگ جائے؟

ج۔ہم وقت کا کوئی تعین نہیں کر سکتے۔

س۔سرمایہ دار الیکشن کس طرح منسوخ کریں گے؟اس مقصد کو وہ کس طرح حاصل کریں گے؟

ج۔مختلف طریقوں سے کر سکتے ہیں۔۔۔قانون بنایا جا سکتا ہے، کانگرس سے ووٹ لیا جا سکتا ہے کہ ایمر جنسی ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ الیکشن کی جدو جہد میں نہ پڑا جائے اور اس دوران اختیارات صدر یا کسی اور شخص کو دے دیئے جائیں۔یہ عرصہ لمبا بھی ہوسکتا ہے اور مختصر بھی مگر زیادہ امکان ہے کہ یہ عرصہ لمبا ہوگا۔

فرانس کے عوام کی منتخب کی ہوئی پارلیمنٹ کے ساتھ بالکل یہی ہوا۔سوشلسٹ، ریڈیکل سوشلسٹ، کمیونسٹ، کنزرویٹو اور دیگر پارٹیوں کی نمائندگی کو محدود کر دیا گیا۔ پارلیمنٹ تحلیل کر دی گئی اور ایک آمر کو اختیارات کے ساتھ تا حکم ثانی نامزد کر دیا گیا۔ بالکل اسی طرح ہوا (اشارہ کرتے ہوئے)

س۔فرض کریں جن مفروضوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔واقعات اس انداز سے وقوع پذیر نہ ہوں، وہ یہ سب کچھ نہ کریں اور آپ سینٹ، ہاؤس اور حکومت کا کنٹرول بذریعہ الیکشن حاصل کر لیں۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ فوج اور نیوی آپ کے خلاف ہو جائیں گی اور آپ کی اتھارٹی کی مزاحمت کریں گی۔

ج۔میرے خیال سے وہ چند افسر جو حکمران طبقے کے مقتدر حلقوں سے تعلق رکھتے ہوں گے ایسا کر سکتے ہیں۔کچھ افسر عوامی حکومت کی اتھارٹی کو متنازعہ بنا سکتے ہیں۔ایسی مثالیں موجود ہیں۔

س۔جی ہاں! مجھے معلوم ہے آپ مثالیں دے رہے ہیں مگر میں اس ملک کی بات کر رہا ہوں۔اب آپ الیکشن کے ذریعے حکومت بنا چکے ہیں۔بتائیں اس صورت میں آپ کے خلاف مزاحمت کی شکل کیا ہوگی۔یہ مزاحمت کون کرے گا اور کس طرح کرے گا؟

ج۔محروم ہو جانے والے کے خطرے سے دوچار حکمران طبقے کے ایجنٹ کریں گے۔

جس طرح لنکن نے کیا

س۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ امریکی حکومت کی نیوی اور آرمی اپنی بندوقوں کا رخ آپ کی طرف کر دیں گی اگر آپ الیکشن کے ذریعے حکومت حاصل کرلیں تو ؟

ج۔میرا خیال ہے کچھ افسر ایسا کر سکتے ہیں مگر سب نہیں۔اگر آرمی اور نیوی کے تمام لوگوں میں یہ سوچ پائی جا رہی ہوگی تو یہ اس بات کا اظہار ہوگا کہ ہم منتخب نہیں ہو سکتے کیونکہ آرمی اور نیوی کم وبیش عام عوام کا ہی عکس ہوتے ہیں۔اگر ہم اقلیتی ووٹ حاصل کر کے منتخب ہوتے ہیں تو یقین رکھیں اس کا عکس آرمی اور نیوی کے اداروں میں بھی نظر آئے گا۔ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔

س۔آپ اس سرکشی کا مقابلہ کیسے کریں گے؟

ج۔جس طرح لنکن نے 1861ء میں کیا۔

س۔کیا آپ حکومت میں آنے سے پہلے ہی آرمی بنالیں گے یا اس وقت جو فوج موجود ہوگی، جب آپ حکومت میں آئیں گے،اسے استعمال کریں گے۔

ج۔ہم وہ اقدامات اٹھائیں گے جو ممکن ہوں گے۔1861ء میں امریکی فوج کے ایک بڑے حصے اور افسران نے لنکن کی منتخب حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔جو لوگ بغاوت میں شریک نہیں ہوئے لنکن نے ان کو ساتھ ملایا، کچھ نئے لوگ بھرتی کئے اور باغیوں کا مقابلہ کیا۔میں ہمیشہ یہ سمجھتا آیا ہوں کہ یہ زبردست حکمت عملی تھی۔

س۔مگر کیا اس دوران آپ ورکرز ملیشیا تشکیل نہیں دینا چاہیں گے؟

ج۔ورکرز ڈیفنس گارڈ۔جی میں اتفاق کرتا ہوں۔

س۔میرا مطلب ہے صرف یونین دفاتر کے تحفظ کے لئے نہیں بلکہ دیگر مقاصد کے لئے بھی۔کیا یہ درست ہے؟ جب آپ اقتدار کی طرف بڑھ رہے ہوں گے کیا اس دوران آپ ورکرز ملیشیا تشکیل نہیں دیں گے؟ تا کہ جب آپ حکومت حاصل کرلیں تو یہ آپ کی مدد کرسکیں؟

ج۔ہم ورکرز ڈیفنس گارڈ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ خالص امریکی

اصطلاح ہے اور ہم جو اظہار اس اصطلاح سے کرنا چاہتے ہیں وہ بخوبی اس کے ذریعے ہوتا ہے۔ ورکرز ڈیفنس گارڈ اسی حساب سے پھلے پھولیں گی جس حساب سے ان کو کام درپیش ہوگا نہ کہ ہماری مرضی کے مطابق۔

اگر فاشسٹوں میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ یونینوں کے خلاف لڑائی لڑتے ہیں تو یونینوں کو لازمی طور پر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی ڈیفنس گارڈ بنانی پڑے گی۔ اگر یہ ڈیفنس گارڈ فاشسٹ غنڈوں اور بدمعاشوں کا مقابلہ نہ کر پائیں گی تو یونینوں کے پاس اس کے سوا کوئی اور چارہ کار نہ ہوگا کہ وہ اپنی گارڈ کو مزید مضبوط بنائیں۔ فاشسٹوں اور ورکرز ڈیفنس گارڈ کے درمیان اس جدوجہد میں ہمیں امید ہے ورکرز ڈیفنس گارڈ ترقی کریں گی اور آخر کار زبردست طاقت حاصل کرلیں گی۔

س۔ چلیں معاملے کو ذرا ٹھنڈا کرتے ہیں۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ منتخب نہیں ہو سکتے؟

ج۔ ہمارا پروگرام کہتا ہے کہ نہیں اور اس کی وجوہات میں بیان کر چکا ہوں۔

س۔ مگر آپ کو توقع ہے کہ آپ بہر حال اقتدار حاصل کر سکتے ہیں؟

ج۔ جی ہاں! انقلاب کو جبر سے نہیں دبایا جا سکتا کیونکہ انقلاب عوام کی اکثریت کی زبردست معاشرتی تحریک ہوتا ہے۔

س۔ گویا آپ کی پارٹی منتظر ہے کہ سرمایہ داروں اور آپ کے نظریات میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کے نتیجے میں خانہ جنگی لازمی امر ہے؟

ج۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم اس انداز میں منتظر نہیں کہ ہم خانہ جنگی کی خواہش رکھتے ہیں۔

س۔ جی میں آپ کی بات سمجھ گیا۔

ج۔ اور ہم اسے لازمی امر نہیں سمجھتے۔ تاریخی عمل کے کئی رخ ممکن ہیں۔

مگر ہم یہ کہتے ہیں اگر تاریخ سے سبق حاصل کیا جائے تو زیادہ امکان یہ ہے کہ اس

ملک کا حکمران طبقہ، اس سے قبل کہ ہم کانگرس میں اکثریت حاصل کریں، مزدوروں کے ساتھ تنازعہ کو فاشسٹ تشدد کی مدد سے حل کرنے کی کوشش کرے گا یا اگر ایسا مقام آتا ہے کہ ہم جمہوری الیکشن میں اکثریت حاصل کرنے کی پوزیشن میں آجائیں تو حکمران طبقہ ہمارے خلاف غلام داروں کی بغاوت کھڑی کر دے گا۔ ہم اس بغاوت کو کچلنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

س۔اور اس مقصد کے لئے آپ پہلے ہی سے ورکرز آرمی تشکیل دینا چاہتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

ج۔اس قسم کی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ محض پروگرام کی مدد سے ورکرز آرمی تشکیل نہیں دے سکتے۔ مزدوروں کی فورس یونینوں کے اندر سے، ورکرز ڈیفنس گارڈ کے اندر سے، مسلح افواج میں موجود سپاہیوں اور کسانوں کے اندر سے جنم لے گی۔ جب لوگوں کی اکثریت ہمارے ساتھ ہوگی تو ہم بے وسائل نہ ہوں گے۔

س۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا۔اب یہ بتائیں کیا یہ درست نہیں کہ ہر ٹریڈ یونین کے اندر ورکرز ڈیفنس گارڈ کی تشکیل ممکنہ مزاحمت کے پیش نظر آپ کے پروگرام کو تقویت فراہم کرتی ہے؟

ج۔جی ہاں۔ یہ ایک لازمی امر ہے۔

س۔کویا آپ کے حتمی مقصد کے لئے یہ ایک اچھی بات ہے کہ یونین ڈیفنس گارڈ ابھی سے بنائی جائیں؟

ج۔اگرانہیں تشکیل دیا جا سکے تو یہ اچھا خیال ہے مگر آپ ورکرز ڈیفنس گارڈ محض اس لئے منظم نہیں کر سکتے کہ آپ ایسا چاہتے ہیں۔ جب ان کی زبردست ضرورت محسوس ہوتی ہے تو مزدوروں کو پتہ ہے انہیں ایسا کرنا ہے، ہمارے خیالات سے ان کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

س۔کیا سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے لئے یہ بات خوش آئند نہ ہوگی کہ ہر ٹریڈ یونین

کے اندر اپنے حتمی مقصد کی خاطر ورکرز گارڈ تشکیل دی جائے۔

ج۔ میں اس سے ذرا آگے جا کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب یونینوں کو فاشسٹ تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ورکرز ڈیفنس گارڈ کی تشکیل خود بخود عمل میں آجاتی ہے۔

مگر گارڈ کوئی ایسی شے نہیں جسے ہم دو ہاتھوں سے بنالیں۔ یہ جدوجہد کے ارتقاء کے نتیجے میں قدرتی عمل کے طور پر جنم لیتی ہیں اور ہم اس عمل کو قبل از وقت بھانپنے کی کوشش کرتے ہیں، اس عمل کو تیز کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس خیال کو مقبول بنانے کی کوشش کرتے ہیں، مزدوروں کو بتاتے ہیں کہ یہ اچھی حکمت عملی ہے اور انہیں اس بارے میں قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے ہم کتنی ہی کتابیں کیوں نہ لکھ ڈالیں اور چاہے کتنا بھی شور مچالیں، اگر کہیں یونین کو مداخلت کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا تو ورکرز ڈیفنس گارڈ تشکیل نہیں دی جا سکتی۔ مینا پولیس میں آپ کہہ سکتے کہ اس کا بہترین اظہار ہوا جہاں یونین کے اندر ہمارے بہت سے کامریڈ ہیں اور بہت سارے بہت اچھے دوست ہیں مگر جب سلور شرٹس کا خاتمہ ہوگیا تو یونین ڈیفنس گارڈ کے کرنے کو کچھ باقی نہ رہا لہٰذا وہ ختم ہوگئی۔ اسے مصنوعی طور پر تشکیل نہیں دیا جا سکتا۔

س۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یونین ڈیفنس گارڈ کا وجود باقی نہیں رہا۔

ج۔ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ وہ باضابطہ طور پر موجود ہے البتہ وہ متحرک نہیں۔ کم از کم گواہوں سے تو یہی پتہ چلتا ہے۔

انقلاب کے بعد ورکرز آرمی

س۔ اچھا اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ حکومت میں آجائیں گے تو کیا آپ اپنی فوج تشکیل نہیں دیں گے؟

ج۔ جی ہاں۔

س۔ آپ کا ڈیکلریشن آف پرنسپلز کہتا ہے کہ مزدور ریاست میں پیشہ ور فوج نہ ہوگی

بلکہ اس کا انحصار عوامی مزدور ملیشیا پر ہوگا جس میں ہر قسم کے امتیازات، ماسوائے تکنیکی مہارت کے حوالے سے، کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور افسروں پر سپاہیوں کو جمہوری اختیار حاصل ہوگا۔

ج۔ یہ ہمیشہ سے فوج کا مارکسی تصور رہا ہے۔

س۔ کیا آپ اس کی تشریح کرنا پسند کریں گے۔

ج۔ ہم پیشہ ور فوجیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر محروم ہونے والے سرمایہ دار طبقہ سے مزدور ریاست کا معاہدہ ہو بھی جاتا ہے کہ اگر وہ اکثریت کی مرضی کو تسلیم کر کے پنشن پر چلے جائیں تو اس کے باوجود بھی کچھ عرصہ کے لئے یہاں فوج کے ادارے کی ضرورت ہوگی۔ ممکن ہے کہ سرمایہ دار یورپ، ہٹلر یا اس قسم کی کوئی چیز، ہمارے ملک کے لئے خطرہ بن جائے اور ملک کے دفاع کے لئے ہمیں فوج کی ضرورت ہوگی۔

ہمارا آئیڈیا یہ ہے کہ ماسوائے تکنیکی مہارت رکھنے والے فوجیوں کے، پیشہ ور فوجیوں کا طبقہ نہیں ہوگا۔ ہر صحت مند شہری کے لئے فوجی خدمات لازمی ہوں گی۔ لوگوں کو مسلح کیا جانا چاہیے۔

س۔ میرے خیال سے میں یہ بات سمجھتا ہوں مگر کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ اس بات کا کیا مطلب ہے (ڈیکلریشن آف پرنسپلز پڑھتے ہوئے: ''تمام امتیازات، ماسوائے وہ جو تکنیکی مہارت کے حوالے سے ضروری ہوں گے، کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور افسروں پر سپاہیوں کو جمہوری کنٹرول حاصل ہوگا''۔ پہلے ہم پہلے جملے کی بات کرتے ہیں۔ ''تمام امتیازات، ماسوائے وہ جو تکنیکی مہارت کے حوالے سے ضروری ہوں گے، کا خاتمہ کر دیا جائے گا''۔ اس سے کیا مراد ہے؟

ج۔ ملٹری کے ادارے میں کچھ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو تکنیکی مہارت رکھتے ہوں مثلاً توپ خانہ، فضائیہ وغیرہ۔ جن امتیازات کا ہم خاتمہ کرنا چاہتے ہیں وہ ہیں مراعات کے حوالے سے امتیازات، وہ امتیازات جن کی بدولت افسر سپاہیوں سے زیادہ

مراعات حاصل کرتے ہیں، نہ صرف زیادہ بلکہ اس قدر زیادہ کہ افسروں کی دنیا سپاہیوں سے مختلف ہوتی ہے۔افسر کے لئے تو ممکن ہے کہ وہ شادی کرے،سوشل لائف گزارے، انسانوں کی طرح زندہ رہے مگر سپاہی ،جس کی تنخواہ انتہائی قلیل ہوتی ہے،ان تمام چیزوں سے محروم رہتا ہے۔اگر ہمارا نظام موجود ہوتا تو ہم مراعات کے حوالے سے ان امتیازات کا خاتمہ کردیتے اور ملٹری کے ادارے میں کم وبیش ہر فرد کو ایک جیسی تنخواہ اور مراعات حاصل ہوتیں۔میں ہرگز یہ نہیں کہہ رہا کہ اس بات کا اطلاق صرف فوج پر ہوتا۔ہمارے نظریئے کے مطابق اس کا اطلاق عمومی طور پر پورے معاشرے پر ہوتا ہے۔

س۔اگر ایک انتہائی مثال لی جائے تو اس کے مطابق ایک پرائیویٹ میجر جنرل کے برابر ہونا چاہیے۔میرے خیال سے آپ کا نظریہ یہ کہتا ہے۔

ج۔فوجی علم اور فوجی پوزیشن کے حوالے سے برابر نہیں لیکن باعزت زندگی گزارنے کا حق رکھنے کے حوالے سے برابر۔اسے یہ حق کیوں حاصل نہ ہو؟

س۔میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔ایک کیپٹن کی مثال لیں،کیا وہ اپنے پرائیویٹس کو آرڈر دینے کا مجاز ہوگا؟

ج۔جی ہاں

س۔کیا وہ آرڈر پر عمل کرنے کے پابند ہوں گے؟

ج۔جی ہاں!ڈسپلن اور کمانڈ کے بغیر ملٹری کا ادارہ نہیں چل سکتا۔

س۔''افسروں پر سپاہیوں کا کنٹرول'' سے کیا مراد ہے؟

ج۔ہم اس بات کے حامی ہیں کہ ملٹری کے اداروں میں سپاہیوں کو اپنے افسر منتخب کرنے کا حق ہونا چاہیے بالکل اسی طرح جس طرح انہیں معاشرتی زندگی میں شہر کے نمائندے یا یونین میں یونین کے عہدیدار منتخب کرنے کا حق ہے۔ہم سمجھتے ہیں اس انداز میں وہ بہت افسروں کو منتخب کریں گے اور ایسے افسروں میں ان کا اعتماد زیادہ ہوگا۔ بہ نسبت ان افسروں کے جو ان پر مسلط کردیئے جاتے ہیں۔سپاہیوں کو افسر منتخب کرنے کا

جمہوری اختیار دے کر بہتر ڈسپلن قائم کیا جا سکتا ہے۔

س۔کیا کوئی سیاسی کومیسار، اگر میں درست لفظ استعمال کر رہا ہوں تو، بھی مقرر کیا جائے گا جسے افسروں پر اختیار حاصل ہو گا؟

ج۔اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ کیا افسر قابل بھروسہ ہیں یا نہیں۔

س۔میرے خیال سے سویت روس میں ایسا ہی تھا؟ کیا میں درست کہہ رہا ہوں!

ج۔جی ہاں! انقلاب کے بعد جو فوج تھی اس میں بے شمار افسر ایسے تھے جنہوں نے زارشاہی کے دوران تربیت حاصل کی تھی۔

س۔کیا سیاسی کومیسار کے تقرر سے آپ کی مراد افسروں پر جمہوری کنٹرول ہے؟

ج۔نہیں یہ ایک بالکل مختلف بات ہے۔جمہوری کنٹرول سے ہماری مراد ہے سپاہیوں کو افسر منتخب کرنے اور افسروں کو (ری کال واپس بلانے) کا حق۔

س۔مگر کیا آپ ریاستی انتظامیہ کا کوئی نمائندہ، وہ کچھ بھی کہلائے، فوجی دستوں کے ساتھ افسروں پر کنٹرول کے لئے موجود ہو گا؟

ج۔کیا آپ روسی فوج میں کومیساروں کے ادارے کی بات کر رہے ہیں؟

س۔معلوم نہیں۔میں آپ سے پوچھ رہا ہوں؟

ج۔میں اس کی وضاحت کرتا ہوں مگر وہ مختلف چیز ہے۔انقلاب کے بعد ٹراٹسکی کی منظم کردہ اور نو تشکیل شدہ فوج میں ہزاروں ایسے افسر تھے جنہوں نے زارشاہی کے دور میں تربیت حاصل کی تھی۔مزدوروں کے پاس کوئی موقع موجود نہ تھا کہ وہ اپنے لوگوں کو افسر بننے کے لئے تیار کر سکتے۔بہت سے افسر مختلف وجوہات کی بنا پر سویت حکومت کی حمایت کر رہے تھے۔کچھ انقلاب کے حامی بن گئے تھے۔کچھ تھے جو انقلاب کے تو مخالف تھے مگر محب وطن تھے اور حملہ آوروں کے خلاف ملکی دفاع کے لئے لڑنا چاہتے تھے۔کچھ ایسے تھے جنہوں نے حالات سے سمجھوتہ کر کے ان کو بہترین طریقے سے استعمال کرنے کی کوشش کی۔مگر ان میں سے بہت سے ایسے تھے جن پر سیاسی طور پر اعتبار

نہیں کیا جا سکتا تھا۔ان پر کومیسار کو جو کنٹرول حاصل تھا اس کی نوعیت اس سے مختلف ہے جس کی ہم بات کرتے ہیں یعنی الیکشن کے ذریعے۔یہ کنٹرول حکومت کے مقتدر حلقے کا تھا۔کومیسار کو مرکزی حکومت قابل بھروسہ نمائندہ کے طور پر مقرر کرتی اور اس کا فرض تھا افسروں کے ساتھ مل کر کام کرنا اور یہ دیکھنا کہ افسر وفاداری سے اپنے فرائض نبھا رہے ہیں ۔یہ ایک تجربہ تھا جو روس میں کیا گیا۔

ہم نے اپنے پروگرام میں اس کا تذکرہ تک نہیں کیا۔معلوم نہیں یہاں کیا صورت حال ہوگی ۔ میں یہاں یہ اضافہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جوں جوں افسر نئی حکومت کا حصہ بنتے گئے اور جوں جوں نو تربیت یافتہ افسر آتے گئے ،اسی مناسبت سے کومیسار کا ادارہ گھٹتا چلا گیا۔

س۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا سیاسی کومیسار مقرر کرنے کی شق سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے پروگرام میں شامل ہے؟

ج۔نہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ ہمارے پروگرام کا حصہ ہے۔

س۔میں آپ سے پوچھ رہا ہوں ۔

ج۔یہ نہ پروگرام کا حصہ ہے نہ ہی اسے رد کیا گیا ہے۔یہ ان بہت سے نظریات میں سے ایک ہے جن کا جواب دینا باقی ہے۔

س۔کیا سپین میں ہونے والی حالیہ خانہ جنگی میں بھی ایسا ہی نہیں کیا گیا تھا؟

ج۔جی ہاں !کسی حد تک ۔

س۔ کیا آپ ہمیں تھوڑا بہت اس بارے میں بتائیں گے کہ ٹریڈ یونین کے زیر اہتمام ٹریننگ کے بارے میں آپ کا پروگرام کیا چاہتا ہے اور آپ سپین کی مثال دے سکتے ہیں ۔براے مہربانی اس بارے میں ہمیں بتائیے؟

ج۔ میں نے پہلے ذکر کیا کہ پیپلز فرنٹ نے الیکشن میں اکثریت حاصل کی۔رجعت پسند اقلیت نے اس کے خلاف بغاوت شروع کر دی اور فوج کے ایک بڑے حصے کی مدد

سے سرکشی شروع کر دی۔ دوسری جانب، جیسا کہ اکثر ہوتا ہے، فوج کا ایک حصہ آئینی طور پر بننے والی حکومت کا وفادار رہا جیسا کہ ہمارے ہاں خانہ جنگی کے دوران ہوا...... فوج تقسیم ہوگئی۔

مزدور ہتھیاروں کا مطالبہ کر رہے تھے مگر پیپلز فرنٹ کی حکومت انکار کرتی رہی۔ تاخیر سے کام لیتی رہی یہاں تک کہ مزدور اسلحہ استعمال کرنے کی کوئی تربیت حاصل نہ کر سکے۔ سپین میں فاشزم کی فتح کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ مزدور تنظیمیں فاشسٹوں کی سب سے زیادہ مخالف تھیں۔ سپین میں ہماری پارٹی نے کو پیپلز فرنٹ حکومت کی حمایت نہیں کی مگر فاشسٹوں کو شکست دینے کے لئے اس نے مسلح جدوجہد کی حمایت کی، اس میں حصہ لیا اور ری پبلیکن، ڈیموکریٹ اور دیگر پارٹیوں کے ساتھ شانہ بشانہ لڑائی لڑی۔

یونینوں اور مزدور تنظیموں نے محسوس کیا کہ وہ اپنی مشینری کے ذریعے لوگوں کو خود منظم اور مسلح کر کے، بہ نسبت پیپلز فرنٹ حکومت کے ذریعے، بہتر انداز میں لڑ سکتے ہیں۔ وہاں کی مضبوط یونینوں نے اپنے دستے تشکیل دیئے۔ سیاسی جماعتوں نے اپنے دستے تشکیل دیئے جو محاذ پر ری پبلیکن اور باضابطہ آرمی کے شانہ بشانہ جنگ میں لڑے۔ ان کے بغیر سپین میں سنجیدہ فوجی جدوجہد ممکن نہ تھی۔ مگر شروع کے سالوں میں سپین کے مزدوروں کو فوجی تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا ہوتا، بالخصوص انہیں افسر بننے کے لئے تربیت کا موقع ملا ہوتا تو سپین کی خانہ جنگی کا نتیجہ مختلف ہوتا۔

س۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت کی وفادار فوج نے اسی قسم کا جمہوری کنٹرول نافذ نہیں کر رکھا تھا جس کی بات آپ کا پارٹی پروگرام کرتا ہے۔

ج۔ میرے خیال سے ابتدا میں ایسے کچھ دستوں میں یہ کنٹرول موجود تھا جن کو یونینیں کنٹرول کر رہی تھیں۔ میرے علم میں نہیں کہ کیا پوری فوج میں ایسا تھا۔ میں سپین کی خانہ جنگی میں ملٹری کے حوالے سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔

س۔ کیا آپ کی پارٹی یہ نہیں چاہتی کہ امریکی فوج کو بھی اس انداز میں چلایا جائے؟

ج۔جی ہاں! ہم سمجھتے ہیں کہ سپاہیوں کو افسر منتخب کرنے کا حق ہونا چاہئے۔

س۔ابھی سے؟

ج۔جی ہاں! ابھی سے۔

س۔اور اگر ہمیں جنگ میں جانا پڑ جائے تو؟

ج۔اس صورت میں تو اس کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ یہ زیادہ اہم اس لئے ہوجاتا ہے کہ سپاہی اپنی مرضی سے وہ افسر چن سکیں جن پر انہیں بھروسہ ہو۔وہ خطرات کا مقابلہ کرنے جارہے ہوں گے۔یہ انتہائی ناخوش کن صورت حال ہے کہ ان کی زندگی کو خطرے میں ڈالا جائے اور ان کی کمان ایسے افسر کے ہاتھ میں ہو جن پر سپاہیوں کو بھروسہ نہ ہو۔

س۔کیا یہ درست نہیں کہ آپ کی پارٹی کے ارکان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ فوج میں جا کر بھی پارٹی سے وفادار رہیں۔

ج۔انہیں ایسی کوئی ہدایت نہیں کی جاتی مگر اس بات کو یقینی سمجھا جاتا ہے کہ کوئی بھی شخص جس کی تربیت ہماری تحریک نے کی ہو، وہ کسی بھی قسم کے حالات میں اپنے اصول ترک نہیں کرے گا۔

مسٹر شیون ہاٹ۔ یور آنر! کیا آپ اس موقع پر کارروائی روکنا چاہیں گے؟

عدالت۔جیوری کے معزز خواتین وحضرات! کل تھینکس گوینگ ڈے (Thanks giving Day) ہے اور ہم یہ دن منائیں گے۔اس دن کے لئے نیک خواہشات۔

عدالت کی ہدایات کو ذہن میں رکھیں۔

جمعہ کی صبح دس بجے تک کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس پر 4:35 شام تا 10:00 بجے صبح، بروز جمعہ، 21 نومبر 1941ء تک باقاعدہ وقفہ کیا گیا)

انقلاب روس سے زیادہ قانونی انقلاب ممکن نہیں

س:۔ (از مسٹر شیون ہاٹ): میں آپ کی ملٹری پالیسی کے حوالے سے ایک تقریر کا حوالہ یہاں پیش کروں گا جو 26 اکتوبر 1940ء کو ''سوشلسٹ اپیل'' میں شائع ہوئی: '' کسی نے پوچھا تھا کہ ہم جبری بھرتی کی گئی فوج میں کس طرح کام کریں۔ہم اسی طرح اس فوج میں کام کریں گے جس طرح کسی فیکٹری میں۔درحقیقت اس وقت انڈسٹری کا اہم مقصد فوج کو سپلائی ہے۔آپ فرق کہاں کریں گے؟ اس وقت شائد ہی کوئی صنعت ہو جو فوج کو رسد کی فراہمی یا ٹرانسپورٹ میں ملوث نہ ہو۔عوام یا فوج میں ہیں یا فوج کو سپلائی فراہم کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔مزدوروں کا فوجی استحصال ہو رہا ہے۔ہم فوجی استحصال کے خلاف غلاموں کے مفادات کا تحفظ اسی انداز میں کرتے ہیں جس طرح کسی فیکٹری میں ہم سرمایہ دارانہ استحصال کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں۔ ہمارا بنیادی راستہ بقا کا راستہ ہے۔ دوسرا نقطہ یہ ہے کہ احتیاط سے کام لیں۔خبردار رہیں۔ بغاوت کی کوشش نہ کریں۔کوئی قبل از وقت اقدام نہ کریں جس سے ہم بے نقاب ہو جائیں اور لوگوں سے کٹ کر رہ جائیں۔عوام کا ساتھ دیں۔عوام کے ساتھ اسی طرح رہیں جس طرح کرنسکی کی فوج میں بالشویک عوام کے ساتھ تھے۔ یہاں ہم ایسا کیوں نہ کریں؟ اور اس کے علاوہ ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟ ملٹری ازم کے شکنجے میں جکڑی دنیا میں نجات کے لئے فوجی ذرائع کے علاوہ ہمارے پاس اور کیا راستہ ہے؟ اور بغیر فوج میں داخل ہوئے ہم فوجی ذرائع کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔

کیا اس سے آپ کی مراد یہ نہیں کہ اپنے ممبروں سے آپ یہ چاہتے ہیں کہ جب انہیں فوج میں بھرتی کیا جائے تو وہ دوسرے فوجیوں میں اپنے نظریات کی تبلیغ کریں اور یوں کمان کرنے والے افسروں کی فوجی استحصال کے خلاف اپنا دفاع کریں؟ کیا یہ کہنا مناسب نہ ہوگا کہ اس بیان سے یہی مراد ہے؟

ج:۔ ہماری پارٹی اس بات کی حمایت کرتی ہے کہ عام سپاہیوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے' ہماری پارٹی اچھے سلوک کے لیے ان کے جمہوری حقوق' اظہار رائے کے حق' کانگرس بلانے کے حق' اپنے افسران' کم از کم چھوٹے افسران' کے انتخاب کے حق اور عمومی طور پر سرمایہ دارانہ بدسلوکی سے تحفظ کی بات کرتی ہے۔

س:۔ اور یہی وہ چیز ہے جو آپ اپنے ان ممبروں سے توقع کرتے ہیں جو فوج میں ہیں کہ وہ ان خیالات کا پراپیگنڈہ کریں؟

ج:۔ جی ہاں!

س:۔ فوج میں؟

ج:۔ اسی طرح جس طرح وہ فیکٹری میں کرتے ہیں۔

س:۔ کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ اس طرح فوج کے کام میں مداخلت ہوگی؟

ج:۔ اگر یہ بیان دوبارہ پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہم بغاوت کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہم ممبروں سے کہتے ہیں۔ "کوئی بغاوت نہ کی جائے اور فوج کی راہ میں رکاوٹ حائل نہ کی جائے۔" ہماری ممبروں کو واضح ہدایت ہے کہ ملٹری آپریشن کی راہ میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے بلکہ اپنی کوششیں پراپیگنڈے کی حد تک محدود رکھی جائیں تاکہ عام عوام کی حمایت اور ہمدردی حاصل کی جا سکے۔

س:۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے لوگ اس قسم کا پراپیگنڈہ بھی کرتے رہیں اور اس سے ملٹری کے کام میں رکاوٹ پیدا نہ ہوگی؟

ج:۔ جی میں ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ میرے خیال سے اگر عام سپاہیوں کے جذبات اور حقوق کا خیال رکھا جائے تو فوج کی زندگی کہیں بہتر ہو سکتی ہے۔ ہم ایسی ملٹری ازم جس میں عام سپاہیوں کو تنظیمی حقوق حاصل نہ ہوں' ان پر اوپر سے ڈسپلن لاگو کیا گیا ہو' ان کو اظہار رائے کی آزادی نہ ہو اور ان کے جذبات کا کوئی خیال نہ کیا جاتا ہو' ہم ایسے ملٹری ازم کے اسی طرح خلاف ہیں جس طرح سول لائف میں ہم اس قسم کی صورت حال کی

کسی فیکٹری میں مخالفت کرتے ہیں۔

س:۔ اور آپ جس انداز سے اس وقت بات کر رہے ہیں آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے ممبر فوج میں بھی اس طرح سے بات کریں۔کیا یہ درست نہیں؟

ج:۔ ہر کوئی اپنے اپنے انداز میں بات کرے۔

س:۔ 29 جون 1940ء کو سوشلسٹ اپیل نے ''مینی فیسٹو آف دی فورتھ انٹرنیشنل'' سے یہ رپورٹ شائع کی:۔''جنگ سے بالاتر' ہم اپنا بنیادی فریضہ ادا کرتے رہتے ہیں: ہم مزدوروں میں یہ وضاحت کرتے رہتے ہیں کہ ان کے مفادات اور خون کی پیاسی سرمایہ داری کے مفادات میں ایکا نہیں ہوسکتا' ہم محنت کشوں کو سرمایہ داری کے خلاف متحرک کرتے ہیں' ہم جنگ میں شامل اور غیر جانبدار ممالک کے مزدوروں میں یکجہتی کا پرچار کرتے ہیں' ہم ہر ملک میں مزدوروں اور سپاہیوں کے بھائی چارے کی بات کرتے ہیں' میدان جنگ میں مخالف محاذوں پر کھڑے سپاہیوں کے بھائی چارے کی بات کرتے ہیں' ہم خواتین اور نوجوانوں کو جنگ کے خلاف متحرک کرتے ہیں' ہم انقلاب کے لئے مستقل' مسلسل اور ان تھک تیاری کرتے ہیں۔یہ تیاری ملوں' فیکٹریوں' دیہاتوں' بیرکوں' محاذوں اور بحری بیڑوں پر کرتے ہیں'' کیا آپ فوجیوں کو یہ سب کرتا دیکھنا چاہتے ہیں'' کیا یہ درست نہیں؟

ج:۔ جی ہاں' سپاہیوں بلکہ ہر کسی کے لیے خیالات کا خلاصہ یہی ہے۔اس طرح سے قتل عام کو روکا جا سکتا ہے۔

س:۔ کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ فوج میں ان خیالات کے نفاذ سے فوجی کام میں حرج ہوگا؟

ج:۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ کوئی ایسا محاذ کھولا جائے جس سے مخالف فوج کو فائدہ ہو۔ہم یہ حل تمام سامراجی ممالک کے سپاہیوں کو پیش کر رہے ہیں۔مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم امریکی فوج کے مفادات کو کسی مخالف فوج کے مقابل نقصان پہنچانا

چاہتے ہیں۔یہ بات آپ کو ہمارے لٹریچر میں کہیں نہیں ملے گی۔

س:۔ خیر اس بات پر آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔30 مارچ 1940ء کے ''سوشلسٹ اپیل'' میں ورکرز فورم میں ایڈیٹر کا نوٹ شائع ہوا ہے جس کے مطابق:'' بھرتی کئے جانے پر فوج میں داخل ہونا ہمارے کام کے لیے ضروری ہے''۔اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج:۔ کیا اس سے متصل جملہ بھی موجود ہے؟

س:۔ یہ ثبوت A-215 میں ہے مسٹر اسمتھ ہمارے لئے اسے یہاں پیش کریں گے۔جب تک مسٹر اسمتھ اسے پیش کرتے ہیں' میں اس دوران 29 جون 1940ء کے ''سوشلسٹ اپیل'' میں شائع ہونے والے مضمون بعنوان'' Enlistment Lag Forces Compulsion'' بارے پوچھنا چاہتا ہوں۔اس دوران مزدوروں کو یہ یاد رہنے دیجئے۔جب ان کی فوج میں جبری بھرتی ہو'انہیں فوج میں گزارا ہوا عرصہ ضائع نہ کرنے دیں۔فوجی تربیت کے حوالے سے جو سیکھا جا سکتا ہے انہیں ہر صورت سیکھنا چاہئے تا کہ جب وقت آئے تو وہ اس تربیت کو مزدور تحریک کے لیے استعمال کر سکیں۔اس سے آپ کی کیا مراد ہے۔

ج:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مزدور جتنے زیادہ تربیت یافتہ ہوں گے' جتنی زیادہ فوجی مہارت رکھتے ہوں گے اتنی زیادہ قابلیت کے ساتھ وہ اپنے سوشلسٹ راج کی رجعتی اقلیتوں کے خلاف حفاظت کر سکیں گے۔

س:۔ یہ 30 مارچ 1940ء کو ورکرز فورم میں ایڈیٹر کے نوٹ کا متن ہے۔''ہم لینن کی پیروی کرتے ہیں' ہم جنگ کی مخالفت کرتے ہیں۔ذاتی اظہار کے طور پر نہیں بلکہ سرمایہ داری کے خاتمے کی جدوجہد کے لیے ایک لازمی امر کے طور پر بھرتی کئے جانے پر فوج میں داخل ہونا ہمارے کام کے لیے ضروری ہے''۔

ج:۔ ہمارے لوگ یا ہمارے زیر اثر لوگوں کی جانب سے لازمی فوجی بھرتی سے

انکار کا سیدھا مطلب ہے اس نسل سے لاتعلق ہو جانا جو مستقبل میں چیزوں کا فیصلہ کرے گی، اس طرح کے انفرادی یا اقلیتی اقدامات غلط بھی ہیں اور ایک ایسی پارٹی کے پروگرام سے مطابقت نہیں رکھتے جو اپنے پروگرام کو اکثریت کی حمایت سے عملی جامہ پہنانا چاہتی ہو۔

س:۔ اکتوبر 1938ء میں آپ نے امریکہ میں انقلابی پارٹی کے قیام کے لیے جدوجہد کے دس سال کے موضوع پر تقریر کی جس میں آپ نے کہا ''منیاپولیس کی عظیم ہڑتال میں ٹراٹسکی ازم نے خود کو انتہائی ڈرامائی انداز میں پیش کیا۔ کسی لکھاری کے عقیدے کے طور پر نہیں بلکہ انتہائی جفاکش اور پراثر عمل کے رہنما کے طور پر۔'' اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج:۔ اس سے مراد ہے کہ 1934ء میں میاناپولیس میں ہم سے وابستہ کامریڈوں نے اہم کردار ادا کیا اور عملی طور پر ثابت کیا کہ ٹراٹسکی ازم کے اصول بہترین اور موثر ترین ہیں اور مزدوروں کے مفادات کے لیے موزوں ترین طریقے سے انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

س:۔ کیا یہ اس اصول کا اظہار ہے؟ 12 جولائی 1941ء کے ملیٹنٹ میں ''لوکل 544-CIO کا قابل فخر اور بے داغ ریکارڈ'' کے عنوان سے یہ کہا گیا ہے ''مئی 1934ء کی پہلی ڈرائیور ہڑتال کے دوران مالکوں نے ہڑتالی مزدوروں کے خلاف میاناپولیس کی ساری پولیس اور ڈنڈوں سے مسلح پانچ ہزار اسپیشل ڈپٹی لا کھڑے کئے۔ ''بیل دوڑ کی جنگ'' میں مزدوروں نے پولیس اور ڈپٹیوں کا مقابلہ کیا اور انہیں مار بھگایا'' کیا یہ ہے ٹراٹسکی ازم کا اظہار؟

ج: میں اپنی رائے دے سکتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مزدوروں نے اپنے دفاع کے لیے جو کیا اس میں ٹراٹسکی ازم نے بھی کردار ادا کیا اور مجھے اس پر بے حد فخر ہے۔

س:۔ آپ کی مراد کس قسم کا تشدد ہے؟

ج:۔ جس کے لیے ڈپٹیوں کو منظم کیا گیا تھا یعنی مزدوروں کو سڑکوں سے مار بھگایا جائے۔ ان کو ان کی زبان میں جواب دیا گیا۔ میرے خیال سے مزدوروں کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔ اگر یہ بغاوت ہے تو آپ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

س:۔ جب آپ انقلاب روس کی تاریخ کا کھوج لگا رہے تھے تو آپ نے کہا تھا ''کرنسکی حکومت کے پیروں تلے سے زمین کھسک رہی تھی کیونکہ وہ لوگوں کا کوئی بھی مسئلہ حل نہ کر رہی تھی۔ ''روٹی'' کا نعرہ اور جو دیگر نعرے بالشویکوں نے دیئے وہ عوام کی خواہشات کے ترجمان تھے۔ پیٹروگراڈ سوویت میں بالشویکوں کو اکثریت حاصل ہو گئی۔ سات نومبر کو کل روسی سوویت کانگرس کا انعقاد ہوا۔ وہاں بالشویکوں کو اکثریت حاصل تھی اور اسی دوران جبکہ بالشویکوں کو کل روس سوویت میں اکثریت حاصل ہوئی۔ انہوں نے حکومت سے اختیار لے لیا''۔ کیا آپ اس سے ہمیں یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ بالشویکوں نے اقتدار سوویتوں کی کانگرس میں اکثریتی ووٹ کی بنیاد پر لیا؟

ج:۔ جی درست

س:۔ کیا آپ کے خیال میں حقیقت اس کے برعکس نہیں؟

ج:۔ جی نہیں۔

س:۔ کیا آپ کے علم میں نہیں کہ کانگرس قبل سرکشی کا منصوبہ بن چکا تھا اور درحقیقت سرکشی کانگرس کے انعقاد سے قبل شروع ہو گئی تھی؟

ج:۔ نہیں۔ کانگرس کا انعقاد محاذ آرائی شروع ہونے کے بعد اگلی صبح کو ہوا۔ کانگرس نے نئی حکومت کی تصدیق کر دی۔

س:۔ کیا یہ درست نہیں کہ سرکشی کانگرس کے انعقاد سے پہلے ہی شروع ہو کر ختم بھی ہو چکی تھی؟

ج:۔ جی نہیں۔ اختیار کانگرس کے پاس تھا اور کانگرس حقیقی طور پر با اختیار تھی۔

س:۔ برائے مہربانی میرے سوال کا جواب دیجئے۔ کیا سرکشی کا منصوبہ کانگرس کے

انعقاد سے قبل نہیں بن چکا تھا؟

ج:۔ نہیں ۔ یہ مسئلہ سات نومبر کو کل روسی سوویت کانگرس میں پیش کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے نومبر سات کا انقلاب کہا جاتا ہے۔

س:۔ کیا یہ آپ کے علم میں نہیں کہ لینن نے مسلسل یہ وارننگ دی کہ کانگرس کا انتظار نہ کیا جائے اور اسے قانونی طریقے سے نہ کیا جائے۔

ج:۔ جی ایک موقع ایسا تھا اور لینن کو اکثریتی حمایت حاصل نہ ہوسکی۔

س:۔ حمایت کس کو ملی۔

ج:۔ ٹراٹسکی کو۔

س:۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ٹراٹسکی نے قانونی طریقہ کار کا مذاق اڑایا؟

ج:۔ جی نہیں اس کے برعکس ٹراٹسکی نے اس عمل کو قانونی بنانے کے لیے کانگرس کی منظوری کی بات کی۔ یہی وجہ ہے کہ سات نومبر کا انتظار کیا گیا۔

س:۔ کیا یہ درست نہیں کہ اس نے کرنسکی کو دھوکے میں رکھا اور یہ ظاہر کیا گویا وہ کانگرس کا انتظار کر رہا ہے تا کہ اس بات کا فیصلہ قانونی طور پر ہو سکے کہ اقتدار کس کے پاس رہے؟

ج:۔ اس نے انتظار کا بہانہ نہیں کیا اس نے انتظار کیا۔

س:۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مسٹر ٹراٹسکی اس بابت بیان کرتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ''اکتوبر کے اسباق'' سے دس بارہ صفحے آپ کے سامنے دہراؤں اور پھر آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ میں غلط ہوں یا نہیں۔

(مسٹر شیون ہاٹ ''اکتوبر کے اسباق'' سے صفحہ نمبر 74 تا 80 کا مطالعہ کرتے ہیں)

مسٹر گولڈ مین:۔ یور آنر! یہ کتاب ثبوت کے طور پر رد کر دی گئی تھی مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر وہ ایک دو یا تین جملے اس کتاب سے دہرانا چاہتے ہیں مگر جرح کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسا ثبوت پیش کرنا جسے عدالت رد کر چکی ہے میرے خیال سے زیادتی ہے۔

عدالت:۔ میرے خیال سے یہ ضروری ہے کیونکہ حقائق کے حوالے سے گواہ اور وکیل میں اختلاف ہے۔یہ ایک کوشش ہے گواہ کے بیان کو ان حوالوں سے رد کرنے کی جن کا حوالہ خود گواہ نے دیا ہے۔میرے خیال سے استغاثہ کو اس کا حق حاصل ہے۔وہ اس مطالعہ کو جاری رکھ سکتے ہیں۔

(مسٹر شیون ہاٹ ''اکتوبر کے اسباق'' از ٹراٹسکی کے صفحہ 80 تا 91 کو دہراتے ہیں)

مسٹر شیون ہاٹ:۔ مسٹر کینن !اب یہ بتائیں میں غلط ہوں صحیح کہ سرکشی سوویت کانگرس کی منظوری سے قبل ہی شروع ہو کر ختم بھی ہو چکی تھی؟

ج:۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں نشاندہی کروں گا آپ کہاں غلطی کر رہے ہیں۔ آپ ساری بات کو غلط سمجھے ہیں۔میں نے ثبوت کے لئے جو تاریخ پیش کی وہ ٹراٹسکی تھا۔اس نے انقلاب کی مستند ترین تاریخ رقم کی۔میرے خیال سے مجھے بہت ساری باتوں کا حوالہ دینا پڑے گا تاکہ میں بتا سکوں آپ کہاں غلطی کر رہے ہیں۔

اول:۔ جو صفحات آپ نے پڑھے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی میں تین مختلف آراء پائی جاتی تھیں۔لینن کا خیال تھا ہمیں اکثریت حاصل ہے اور ہمیں انتظار کئے بغیر اقتدار پر قبضہ کر لینا چاہیے۔کامنیف اور زینوویف کی رائے تھی کہ بالشویکوں کو اکثریت حاصل نہیں اور انہیں اقتدار حاصل نہیں کرنا چاہئے۔تیسری رائے ٹراٹسکی کی تھی کہ اس شرط پر اقتدار حاصل کریں اگر اسے سوویتوں کے ذریعے قانونی شکل حاصل ہو جائے۔

دوم:۔ ان صفحات سے ثابت ہوتا ہے کہ مینشویکوں اور بالشویکوں کے لیے طاقت کا سرچشمہ سوویتیں تھیں۔نومبر میں یہ واضح ہو گیا تھا کہ بالشویکوں کو سوویتوں میں اکثریت حاصل ہے۔کرنسکی، جسے ازاں قبل سوویتوں میں اکثریت حاصل تھی اس نے دارالحکومت سے فوجی دستے متحرک کرنے کی کوشش کی۔دستوں نے کیا کیا؟ دستوں نے

سوویت کانگرس کا حکم ملنے تک حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ سات نومبر کو سوویت کانگرس کا انعقاد ہوا۔ اس میں بالشویکوں کی اکثریت ثابت ہوئی اور ان کے اقتدار کی تصدیق کی گئی۔

اس کل روسی سوویت کانگرس میں ماضی کی اکثریتی پارٹیاں موجود تھیں۔ انہوں نے بات کی اور بحث میں حصہ لیا۔ جب ووٹ ہوا تو بالشویکوں کو اکثریت ملی۔ بالشویکوں نے متناسب نمائندگی کے لحاظ سے دیگر پارٹیوں کو حکومت میں شمولیت کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کیا اور واک آوٹ کر گئیں۔ درحقیقت بالشویکوں نے کرنسکی کی سوشل انقلابی پارٹی کے لیفٹ ونگ کو حکومت میں شامل کیا۔

میرے خیال سے یہ ایک شاندار مثال ہے کہ کس طرح ایک انقلابی پارٹی نے پراپیگنڈے کے ذریعے' ایک سیاسی بحران کے دوران' ایک با اختیار ترین ادارے یعنی مزدور کسان سپاہی سوویت کے ڈپٹیوں کو اپنی طرف جیت، جو آبادی کی اکثریت کے نمائندے تھے اور بالشویکوں نے اس با اختیار ادارے کی دی گئی قانونی حیثیت کے مطابق ......۔

س:۔ ایک منٹ! کیا آپ ہمیں ابھی تک یہ بتا رہے ہیں کہ انقلاب کیسے آیا یا یہ کہ انقلاب کوئی بڑی زبردست چیز تھی۔

ج:۔ میں آپ کی اس تشریح کہ یہ انقلاب غیر قانونی تھا کی بابت انقلاب کے ارتقاء کی قانونی حیثیت بارے بات کر رہا ہوں۔ میرے خیال سے ......

س:۔ اس بارے مجھے آپ کی رائے درکار نہیں۔ اگر آپ ہمیں بتانا چاہتے ہیں کہ کیا ہوا تھا؟ تو درست ورنہ کردارنگاری کی ضرورت نہیں؟

ج:۔ میرے خیال سے انقلاب روس سے زیادہ قانونی انقلاب ممکن نہیں۔

مسٹر شیون ہاٹ: بس

مقدس خاندان HOLY FAMILY

تعارف: مارکس کی کتاب ''مقدس خاندان'' کے پانچویں باب کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ یہ اس وقت لکھا گیا جب مارکس کی عمر صرف 24 سال تھی، اسی لئے طرز بیان انتہائی گنجلک اور پیچیدہ ہے۔ اس باب میں وہ یوجین سو کے ناول 'پیرس کے اسرار' کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ساتھ ہی ہیگل کے نظریہ 'مطلق خیال' پر تنقید بھی موجود ہے۔ اسی باب میں وہ مشہور Transformative Method کی بھی وضاحت کرتا ہے۔

''تنقیدی تنقید'' بطور پراسراریت سازی

تنقیدی تنقید اپنی سزیلگیا-وشنو تجسیم میں ''پیرس کی پراسراریت'' Mysteres de Paris کا ایک طرح سے تقدس اختیار کر لینے کا عمل بیان کرتی ہے۔ یہ سن کر وہ مولیئر کے کردار 'بورژوا جنٹلمین'' کی طرح پکار اٹھے گا کہ ''مان لیجئے میں چالیس سال سے زیادہ عرصے سے نثر بول رہا ہوں اور مجھے پتہ بھی نہیں۔ آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ بتایا۔

جناب سزیلیگا دیباچے میں اپنی تنقید کو مقدس شکل دیتے ہیں:

''جمالیاتی دیباچہ'' تنقیدی رزمیہ کی درج ذیل تشریح بیان کرتا ہے، جو خاص طور پر 'پیرس کی پراسراریت' کے بارے میں ہے۔

''یہ رزمیہ ایسے خیالات کو جنم دیتا ہے کہ زمانہ حال فی الذات کچھ نہیں، اور نہ صرف'' (کچھ نہیں اور نہ صرف!) ''ماضی اور مستقبل میں ازلی حد ہے، بلکہ'' (کچھ نہیں، اور نہ صرف، بلکہ) ''بلکہ وہ خلا ہے جو لافانی ہونے کو عارضی پن سے علیحدہ کرتا ہے اور اسے مسلسل پُر کیا جاتا ہے... پیرس کی پراسراریت کا یہ عمومی مطلب ہے۔

جمالیاتی دیباچہ مزید دعویٰ کرتا ہے کہ "اگر نقاد چاہتا تو وہ بھی ایک شاعر ہوتا۔"
جناب سزیلیگیا کی تمام تنقید اس دعویٰ کو ثابت کرے گی۔ یہ ہر لحاظ سے "شاعرانہ فکشن" ہے۔

یہ "آزاد فن" کی پیداوار ہے۔ جمالیاتی دیباچے میں آخر الذکر کی گئی تعریف کے مطابق "یہ بالکل نئی چیز کی ایجاد ہے، کسی ایسی چیز کی جو قطعاً پہلے سے موجود نہ تھی۔

اور آخر کار، یہ ایک تنقیدی رزمیہ ہے۔ کیونکہ یہ "وہ خلا ہے جو جناب سزیلیگا کی تنقیدی تنقید کے مطابق، لافانی پن کو علیحدہ کرتا ہے" ___ یوجین سو کا ناول ___ اور اس خلا کو مسلسل پُر کیا جانا چاہیے۔"

1 "انحطاطی تہذیب کی پراسراریت"
اور "ریاست میں عدم استحقاق کی پراسراریت"

ہم جانتے ہیں کہ فیورباخ نے تجسیم، تثلیث، اور لافانی پن وغیرہ کے عیسائی خیال کو بطور تجسیم کی پراسراریت کے نظریہ کے لیا ہے۔ جناب سزیلیگا موجود دنیا کی تمام شرائط کو بطور پراسراریت لیتے ہیں۔ لیکن جبکہ فیورباخ نے حقیقی اسرار کا انکشاف کیا، جناب سزیلیگا معمولی معمولی باتوں سے اسرار برامد کر لیتے ہیں۔ ان کا فن اس بات میں مشتمل نہیں کہ پوشیدہ کو منکشف کیا جائے، بلکہ منکشف کو پوشیدہ بنا دیا جائے۔

پھر وہ تہذیب، عدم حق کے اندر انحطاط (جرائم پیشہ) کو، اور ریاست کے اندر عدم مساوات کو بطور پراسراریت کے پیش کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سوشلسٹ ادب، جس نے ان اسرار کا انکشاف کیا ہے، جناب سزیلیگا کے خیال میں اب بھی اسرار ہے، یا یہ کہ وہ اس ادب کی مشہور دریافتوں کو 'تنقیدی تنقید' کی ذاتی پراسراریت میں بدل دینا چاہتا ہے۔

لہٰذا ہمیں جناب سزیلیگا کی پراسراریت پر گفتگو پر زیادہ وقت برباد کرنے کی

ضرورت نہیں، ہم ان کے چند شاندار نکات کو ہی زیر غور لائے گے۔

"قانون اور منصف کے سامنے ہر چیز برابر ہے، چاہے وہ اعلیٰ طبقے سے ہے یا ادنیٰ سے، غریب ہے یا امیر۔ یہ مفروضہ ریاست کے نظریے کا اہم ترین نکتہ ہے۔"

ریاست کا؟ اکثر ریاستوں کا نظریہ اس کے الٹ، اعلیٰ اور ادنیٰ، غریب اور امیر کو قانون کے سامنے چھوٹا اور نیچا بناتا ہے۔

"سادہ لوح ہیرا تراش، موریل اپنی سادہ لوح راست بازی میں واضح طور پر اس اسرار کو بیان کرتا ہے" (امیر اور غریب کے تضاد کے اسرار کو) "جب وہ یہ کہتا ہے: کاش کہ امیر لوگ جانتے! کاش کہ امیر لوگ جانتے! بدقسمتی یہ ہے کہ امیر لوگ یہ نہیں جان سکتے کہ غربت کیا ہے۔"

جناب سزیلیگا نہیں جانتے کہ یوجین سو تاریخی واقعات کو گڈمڈ کرنے کی غلطی کر جاتے ہیں جب وہ لوئی چہار دہم کے برگھر burghers کا مقولہ 'کاش کہ بادشاہ سلامت یہ جانتے' بدلی ہوئی شکل میں 'کاش کہ امرا یہ جانتے' مزدور موریل کے منہ میں ڈال دیتا ہے جو سراسیمہ تجسس کے دور میں رہتا تھا۔ کم از کم انگلستان اور فرانس میں امیر اور غریب کے مابین یہ سادہ نوعیت کا تعلق ختم ہو چکا ہے۔ وہاں دولت کے سائنسی نمائندوں، یعنی ماہرین معاشیات، نے غربت کے جسمانی اور اخلاقی دکھوں کے بارے میں مفصل سمجھ بوجھ فراہم کر دی ہے۔ انہوں نے اس کا مداوا یہ بتایا ہے کہ غربت موجود رہنی چاہئے کیونکہ موجود حالات لازماً قائم رہنا چاہئیں۔ اپنی بیتابی میں انہوں نے یہ حساب بھی لگالیا ہے کہ غربا کو بذریعہ موت کس تناسب میں محدود کر دینا چاہئے تا کہ امرا کا بھلا ہو اور خود ان کا بھی فائدہ رہے۔

اگر یوجین سو سراؤں، مجرموں کے خفیہ اڈوں اور ان کی زبان کو بیان کرتا ہے، جناب سزیلیگا اس 'اسرار' کو بیان کرتے ہیں جس کے بارے مصنف یہ چاہتا تھا کہ وہ خفیہ اڈوں یا زبان کو بیان نہ کرے، بلکہ

''ہمیں جرم کے سرچشمے کے بارے سکھائے، وغیرہ۔مجرم سب سے زیادہ پرہجوم جگہوں پرسکون محسوس کرتے ہیں۔''

ایک فطری سائنسدان کیا کہے گا اگر اس کے سامنے یہ ثابت کیا جائے کہ مکھی کے چھتے کا خانہ اس کے لئے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا، یعنی جو اس کا مطالعہ نہیں کرتا اس کے لئے کوئی اسرار نہیں کیونکہ مکھی 'پسند کرتی ہے' کہ وہ کھلی فضا میں پھولوں پر رہے۔مجرموں کے خفیہ ٹھکانے اور ان کی زبان مجرموں کے کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔وہ ان کے وجود کا حصہ ہیں۔ان کی تفصیل خود مجرموں کی تفصیل ہے، جس طرح بےباک عورتوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ان کے مخصوص گھروں کی تفصیل بھی ضروری ہے۔

پیرس کے عوام کے لئے، حتیٰ کہ پیرس کی پولیس کے لئے بھی مجرموں کے خفیہ ٹھکانے ایسی پراسراریت ہیں کہ اس لمحے بھی شہر میں روشن گلیاں بنائی جارہی ہیں تاکہ پولیس کو ان تک رسائی ہو۔

آخر میں یوجیں سو خود بیان کرتا ہے کہ اوپر بیان کی گئی تفصیلات میں وہ اپنے تمام ناولوں میں اپنے قارئین کے 'سراسیمہ تجسس' پر انحصار کررہا تھا۔یہاں Atar Gull, Salamandre, Plic and Plock کے نام لینا کافی ہے۔

2۔اسرار کی قیاسی ساخت

پیرس کی پراسرار باتیں، mystries de Paris کی تنقیدی پیشکش کی پراسراریت، تخیلاتی، یعنی ہیگلائی ساخت کی پراسراریت ہے۔ایک بار Her Szeliga نے دعویٰ کیا کہ ''تہذیب کے اندر انحطاط'' اور ریاستی عدم استحقاق، پراسراریت ہیں۔دوسرے الفاظ میں اس نے انہیں پراسراریت کے رمزیے کے زمرے میں ڈال دیا ہے اور پھر وہ پراسراریت کو اپنا تخیلاتی سفر شروع کروا دیتا ہے۔ قیاسی ساخت کو عمومی طور پر بیان کرنے کے لئے چند الفاظ کافی ہوں گے۔ Her

Szeliga کا اس ناول کا تجزیہ اس طریق کا جائزہ لینے کے لئے کافی ہوگا۔

اگر اصلی سیب، ناشپاتی، سٹرابیری اور بادام سے میں عمومی خیال ''پھل'' کی تشکیل کرتا ہوں، اگر میں مزید آگے بڑھوں اور تصور کروں کہ میرا تجریدی تصور ''پھل'' جو کہ اصل پھل سے اخذ کیا گیا ہے، میرے باہر موجود ایک وجود ہے، یہ حقیقتاً ناشپاتی، سیب وغیرہ کا جوہر ہے، تو پھر میں قیاسی فلسفے کی زبان میں اعلان کر رہا ہوں کہ'' پھل'' ناشپاتی، سیب، بادام وغیرہ کی ماہیت ہے۔ چنانچہ میں برملا کہہ رہا ہوں کہ ناشپاتی کے لئے ناشپاتی ہونا اتنا ضروری نہیں، سیب کے لئے سیب ہونا اتنا ضروری نہیں، یہ کہ ان اشیا کے لئے اپنا وجود اتنا ضروری نہیں ــــ حیات کے لئے قابل ادراک ہونا.... بلکہ جو ہر جو میں نے ان سے نچوڑا ہے اور پھر ان پر اپنے خیال کے جوہر'' پھل'' کو چسپاں کر دیا۔ چنانچہ میں سیب، ناشپاتی، بادام وغیرہ کو وجود یعنی'' پھل'' کی بنتریں ہونے کا اعلان کر رہا ہوں۔ میری محدود (تجزیاتی) تفہیم جسے حیات کی پشت پناہی حاصل ہے مجھے سیب اور ناشپاتی یا ناشپاتی اور بادام کے درمیان فرق کو واضح کرنے میں مدد دیتی ہے۔ لیکن میری قیاسی عقل Reason اس حیاتی تفریق کو غیر اہم اور غیر متعلقہ قرار دیتی ہے۔ اسے سیب میں وہی کچھ the same نظر آتا ہے جو ناشپاتی میں ہے اور ناشپاتی میں وہی نظر آتا ہے جو بادام میں ہے ..... یعنی'' پھل''۔ مخصوص ان پھلوں میں ان ظاہرات semblance/ show سے زیادہ کچھ نہیں جن کا صحیح جوہر ان کی ماہیت یعنی'' پھل'' ہے۔

اس طریقے سے کسی کو شرح کا خزانہ حاصل نہیں ہو جاتا۔ وہ ماہر معدنیات جس کی سائنس دھاتوں کو تجریدی دھات the Mineral کہنے تک محدود ہے، صرف اپنے تصور میں ماہر معدنیات ہوگا۔ قیاسی ماہر معدنیات ہر الگ دھات کو صرف [تجریدی طور پر] دھات کہے گا اور اس طرح جتنی حقیقی دھاتیں ہوں گی وہ اتنی مرتبہ دھات کہے گا۔

مختلف حقیقی پھلوں کی تجریدی'' پھل'' میں تخفیف کر لینے کے بعد، اصلی وجود کی

مشابہت حاصل کرنے کے لئے لازم ہے کہ قیاس "پھل" حقیقی مافیہا کی کوئی نہ کوئی شباہت حاصل کرنے کے لئے کسی نہ کسی طرح "پھل" یعنی، ماہیت سے عام، متنوع پھلوں جیسے ناشپاتی، سیب اور بادام وغیرہ تک واپسی کا راستہ تلاش کرے۔ پھل کے تجریدی تصور "پھل" کو اصل پھل میں تبدیل کردینا اتنا ہی مشکل ہے جتنا پھل کے تجریدی تصور کو اصل پھل سے اخذ کرنا آسان ہے۔ یقیناً ایک تجرید کو ترک کئے بغیر تجرید کی ضد پالینا ناممکن ہے۔

چنانچہ قیاسی فلسفی "پھل" کی تجرید کو ترک کردیتا ہے لیکن ایک قیاسی، پراسرار طریقے سے ...ظاہراً اسے ترک نہ کرتے ہوئے۔ چنانچہ وہ صرف ظاہر ہی میں اپنی تجرید سے بالا جاتا ہے۔

وہ ذیل میں دیے گئے طریقے سے اپنا نقطہ بیان کرتا ہے۔

"اگر سیب، ناشپاتیاں، سٹرابیریز اور بادام سوائے ماہیت، "پھل" کے کچھ نہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے: "پھل" اپنے آپ کو کبھی ناشپاتی، کبھی بادام کے مظہرات میں کیوں دکھاتا ہے؟ امتیازات کا یہ ظاہر واضح طور پر میرے وحدت کے قیاسی نظریے 'ماہیت، یعنی "پھل" کی تردید کیوں کرتا ہے؟

قیاسی فلسفی جواب دیتا ہے یہ یعنی "پھل" مردہ، بلا امتیاز اور ساکن نہیں بلکہ ایک زندہ، خود سے امتیاز کرانے والا، اور متحرک جوہر Essence ہے۔ عام پھلوں کا افراط میری حیاتی سمجھ کے لئے ہی نہیں بلکہ بذات خود "پھل" اور قیاسی خیال کے لئے بھی ضروری ہے۔ عام سے مختلف پھل "ثمر واحدہ" کی زندگی کے مختلف مظہرات ہیں، وہ بذات خود "پھل" کی مختلف توضیحات ہیں۔ چنانچہ سیب میں "پھل" اپنے آپ کو سیب جیسا وجود دیتا ہے اور ناشپاتی میں ناشپاتی جیسا۔ اس لئے ہمیں یہ نہیں کہنا چاہئے، جیسا کہ ماہیت کے نقطہ نظر سے کہا جائے گا کہ ایک ناشپاتی "پھل" ہے۔ ایک سیب "پھل" ہے، ایک بادام "پھل" ہے بلکہ "پھل" اپنے آپ کو ناشپاتی کی طرح پیش کرتا

ہے، ''پھل'' اپنے آپ کو سیب کی طرح پیش کرتا ہے، ''پھل'' اپنے آپ کو بادام کی طرح پیش کرتا ہے۔ اور وہ امتیازات جو سیب، ناشپاتی اور باداموں کی الگ الگ پہچان بناتے ہیں وہ ''پھل'' کے خود کے امتیازات ہیں اور مخصوص پھلوں کو''پھل'' کی منبعِ حیات کے مختلف ارکان بناتے ہیں۔ لہٰذا ''پھل''اب مزید خالی خولی عدم امتیاز کا کلّیہم [وحدت نہیں؛ یہ وحدانیت بطور کلیت، بطور کلّیہم ہے، جس کی تشکیل '' نامیاتی طور پر جڑے ہوئے ارکان کا سلسلہ'' ہے۔ اس سلسلے کا ہر رکن میں ''پھل'' میں اپنے آپ کو زیادہ مکمل اور واضح وجود دیتا ہے۔ آخر کار تمام پھلوں کے خلاصے کے بطور یہ ایک ہی وقت میں ایسی زندہ وحدت ہے جو تمام پھلوں کو اپنے اندر اس طرح جذب رکھتی ہے جس طرح وہ اپنے اندر سے انہیں پیدا کرتی ہے۔ مثال کے طور پر انسانی جسم کے اعضا خون میں لگاتار جذب ہوتے ہیں اور دوبارہ وہیں سے پیدا ہوتے ہیں۔

اگر ہم دیکھیں کہ عیسائیت خدا کی صرف ایک تجسیم سے آشنا ہے تو قیاسی فلسفہ کی اتنی ہی تجاسیم ہیں کہ جتنی اشیا۔ جیسے یہاں پر ہر پھل میں ماہیت، ایک مطلق پھل کی تجسیم ہے۔ قیاسی فلسفی کی اہم ترین دلچسپی، حقیقی پھلوں کے وجود کو پیدا کرنا اور پراسرار انداز میں یہ کہنا ہے کہ سیب، ناشپاتی، بادام اور کشمش وجود رکھتے ہیں۔ لیکن سیب، ناشپاتی، بادام اور کشمس جنہیں ہم قیاسی دنیا میں دوبارہ دریافت کرتے ہیں مشابہتوں / ظاہرات کے علاوہ کچھ بھی نہیں، سیبوں کی مشابہت، ناشپاتیوں کی مشابہت، کشمش کی مشابہت کیونکہ یہ ''پھل'' کی زندگی کے حرکی مرحلے moments ہیں، یہ خیال کی تجریدی تخلیق ہے اس لئے یہ تمام بذات خود خیال کی تجریدی تخلیق ہیں۔ چنانچہ اس قیاسی سوچ میں سب سے خوش کن پہلو تمام حقیقی پھلوں کو وہاں [خیال میں] دوبارہ دریافت کرنے میں ہے، بطور ایسے پھلوں کے جن کی اعلیٰ پراسرار اہمیت ہے اور جو آپ کے دماغ کے اینتھر سے پیدا ہوئے ہیں، نہ کہ مادی زمین سے، اور جو'' پھل'' یعنی مطلق مُسند الیہ Subject کی تجسیم ہے۔ اس تجرید سے یعنی خیالی فوق الفطرت تخلیق، ''پھل'' سے

اصلی پھلوں کی طرف پلٹتے ہوئے، آپ اس کے برعکس قدرتی پھلوں کو ایک فوق الفطرت اہمیت دے کر انہیں خالص تجرید میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ پھر آپ کی دلچسپی کا محور ''پھل'' کی وحدت کا اس کی زندگی کے مظہرات ــ سیب، ناشپاتی، اور بادام ــ میں نشان دہی کرنا رہ جاتا ہے، یعنی سیبوں، ناشپاتیوں اور باداموں کے درمیان پر اسرار باطنی تعلق کو ظاہر کرنا، کہ ''پھل'' ان میں سے ہر ایک میں کس طرح خود کو باور کرتے ہوئے درجہ بدرجہ اور لازماً ارتقا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اس کے بطور کشمش کے وجود سے اس کے بادام ہونے کے وجود تک۔ چنانچہ عام پھلوں کی اہمیت ان کی قدرتی خاصیتوں میں نہیں، بلکہ ان کے قیاسی خاصے میں ہے جو انہیں 'مطلق پھل' کی منبج حیات میں میں واضح مقام دیتا ہے۔

عام آدمی جب سیب اور ناشپاتی کی بات کرتا ہے تو وہ اس کو غیر معمولی بات نہیں سمجھتا۔ جب ایک فلسفی ان کے وجود کا اظہار قیاسی طریقے سے کرتا ہے تو وہ غیر معمولی بات ہوگی۔ اصل قدرتی اشیا، سیب، ناشپاتی وغیرہ وہ اشیا ہیں جو خیال کی غیر حقیقی تخلیق یعنی ''پھل'' سے وجود میں لا کر ایک معجزے کا ظہور کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ ان پھلوں کو خود اپنے تجریدی خیال سے تخلیق کرکے۔ اسے وہ اپنے وجود کے باہر ایک مطلق مُسندِ الیہ سمجھتا ہے جس کی یہاں ''پھل'' نمائندگی کرتا ہے۔ ہر چیز کے متعلق جس کے وجود کا وہ اظہار کرتا ہے، وہ تخلیق کا عمل سر انجام دیتا ہے۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ قیاسی فلسفی اس مسلسل تخلیق کا ارتکاب سیب اور ناشپاتی وغیرہ کے آفاقی حیثیت رکھنے والے خصائص جو حقیقت میں وجود رکھتے ہیں اس طرح پیش کرتا ہے کہ یہ وہ تعیینی خصوصیات ہیں جنہیں اس نے اختراع کیا ہے، حقیقی اشیا کو نام دے جنہیں صرف تجریدی عقل ہی تخلیق کرسکتی ہے۔ ایسا وہ ان چیزوں کو حقیقت کے نام دے کر کرتا ہے جنہیں فقط تجریدی عقل ہی تخلیق کرسکتی ہے، یعنی تجریدی منطق تجریدی فارمولوں کو، اور آخر میں خود اپنے عمل کو جس کے ذریعے وہ سیب کے خیال سے انجیر کے

خیال تک سفر کرتا ہے، مطلق مُسند الیہ ''پھل'' کے عمل کا نام دے کر حاصل کرتا ہے۔

یہ ابتدائی بیان جناب سزیلیگا کو قابل فہم بنانے کے لئے ضروری تھا۔ اور اب قانون اور تہذیب کے رشتوں کو اسرار کے زمرے میں تحلیل کر کے اور پر اسراریت کو ماہیت بناتے ہوئے وہ صحیح قیاسی ہیگلائی بلندیوں تک پہنچتا ہے اور پر اسراریت کو خود میں وجود رکھنے والے مُسند الیہ میں ڈھال دیتا ہے جو اپنی تجسیم حقیقی حالتوں اور وجودوں میں اس طرح کرتا ہے کہ زندگی کے تنوع میں نواب زادیاں، اور مارقس، محنت کش عورتیں، قلی، مصدق الاسناد، نیم حکیم، محبت کی سازشیں، ناچ، لکڑی کے دروازے ہیں۔ حقیقی دنیا میں سے ''اسرار'' کے فلسفیانہ اصول کو وجود میں لانے کے بعد وہ اس رمز یے سے دنیا کو وجود میں لاتا ہے۔

جناب سزیلیکیا کی پیشکش میں پر اسراریت کی قیاسی ساخت اور بھی واضح ہو جائے گی کیونکہ انہیں ہیگل پر بلا شرکتِ غیرے دوہری برتری حاصل ہے۔ ایک طرف ہیگل ماہرانہ سوفسطائیت سے بذات خود دماغ کی فرضی تخلیق کے عمل کو، یعنی مطلق مُسند الیہ کو بطور ایسے عمل کے پیش کرنے کے قابل ہے جس سے فلسفی حیاتی ادراک اور متخیلہ کے ذریعے ایک مُسند الیہ سے دوسرے کی طرف گامزن ہے۔ دوسری طرف اگرچہ ہیگل اکثر اوقات ایک حقیقی پیشکش کرتا ہے جو بذات خود شے کو قیاسی پیش کش کے اندر اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ قیاسی تبدیلی کے اندر یہ اصلی ارتقا قاری کو گمراہ کر کے سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ وہ قیاسی ارتقا کو حقیقی اور حقیقی کو قیاسی سمجھنے لگ پڑتا ہے۔

جناب سزیلیگیا کے معاملے میں یہ دونوں مشکلات ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کی جدلیات میں منافقت یا ریا کاری نہیں۔ وہ اپنی چالیں قابل تعریف ایمانداری اور خوش سلیقہ کھرے پن کے ساتھ چلتے ہیں۔ لیکن وہ کسی مقام پر واجب مواد موزوں نہیں کرتے جس وجہ سے ان کی قیاسی ساخت تمام خلل ڈالنے والے لوازمات اور مبہم سوانگوں سے پاک ہے اور ذہن کو کھلی خوبصورتی بھاتی ہے۔ جناب سزیلیگیا کے کام میں روشن فکر کی

تشریح ہے کہ قیاسی ایک طرف اپنے اندر سے عقل مجرد کے اصولوں کے تحت **a priori** کس طرح چیز تخلیق کرتی ہے کیونکہ دوسری طرف یہ شے پر تعقلی اور فطری انحصاریت کی سوفسطائیت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے، یہ چیز کے ساتھ نہایت غیر تعقلی اور غیر قدرتی بندھن میں بندھ جاتی ہے جس کے حادثاتی اور انتہائی انفرادی اوصاف یہ مطلق طور پر لازمی اور عمومی کے بطور ترتیب دینے کی مکمل طور پر پابند ہے۔

3۔ تعلیم یافتہ طبقے کا اسرار

ہمیں معاشرے کے سب سے نچلے طبقے، مثال کے طور پر مجرموں کے ٹھکانوں، سراؤں میں سے گزارنے کے بعد، یوجین سو ہمیں کورٹ سینٹ جرمین میں اونچے طبقے کی ایک محفل رقص میں لے جاتا ہے۔

اس تبدیلی کو جناب سزیلیکیا نے درج ذیل انداز میں ترتیب دیا ہے:

''پراسراریت'' جانچ پڑتال، چھان پھٹک سے چکر دے کر بچ نکلنے کی کوشش کرتی ہے۔ جہاں تک کہ یہ مکمل پہیلی، ناقابل فہم اور منفی کے بطور ظاہر ہوا ہے جو حقیقی، صحیح اور مثبت کے برعکس ہے۔اب یہ ثانی الذکر کی طرف اس کے غیر مرئی ما فیہا کی صورت میں چلا جاتا ہے۔ایسا کرنے سے یہ جانا جانے کے غیر مشروط امکان سے دست بردار ہو جاتا ہے۔''

''پراسراریت'' جواب تک ''حقیقی'' ''صحیح'' اور ''مثبت'' یعنی قانون اور تعلیم کے متضاد کے بطور ظاہر ہوئی ہے، اب یہ ثانی الذکر کی طرف پیچھے ہٹ جاتی ہے'' یعنی اقلیم تعلیم میں۔ یہ یقیناً پیرس کے لئے پراسراریت ہے اگر اس کا اسرار نہیں، یعنی اونچا طبقہ تعلیم کی خصوصی اقلیم ہے۔ جناب سزیلیکیا جرم کی دنیا سے گذر کر اشرافیہ معاشرے کو نہیں جاتے بلکہ، ''اسرار'' تعلیم یافتہ معاشرے کا ''نہ دکھائی دینے والا ما فیہا'' اس کا اصلی جوہر، بن جاتا ہے۔اب یہ جناب سزیلیکیا کے ''ایک نیا چانک موڑ نہیں'' جو کہ اسے اس

قابل بناتا ہے کہ مزید جانچ پڑتال کا آغاز کریں۔ ''اسرار'' جانچ پڑتال سے بچنے کے لئے ازخود یہ ''اچانک موڑ'' اختیار کرتا ہے۔

اس کے قبل کہ وہ یوجین سو کے پیچھے پیچھے چل کر وہیں جائے جہاں اس کا [یوجین سو کا] دل اسے لے جاتا ہے ___ یعنی اشرافیہ کہ محفل رقص میں، جناب سزیلیگیا قیاسی منافقانہ موڑ اختیار کرتے ہیں جو ایک عقل محض کی ایک ساخت بن جاتی ہے۔

''کوئی بھی فطری طور پر پیش بینی کر سکتا ہے کہ ''اسرار'' اپنے چھپنے کے لئے کتنے سخت خول کا انتخاب کرتا ہے، لگتا ہے، درحقیقت، کہ یہ نا قابل تسخیر دخول پذیری ہے.....کہ .....پس یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ عموی طور پر...تاہم یہاں مغز [اصلی بات] کو اٹھانے کے لئے ایک نئی کوشش ناگزیر ہو جاتی ہے۔

بالکل جناب سزیلیگیا اس کے لئے یہاں تک جاتے ہیں کہ

''مابعدالطبعیاتی مضمون ''اسرار'' اب آگے بڑھتا ہے، سبک، پراعتماد اور زندہ دل''

اشرافیہ معاشرے کو ''اسرار'' میں تبدیل کرنے کے لئے جناب سزیلیگیا ہمیں ''تعلیم'' کے بارے غور و فکر کے لئے مواد مہیا کرتے ہیں۔ وہ فرض کرتے ہیں کہ اشرافیہ معاشرے میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جنہیں کوئی بھی آدمی اس میں نہیں ڈھونڈے گا، تاکہ بعد میں یہ ''اسرار'' جانے کہ اس میں یہ خصوصیات ہیں ہی نہیں۔ پھر وہ اپنی دریافت کو بطور تعلیم یافتہ معاشرے کے ''اسرار'' کے بطور پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جناب سزیلیگیا سوچتے ہیں کہ آیا ''عموی'' عقل، (کیا ان کا موقف قیاسی منطق ہے) ''ڈرائنگ روم کی گفتگو'' کے مافیہا کو تشکیل دیتی ہے، آیا ''محبت کا پیمانہ اور آہنگ'' اکیلے ہی اس کو ''مربوط کل'' بنادیتے ہیں، آیا ''جسے ہم عموی تعلیم کہتے ہیں 'عموی' ابدی اور خیالی کی شکل ہے، یعنی، جسے ہم تعلیم کہتے ہیں، دراصل ایک مابعدالطبعیاتی فریب ہے۔ جناب سزیلیگیا کے لئے اپنے سوالات کے لئے خانقاہی جواب کی پیش گوئی مشکل نہیں:

''تاہم.... یہ امید رکھتی چاہیے کہ جواب نفی میں ہوگا۔''

یوجین سو کے ناول میں نچلے طبقے سے اشرافیہ طبقے میں جانا ناول میں معمول کی تبدیلی ہے۔ رڈالف، جیر ولڈسٹین کا شہزادہ، اپنے بہروپوں کی وجہ سے معاشرے کے نچلے طبقے میں داخل ہوسکتا ہے تو اس کا خطاب اسے اونچے ترین طبقوں تک رسائی دیتا ہے۔ اشرافیہ کی محفل رقص کو جاتے ہوئے وہ کسی طرح بھی ہم عصر زندگی کے تضادات میں گم نہیں ہوتا ہے، وہ اپنے بہروپوں کے تضادات کو دلچسپ اور ہیجان آور سمجھتا ہے۔ وہ اپنے مطیع ساتھیوں کو بتاتا ہے کہ وہ مختلف حالتوں میں خود کس طرح غیر معمولی طور پر دلچسپی اور توجہ کا حامل پاتا ہے:

''میں ان تضادات کو کافی دلچسپ پاتا ہوں: ایک دن ایک پنکھوں کو رنگنے والے رنگ ساز نے ریو آگس فیولیس (reue aux Feves) میں ایک جھونپڑا بنایا، آج صبح ایک فروش کار نے مادام پیپلا کو منتی کی کالی شراب پیش کی، اور اس شام ..... مراعات یافتہ لوگوں میں سے ایک جو خدا کی مہربانی سے دنیا پر حکم رانی کرتے ہیں''۔

جب تنقیدی تنقید کو رقص کے کمرے میں لے جایا جاتا ہے تو یہ اس طرح نغمہ سرا ہوتی ہے:

میرے ہوش وحواس مجھ سے دور چلے جاتے ہیں

یہاں بادشاہوں کے درمیان

ناتجربہ کار، خوش اعتقاد، تنقیدی دیہاتی پادری! صرف تمہاری تنقیدی ہوشیاری تمہیں پیرس کے شاندار ناچ گھر میں ایسی ''کیفیت'' تک لے جاسکتی ہے جس میں تم ''انسان کے سینے میں خدائی موجودگی کے معجزے'' میں یقین رکھ سکتے ہو، اور پیرس کی شیرنیوں میں ''فوری آئیڈیل'' اور مادی فرشتے دیکھتے ہو!

اپنی سادہ لوح مسکہ بازی میں تنقیدی پادری ''حسیناؤں میں حسین ترین'' کلیمن ڈی ہاروائل اور کاؤنٹیس سارہ میکریگور کی باتیں سنتا ہے۔ یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ وہ ان سے کیا سننا چاہتا ہے:

ہم کون سے طریقے سے پیارے بچوں کے لئے رحمت اور خاوند کے لئے بھرپور خوشی ہوسکتی ہیں!" ....ہم متوجہ کراتی ہیں.....ہم حیران ہوتی ہیں.......ہم اپنے کانوں پر اعتبار نہیں کرتیں...."

جب پادری کو یہ سن کر مایوسی ہوتی ہے تو ہم باطنی بدنیتی پر مبنی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ خواتین نہ "رحمت" نہ "[روحانی] بالیدگی" نہ ہی "عمومی خیال" پر گفتگو کرتی ہیں بلکہ ان کا موضوع مادام ڈی ہاروائل کی اپنے خاوند سے بے وفائی ہے۔"

ہمیں خواتین میں سے کاؤنٹیس میلگر یکور کے متعلق مندرجہ ذیل موہوم اانکشاف ہوتا ہے:

"وہ اتنی من چلی تھی کہ خفیہ شادی کر کے ایک بچے کی ماں بن گئی۔"

کاؤنٹس کے من چلے جذبے سے ناخوشگوار طور پر متاثر ہو کر جناب سزیلیکیا اس کے لئے سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں:

"ہم دیکھتے ہیں کہ کاؤنٹیس کی تمام جدوجہد اس کے ذاتی، خودغرضانہ فائدے کے لئے ہے۔"

واقعی، وہ اس کے مقصد کے حصول سے کسی اچھائی کی توقع نہیں رکھتا___ گیرولڈسٹین کے شہزادے سے شادی:

"جس سے متعلق ہم کسی طرح امید نہیں رکھتے کہ اس سے وہ شہزادہ گیرلڈسٹین سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی رعایا کو فائدہ پہنچائے گی۔"

مذہبیاتی نقطۂ نظر رکھنے والا لعن طعن سے بھرپور اپنے خطبے کا اختتام کچھ اس طرح کرتا ہے:

"سارا (من چلی خاتون)" اتفاقاً کو اس روشن حلقے سے بمشکل استثنیٰ کیا جا سکتا ہے اگرچہ وہ اس کی چوٹیوں میں سے ایک ہے۔"

"اتفاقی طور پر"! "بمشکل"! "اگرچہ"! اور کیا "دائرے" کی چوٹی ایک نرالی بات

نہیں؟

باقی کے دو آئیڈیل کرداروں یعنی مارکولیس ڈی ہارڈائل اور ڈچس لوینسی کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے:

''ان میں سکون قلب کی کمی ہے۔'' انہیں شادی میں محبت کا وجود نہیں ملا چنانچہ وہ اسے شادی کے علاوہ ڈھونڈتے ہیں، شادی میں محبت ان کے لئے اسرار رہی، اور محبت کی ناگزیر ترغیب اس اسرار کو سلجھانے پر مجبور کرتی ہے، سو وہ مخفی محبت کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ ان بغیر ''محبت کی شادی کے شکار'' لوگوں کو اپنی مرضی کے خلاف مجبوراً کسی بیرونی چیز سے اپنے پیار کو پست کرنا ہوتا ہے، ایک نام نہاد معاشقے اور رومانوی رازداری، کے لئے باطنی، زیادہ مسرت دینے والے محبت کے لازمی عنصر کو قربان کرنا پڑتا ہے۔''

اس جدلیاتی دلیل کی اہلیت کا اندازہ اور بھی اعلیٰ سطح پر ہوتا ہے کیونکہ اس کا اطلاق عمومی نوعیت کا ہے۔

مثال کے طور پر وہ جسے گھر میں شراب پینے کی اجازت نہیں لیکن شراب پینے کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو پینے کی ''شے'' کو گھر سے ''باہر'' ڈھونڈتا ہے اور اس لئے ''مخفی شراب'' نوشی شروع کر دیتا ہے۔ وہ واقعی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ رازداری شراب نوشی کا ایک اہم عنصر ہے۔ اگر چہ وہ شراب کو پست مقام دے کر صرف ''بیرونی'' بے اثر چیز نہیں بنادے گا، جیسا کہ خواتین نے جو کچھ محبت کے ساتھ کیا، کیونکہ جناب سزیلگیا کے مطابق یہ محبت نہیں ہے، بلکہ محبت کے بغیر شادی ہے، کہ وہ اس کو اس کی اصلی حالت تک، کسی خارجی چیز تک، ایک نام نہاد معاشقے کی حد تک پست کر دیتے ہیں۔

جناب سزیلگیا پھر پوچھتے ہیں: ''محبت کا اسرار کیا ہے؟

ابھی ہم نے قیاسی ساخت میں دیکھا کہ ''اسرار'' اس نوعیت کے پیار کا ''جوہر'' ہے اب یہ کیسے ہے کہ ہم اس کے اسرار کے اسرار، جوہر کے جوہر کی جستجو میں آئے ہیں؟

''گھنی جھاڑیوں میں سایہ دار درخت نہیں۔'' پادری خطیبانہ انداز میں اونچا بولتا ہے،''نہ چاندنی رات کی نیم تاریکی،'' نہ ہی قیمتی پردوں اور پوشش کی مصنوعی نیم تاریکی، اور نہ بربطا اور ارغنون کے وجد طاری کر دینے والے سر، اور نہ ہی ممنوعہ کی کشش ....''

پردے اور پوشش! نرم اور وجد طاری کر دینے والے سُر! یہاں تک کہ ارغنون! قابل احترام پادری کو گرجے کے متعلق سوچنا بند کرنے دو! محبت کی ملاقات کی جگہ پر ارغنون کون لائے گا؟

''یہ تمام'' (پردے، پوشش اور ارغنون) ''واحد پراسراریت ہے''۔

اور کیا اسراریت محبت کی اسراریت کا ''اسرار'' نہیں؟ کسی بھی طرح نہیں! اس میں اسراریت نفس پرستی کی وہ طاقت ہے جو اکساتی ہے، جو مخمور کرتی ہے، جو وجد طاری کرتی ہے۔''

نرم اور وجد طاری کرنے والے ''سروں میں' پادری کے پاس پہلے ہی وہ کچھ ہے جو وجد طاری کرتا ہے۔ اگر وہ محبت کی ملاقات کی جگہ پر پردوں اور ارغنون کی بجائے کچھوے کا سوپ اور شیمپین لاتا، ''اکساہٹ اور خمار'' نے بھی وہاں ہونا تھا۔

معزز پادری صاحب دلیل دیتے ہیں،'' یہ سچ ہے کہ ہم نفس پرستی کی طاقت کا اعتراف نہیں کرنا چاہتے،؛ لیکن اس کی ہم پر اتنی زیادہ گرفت صرف اس لئے ہے کہ اسے ہم اپنے اندر سے باہر نکال پھینکتے ہیں اور اسے اپنی فطرت کے طور پر شناخت نہیں کرتے، پھر ہم اس وقت غلبہ پانے کی حالت میں ہوں گے جب یہ دلیل، سچی محبت اور قوت ارادی کی قیمت پر اپنا حق جتائے۔''

پادری ہمیں قیاسی علم الٰہیات کی طرز پر نصیحت کرتا ہے کہ ہم نفس پرستی کو اپنی فطرت کے طور پر پہچانیں تاکہ بعد میں اس پر غالب آسکیں، یعنی اس کی پہچان سے لاعلمی کا اظہار کر دیں۔ درست، وہ اس پر اس وقت غالب آنا چاہتا ہے جب یہ 'عقل' کے عوض اپنا

حق جتائے ــــ قوت ارادی اور محبت، نفس کے برعکس صرف قوت ارادی اور اور خیال سے محبت ہیں۔غیر قیاسی عیسائی بھی نفس کو اس حد تک پہچانتا ہے جب تک یہ سچے خیال کے عوض اپنا حق نہیں جتاتی، یعنی ایمان، سچی محبت، یعنی خدا کی محبت، صحیح قوتِ ارادی یعنی عیسیٰ میں قوت۔

پادری جب مندرجہ ذیل کو جاری رکھتا ہے تو اس کا مفہوم فوری طور پر عیاں ہو جاتا ہے۔

اگر محبت، شادی اور عمومی اخلاقیات کا اہم جزو نہ رہے تو نفسانی محبت، اخلاقیات، تعلیم یافتہ معاشرے کا اسرار بن جاتا ہے.....نفسانی محبت، اپنے دونوں محدود معنوں میں، جب یہ اعصاب میں لرزہ اور رگوں میں آگ کا دریا بن جاتی ہے۔اور وسیع معنوں میں، جب یہ روحانی طاقت کی شبیہ بن جاتا ہے، طاقت کا نشہ، جاہ طلبی، ناموری کی خواہشیں..کاؤنٹس ملگر یگر نمائندہ ہے آخرالذکر کا مطلب ہے، تعلیم یافتہ نفسانی خواہش کا اسرار۔"

پادری نے بالکل درست بات کہی ہے۔ نفس پر قابو پانے کے لئے سب سے پہلے رگوں میں بہاؤ اور خون کی گردش پر قابو پانا چاہئے۔جناب سزیلگیا کو یقین ہے کہ "محدود" کے ان معنوں میں زیادہ گرمی رگوں میں دوڑتے گرم خون سے آتی ہے۔"گرم خون والے جانور اپنے خون کے درجہ حرارت کی وجہ سے ایسے بن جاتے ہیں کیونکہ ان کے جسم کا درجہ حرارت معمولی ردوبدل کے ساتھ یکساں رہتا ہے۔جونہی رگوں میں بہاؤ نہ رہے اور نسوں میں خون گرم نہ ہو تو "یہ گنہگار جسم" جو ہوس کا منبع ہے ایک لاش بن جاتا ہے اور روح بغیر رکاوٹ کے "عمومی خیال" "سچی محبت" اور پاکیزہ اخلاقیات" کے بارے میں گفتگو کر سکتی ہے۔پادری نفسانی محبت کو اس حد پست کرتا ہے کہ اسے تحریک دینے والے تمام عوامل کو رد کر دیتا ہے ــــ خون کی تیز گردش، جو یہ ثابت کرتی ہے کہ انسان شدید بلغمی مزاج کی وجہ سے محبت نہیں کرتا، اعصابی لہریں اس عضو کو دماغ سے

ملاتی ہیں جو شہوانی خواہش کا سبب ہے۔ وہ بچی شہوانی محبت کو میکانکی secretio seminis میں محدود کر دیتا ہے اور ایک بدنام جرمن پادری سے تو تلی بحث کرتا ہے:

''شہوانی محبت کے واسطے اور نہ ہی جسم کی ہوس کے لئے، لیکن کیونکہ خدا نے کہا'' بڑھاؤ اور ضرب دو۔''

آیئے! اب ہم قیاسی ساخت کا یوجین سو کے ناول سے موازنہ کرتے ہیں۔ محبت کے راز پر جو پیش کیا گیا ہے وہ شہوانی خواہش نہیں بلکہ اسرار، مہم، رکاوٹیں، خدشات، خوف اور خصوصی طور پر ممنوع کی کشش ہے۔

'' عورتیں ایسے مردوں کو اپنے عاشق کے بطور کیوں لے لیتی ہیں جو ان کے خاوندوں سے کم تر حیثیت کے ہوں! کیونکہ محبت کے طلسم کی سب سے بڑی کشش ثمر ممنوع کی شہوت انگیز کشش ہے۔...مان لیں کہ اگر خدشات، تشویش، مشکلات، اسرار ...اور خطرات کو اس محبت سے الگ کر لیا جائے تو کچھ بھی نہیں یا بہت کم بچتا ہے یعنی عاشق ...اپنی اصلی سادگی میں...ایک لفظ میں...کم وبیش یہ اس آدمی کی مہم جوئی ہوگی جس سے پوچھا گیا تھا ''تم اس بیوہ سے جو تمہاری داشتہ ہے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟''' صد افسوس، میں اس بارے میں کافی غور کر چکا ہوں۔'' اس نے جواب دیا،'' لیکن، پھر میں نہیں جانتا کہ میں اپنی شامیں کہاں گزاروں گا۔''

جبکہ جناب سزیلیگیا نے واضح طور پر لکھا ہے کہ محبت کا اسرا صرف ممنوع کی کشش نہیں ہے، یوجین سو نے بھی اسی طرح واضح لکھا ہے یہ'' محبت کا طلسم عظیم'' ہے اور تمام مہموں extra muros کی وجہ ہے۔'' محبت میں تجارت کی طرح امتناع اور سمگلنگ نا قابل علیحدگی ہیں۔

اسی طرح یوجین سو اپنے منطق والے مبصر کے برخلاف اپنے نظریے پر قائم ہے کہ، '' بہانہ بازی، مکر، اسرار اور سازش کو پسند کرنے کی طرف عورت کا جھکاؤ اس کا بنیادی رجحان، قدرتی جھکاؤ اور جبلی فطرت ہیں۔

یوجین کی سراسیمگی کی وجہ یہ ہے کہ یہ جھکاؤ اور پسندیدگی شادی کے خلاف ہے۔ اسے عورت کی جبلتوں کو مزید بے ضرر اور با مقدس اطلاق دینا چاہئے۔

جناب سز یلیگیا، کاؤنٹس میکلر یگر کو اس قسم کے نفس کا نمائندہ بناتے ہیں جسے ''روحانی طاقت کے ارتقا'' کا ظاہر کہا گیا ہے، لیکن یوجین سو کے مطابق وہ ''تجریدی عقلی مظہر'' ہے۔ اس کی ''جاہ طلبی'' اور ''غرور'' نفس کی ہیئتیں ہیں ہی نہیں اور وہ اس تجریدی عقل کی پیداوار ہیں جو شہوانی خواہشسے مکمل طور پر خود مختار ہے۔ اسی لئے یوجین سو واضح طور پر کہتا ہے کہ:

''محبت کی آگ کی قوت محرکہ اس کی منجمد چھاتیوں کو پگھلا نہ سکی، نہ ہی دل یا حواس کی حیرت اس مکار، خود غرض، جاہ طلب عورت کی بے رحم چالاکیوں کو الٹ پلٹ سکیں۔''

اس عورت کا بنیادی کردار تجریدی خیال کی انا میں چھپا ہے جو ہمدردانہ حواس کی اذیت میں کبھی مبتلا نہیں ہوا اور جس پر خون کا کوئی اثر نہیں۔ چنانچہ اس کی روح کو ''خشک'' اور ''سخت'' بیان کیا گیا ہے، اس کا دماغ چابکدستی سے فاسق، اس کا کردار ''فریبی'' اور جو تجریدی خیال والے انسان کا خاصہ ہے___ یعنی ''مطلق'' اس کی منافقت عمیق___ اتفاقاً، یہ بات غور کرنے والی ہے کہ یوجین سو نے کاؤنٹس کے کیریر کو اسی احمقانہ طریقے سے تحریک دی ہے جس طرح زیادہ تر کرداروں کو۔ ایک بوڑھی نرس اس کے ذہن میں ڈالتی ہے کہ وہ سر پر تاج پہنے۔ اس بات سے قائل ہو کر وہ شادی کے ذریعے تاج حاصل کرنے کے سفر پر نکلتی ہے۔ آخر کار وہ ایک معمولی جرمن شہزادے کو Crown Head کہنے کی بے اصولی کا ارتکاب کرتی ہے۔

نفس کے خلاف زہر اگلنے کے بعد ہمارا تنقیدی سنت ہمیں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہے کہ یوجین سو نے اونچے معاشرتی طبقے سے ناچ کے ذریعے ہمارا تعارف کیوں کرایا ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جو تمام فرانسیسی ناول نگاروں نے استعمال کیا ہے جبکہ انگریز اکثر اوقات اسے شکار گاہ یا دیہاتی محلوں کے ذریعے کرتے ہیں۔

''اس کے (یعنی جناب سز یلیگیا کے) نظریے کے لئے وہاں یہ لاتعلق نہیں ہوسکتا (جناب سز یلیگیا کی ساخت میں)''اور محض اتفاقی بھی نہیں کہ یوجین سو ہمیں ناچ پر معاشرے کے اونچے طبقے سے متعارف کراتا ہے۔''

اب گھوڑے کی لگام ڈھیلی کر دی گئی ہے اور وہ تیزی سے دلکی چلتا ہوا اختتامیوں کے ایک سلسلے میں سے گذرتا، مرحوم ولف کی یاد دلاتے ہوئے اپنے انجام کی طرف رواں ہے۔

''ناچ'' شہوانی خواہش کا بطور پر اسراریت ایک عام اظہار ہے۔فوری رابطہ، دونوں جنسوں کا گلے ملنا (؟) ناچ میں جوڑا بنانا ضروری ہے کیونکہ ظاہر کے باوجود اور واقعی (واقعی مسٹر پادری!) واضح طور پر محسوس کیا گیا خوشگوار احساس، جسیسنسنی خیز لمس اور گلے لگنا نہیں سمجھا جاتا (لیکن غالباً بطور آفاقی خیال کے ساتھ جڑا ہوا گردانا جاتا ہے؟)

اور پھر ایک اختتامیہ فقرہ جو ناچنے کی بجائے ڈگمگاتا ہے۔

''اگر یہ واقعی اسے اسی نوعیت کا گردانا جاتا اور اس پر اسی طرح غور کیا جائے تو یہ سمجھنا ناممکن ہوجائے گا کہ معاشرہ ناچ کے معاملے میں اتنا ازم کیوں ہے۔اس کے برعکس، یہ ہر اس چیز کی اتنی سختی سے مذمت کرتا ہے اگر اس کی کسی اور جگہ اُتنی ہی آزادی سے نمائش کی جائے اور اسے اخلاقیات اور شرم و حیا کے حوالے سے ناقابل معافی جرم کی حیثیت سے دہکتی سلاخوں اور بے رحم خوانچوں سے سرزنش کرتا ہے۔

قابل احترام پادری یہاں کانکت اور پولکا (ناچ کی اقسام، مترجم) کی بات کرنے کی بجائے عمومی طور پر ناچنے کی بات کرتا ہے۔ناچنے کے رمزیے جو اس کے تنقیدی کاسہ سر کے علاوہ کہیں اور نہیں ناچا جاتا۔اسے پیرس میں شامیئر پر ایک رقص دیکھنے دیں، اس کی عیسائی جرمن روح بے باکی، غیر محتاط پن، تیجلی شوخی اور ان بے انتہا شہوانی حرکات کی موسیقی کی وجہ سے آپے سے باہر ہوجائے گی۔اس کی اپنی ''واقعتاً عقلمندانہ خوشگوار سنسنی'' اسے یہ ''ادراک'' دے گی کہ ''یہ حقیقتاً سمجھنا ناممکن ہوجائے گا کہ رقاص خود

کیوں، جبکہ اس کے برعکس وہ ''ناظر کو غیر محتاط انسانی شہوانی پن کا نظارہ کراتا ہے'' جس کا اگر کہیں بھی اس طرح مظاہرہ کیا جائے'' مثلاً جرمنی میں تو '' اسے ناقابل معافی جرم سمجھ کر رد کر دیا جائے گا'' وغیرہ، وغیرہ۔ کم از کم وہ رقاص خود اپنی ہی نظروں میں ہونے چاہئیں بلکہ ہو بھی سکتے ہیں، ضرورت کے تحت نہیں ہو سکتے اور ضروری بھی نہیں کہ شہوانی انسان ہوں!!

نقاد ہمیں ناچ سے صرف اس کے جوہر کی وجہ سے متعارف کراتا ہے۔ اسے بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ درست ہے کہ اس سماجی اجتماع پر ناچ ہو رہا ہے لیکن یہ صرف اس کے تخیل میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یوجین سو ناچ کے بیان کرنے میں ایک لفظ بھی نہیں کہتا۔ وہ رقاصوں کی بھیڑ میں خلط ملط نہیں ہوا۔ وہ اس اجتماع کو بہانہ بنا کر اونچے طبقے، اشرافیہ کے اپنے کرداروں کو اکٹھا کرتا ہے۔ مایوسی میں 'تنقید' اس کی مدد کو آ کر اس کی کمی پوری کرتی ہے اور اس کی خیال آفرینی اجتماع کے واقعات کی تفصیل مہیا کرتی ہے۔ اگر، جیسا کہ تنقید میں کہا گیا ہے، یوجین سو کو مجرموں کی پناہ گاہوں اور زبان سے بالواسطہ دلچسپی نہیں تھی، وغیرہ، دوسری طرف جسے وہ خود تو نہیں لیکن اس کا '' خیال آفرین'' نقاد بیان کرتا ہے یقیناً اس میں اس کی لامحدود دلچسپی ہے۔

ہم آغاز کرتے ہیں:

حقیقتاً ملنسار] بننے کا] طور طریقہ اور ڈھب_ اُس انتہائی غیر قدرتی شے کا راز_ قدرت کی طرف مراجعت کا راز ہے۔ اسی لئے تعلیم یافتہ معاشرہ میں سسلی جیسے انسان کا ظہور بجلی کے کوندے کی طرح تھا اور وہ غیر معمولی کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ وہ غلاموں کے درمیان ایک ان پڑھ غلام تھی اور زندگی کا واحد ذریعہ جس پر وہ انحصار کر سکتی تھی وہ اس کی فطرت ہے۔ اچانک اسے دربار میں منتقل کر دیا جاتا ہے جہاں اسے اس کے دباؤ اور ضابطے کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ وہ جلد ہی، آخر الذکر کے راز کو سمجھنا شروع کر دیتی ہے۔ اس گُر کے کو وہ لازماً اپنے قابو میں رکھ سکتی تھی کیونکہ اگر اس کے پاس کوئی طاقت تھی تو اپنی

فطرت کی طاقت، اور اس فطرت میں عجیب جادو تھا۔ لازم تھا کہ سسلی اپنے آپ کا اور دوسروں کا فرق بھلا دے۔ سابقاً جبکہ وہ ایک غلام تھی، اس کی اسی فطرت نے اسے طاقت ور آقا کی گھٹیا طلب کے خلاف مدافعت کرنا اور اپنے پیار کو وفادار رہنا سکھایا۔ سسلی تعلیم یافتہ معاشرے کے افشا کا اسرار ہے۔ آخر کار ردکی ہوئی حسیات رکاوٹوں کو توڑ کر پانی کی لہروں کی طرح آگے بڑھ جاتی ہیں''۔ وغیرہ۔

سز یلیگیا کے وہ قاری جنہوں نے سو کا ناول نہیں پڑھا وہ سیسلی کو بیان کئے ہوئے ناچ کی شیرنی سمجھتا ہے۔ ناول میں وہ جرمنی کی قید میں ہے جبکہ رقص پیرس میں جاری ہے۔

سسلی، بطور غلام، حبشی ڈاکٹر ڈیوڈ، جسے وہ شدت سے پیار کرتی ہے، کی وفادار رہتی ہے۔ اس کی وجہ اس کے مالک مسٹر ولسن کا رویہ ہے جس کی خواہش میں ظالمانہ شدت ہے۔ اس کے ایسی بے راہروی کی زندگی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ بہت سادہ ہے۔ ''یورپین دنیا میں منتقلی کے بعد اسے ایک حبشی سے ساتھ شادی'' پر ''خجالت'' ہوتی ہے۔ جرمنی میں آنے کے فوراً بعد ایک مکار آدمی اسے ورغلاتا ہے اور اس کا ''انڈین خون'' اپنے رنگ پر آجاتا ہے۔ منافقانہ طور پر ایم سو اچھے اخلاق اور آسان تجارت کی وجہ سے اسے قدرتی کجروی کہنے پر مجبور ہے۔

سسلی کے دوغلے نسل کا ہونے ہی میں اس کا راز ہے۔ اس کے نفس کا راز منطقہ حارہ کی گرمی میں ہے۔ پارنی Parny نے ایلیور کے دلنشین مصرعوں کو گا کر دوغلوں کی تعریف کی۔ سو سے اوپر سمندری قصے بیان کرتے ہیں کہ وہ ملاحوں کے لئے کتنی خطرناک ہیں۔

''سیسلی اس جلتے ہوئے نفس کی تجسیم ہے جسے صرف منطقہ حارہ کی آگ جلا سکتی ہے۔ ہر کسی نے ان رنگدار لڑکیوں کے متعلق سنا ہے جو غارت گر ہیں، یورپ کے لوگوں کے لئے، ان سحر آفرین خون چوسنے والی چمگادڑوں سے جو اپنے نشانے کو ترغیب دے

کر مدہوش کر دیتی ہے اور اسے بے بس کر دیتی ہیں، اور اب جت پاس کچھ نہیں بچتا؛ جیسے کہ ملک کا مشہور محاورہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس پینے کو آنسو اور چبانے کے لئے دل بچ جاتا ہے۔''

سیسلی اشرافیہ کے طریقے پر تعلیم حاصل کرنے والے لوگوں پر اس طرح کا جادوئی اثر پیدا کرنے سے بہت دور تھی۔

سیسلی جیسی عورتوں کا اچانک اثر پڑ جاتا ہے۔ یاخ فیرانہ جیسے شدید شہوانی خواہشات والے آدمی پر اس کا جادو لامحدود ہوتا ہے۔''

یاخ فیرانہ جیسے لوگ عمدہ معاشرے کے کب سے نمائندے بن گئے؟ لیکن تنقیدی تنقید کے لئے لازم ہے کہ قیاسی طور پر سیسلی کو زندگی کے عمل میں مطلق اسرار کا عنصر بنائے۔

4 پرہیزگاری اور راست بازی کا اسرار

یہ درست ہے پر اسراریت جب یہ تعلیم یافتہ طبقے کی ہوصنعت تضاد سے داخلی دائرے کی طرف ہٹ جاتی ہے پھر بھی اعلیٰ طبقے کے اپنے خصوصی حلقے میں جس میں یہ مقدس کو محفوظ رکھتی ہے۔ یہ 'گویا کہ ایسا ہو' کہ مقدسوں کے مقدس کی عبادت گاہ ہے۔ لیکن جو لوگ آگے کے حصے میں ہیں ان کے لئے یہ عبادت گاہ بذات خود پر اسراریت ہے۔ چنانچہ تعلیم اپنی خاص حالت میں عام لوگوں کے لئے وہی چیز ہے جو کچھ تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے عریانی''۔

اگر چہ یہ ایک دفعہ پھر درست ہے کہ گویا کہ، لہٰذا ___ یہ وہ جادو ہتھکنڈے ہیں جو قیاسی استدلال کی زنجیر کو جوڑے ہوتی ہیں۔ جناب سزیلیگیا نے پر اسراریت کو مجرموں کی دنیا سے نکال کر اعلیٰ طبقے میں داخل ہونے میں مدد دی ہے۔ اب انہیں اس کی اس طرح تشکیل کرنا پڑی کہ اعلیٰ طبقے کے اپنے مخصوص حلقے ہوتے ہیں اور ان حلقوں کے

اسرار لوگوں کے لئے اسرار ہیں۔جن جادوئی کتابوں ذکر کیا جا چکا ہے، اس تشکیل کے علاوہ، اس تعمیر کے ضروری ہے کہ اس حلقے کو عبادت گاہ میں بدل دیا جائے اور غیر اشرافیہ طبقے کو عبادت گاہ کے باہری حصے میں رہنے والے لوگوں میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ایک دفعہ پھر یہ پیرس کے لئے پر اسراریت ہے کہ بورژوا طبقے کے تمام دائرے اعلیٰ طبقے کی عبادت گاہ میں باہر جگہ پر رہنے والے لوگ ہیں۔

جناب سزیلیگیا دو مقاصد کے تعاقب میں ہے۔اولاً اسرار جو اعلیٰ طبقے کے مخصوص حلقے کا جزو لاینفک بن چکا ہے، لازماً ''دنیا کا مشترک خاصہ'' قرار دیا جائے۔ثانیاً مصدق الاسنادیاک فیرنڈ کو لازمی طور پر پراسراریت کی زندگی میں رابطہ قرار دیا جائے۔ جناب سزیلیگیا اس طرح دلائل دیتے ہیں:

''تعلیم ابھی تک تمام جاگیروں اور رتبوں کو اپنے حلقے میں لانے کی اہلیت اور خواہش نہیں رکھتی۔صرف عیسائیت اور اخلاقیت زمین پر آفاقی سلطنتوں کی بنیاد رکھنے کی اہل ہیں۔''

جناب سزیلیگیا تعلیم اور تہذیب کو اشرافیہ تعلیم کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہیں۔اسی لئے انہیں نظر نہیں آیا کہ صنعت اور تجارت نے عیسائیت، اخلاقیات، خانگی خوشی اور شہری بہبود سے الگ آفاقی مملکتیں قائم کر لی ہیں۔لیکن ہم مصدق الاسنادیاک فرانڈ کی طرف کیسے آتے ہیں؟ بہت سادہ سی بات ہے۔

جناب سزیلیگیا عیسائیت کو ایک انفرادی خوبی، پرہیز گاری میں ڈھال دیتے ہیں اور اخلاقیات کو دوسری خوبی یعنی انفرادی راست بازی میں۔وہ ان دونوں خاصیتوں کو ایک آدمی میں یکجا کر کے اسے مشرف بہ عیسائیت پاک فرانڈ کا نام دیتے ہیں کیونکہ وہ ان خاصیتوں سے عاری ہے اور دکھاوے کے لئے ان کے موجود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس طرح پاک فرنانڈ ''راست بازی اور پرہیز گاری کی پراسراریت'' بن جاتا ہے۔ دوسری طرف اس کا عہدنامہ دکھاوے کی پرہیز گاری اور راست بازی کی پراسراریت

ہے، لہٰذا اب یہ مزید پرہیز گاری اور راست بازی کی پراسراریت نہیں۔ اگر تنقیدی تنقید نے قیاسی طور پر یہ چاہا ہوتا کہ اس صحیفے کو پراسراریت بنادیا جائے تو اسے چاہیے تھا کہ دکھاوے کی پرہیز گاری اور راست بازی کو اس عہدنامے کی پراسراریت بنادیتا، نہ کہ اس کے الٹ یعنی عہدنامے کو دکھاوے کی پرہیز گاری کا اسرار۔

جبکہ مصدق الاسناد کے پیرس کالج نے یاں فرانڈ کو اپنے خلاف ایک گھناؤنی سازش جانا اور تھیٹر کے سنسر کے ذریعے پیرس کی پراسراریت" کے سٹیج ڈرامے سے اس کردار کو خارج کرا دیا۔ تنقیدی تنقید جس وقت" ہوائی سلطنت کے نظریات سے تکرار" کی حالت میں ہو تو اسے پیرس کے مصدق الاسناد میں پیرس کا ایک مصدق الاسناد نہیں نظر آتا بلکہ مذہب، اخلاقیات، راست بازی اور خدا پرستی دکھائی پڑتی ہے۔ مصدق الاسنادلی ہون کے مقدمے سے اسے سبق حاصل کرنا چاہیے تھا۔ یوجین سو کے ناول میں مصدق الاسناد کا مقام اس کے سرکاری مقام کے ساتھ بہت قریب سے جڑا ہوا ہے۔

"مصدق الاسناد کا دنیاوی سلطنت میں وہی مقام ہے جو پادریوں کا روحانی میں، وہ ہمارے رازوں کے امانت والے ہیں۔"

مصدق الاسناد لامذہبی معترف confessor ہے۔ وہ پیشے کے اعتبار سے راسخ العقیدہ ہے۔ بقول شیکسپیئر" ایمانداری راسخ العقیدہ پن" نہیں۔ وہ ایک ہی وقت میں تمام مقاصد کے درمیان دلال go-between ہے اور تمام شہری سازشوں اور منصوبوں کا کارساز۔

مصدق الاسناد فرانڈ کے سلسلے میں جس کی تمام تر پراسراریت اس کی منافقت اور پیشے پر مشتمل ہے، اس کے بارے میں ہم نے ابھی کوئی پیش رفت نہیں کی ہے۔ لیکن سنیئے۔

"مصدق الاسناد کے معاملے میں اس کی پراسراریت منافقت اور اس کے پیشے میں ہے تو یہ لگتا ہے کہ ہم نے ابھی کوئی بات آگے نہیں بڑھائی۔ لیکن ذرا سنئے۔

''اگر مصدق الاسناد کے لئے منافقت ہی مکمل شعور کا معاملہ ہے، اور مادام رولینڈ کے لئے، گویا کھبلت، تو دونوں کے درمیان ایسے لوگوں کا جم غفیر ہے جو اسرار کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا اور غیر ارادی طور پر پہنچنے کا آرزومند بھی ہے۔ یہ کوئی اوہام پرستی نہیں جو ہر بڑے اور چھوٹے کو عطائی ڈاکٹر براڈامانتی (اپے پولی ڈاری) کی تاریک رہائش گاہ تک لے جاتی ہے۔ نہیں، یہ پر اسراریت کی تلاش ہے تا کہ وہ خود کو دنیا کے آگے ثابت کر سکیں۔

''بڑے اور چھوٹے'' پولیڈوری کے ہاں اس لئے گروہ در گروہ اکٹھے نہیں ہوتے تا کہ حتمی پر اسراریت کو ثابت کر سکیں جو ساری دنیا کے لئے حق بجانب ہو، بلکہ وہ اس پر اسراریت کی تلاش میں ہیں جو عمومی نوعیت کی ہے، یعنی پر اسراریت بطور مطلق شعور کنندہ کے تا کہ اپنے آپ کو دنیا آگے اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کر سکے۔ جیسا کہ لکڑی کاٹنے کے لئے کوئی کلہاڑے کی بجائے کوئی تجریدی اوزار ڈھونڈے۔

تمام اسرار جو پولیڈروری کی ملکیت ہیں وہ اسقاط حمل اور قتل کی غرض سے زہروں کے علم تک محدود ہیں۔ ایک قیاسی شوریدگی میں جناب سیزیلیگیا'' قاتل'' کو پولیڈوری کے زہر کی طرف دھکیلتے ہیں'' کیونکہ وہ قاتل بننے کی بجائے عزت، محبت اور احترام چاہتا ہے۔'' گویا کہ قتل کے عمل میں پھانسی پر لٹکنے کی بجائے عزت، محبت اور احترام کا سوال تھا۔ تنقیدی قاتل کو اپنے پھانسی پر لٹکنے کی بجائے عزت، محبت اور احترام کا سوال تھا۔ تنقیدی قاتل کو اپنے پھانسی لگنے کی پروا نہیں، اسے صرف ''اسرار'' سے واسطہ ہے۔ جیسا، نہ ہر کوئی قتل کرتا ہے اور نہ ہر کوئی غیر قانونی طور امید سے ہوتا ہے، تو پھر پولیڈوری ہر کسی کو مطلوبہ پر اسراریت کے حوالے کیسے کرتا ہے۔ جناب سزیلیگیا غالباً عطائی ڈاکٹر پولیڈوری کو سولہویں صدی کے عالم پولیڈورورجل سمجھ رہے ہیں۔ اس عالم نے کوئی اسرار تو دریافت نہیں کئے مگر اس نے ان لوگوں کے بارے میں تفصیلات درج کی ہیں جنہوں نے ایسی دریافت کی یعنی دریافت کرنے والے جو'' دنیا کا عمومی خاصہ ہے''۔ (دیکھئے

پولیڈ ورورجل کی پراسراریت(MDCCVI

پراسراریت، بلکہ مطلق پراسراریت جیسا کہ یہ خود سے ''دنیا کا عمومی خاصہ'' بن چکی ہے، لہٰذا اسقاط حمل اور زہر دینے کی پراسراریت ہے۔ پراسراریت اپنے آپ کو اتنی مہارت سے ''دنیا کا عمومی خاصہ'' نہ بنا سکیجتنی مہارت سے اس نے اپنے آپ کو پراسراریت میں بدلا جو کہ کوئی پراسراریت نہیں۔

5پراسراریت، ایک مذاق

اسرار اب عمومی خاصہ بن چکا ہے، تمام دنیا اور ہر فرد کا اسرار۔ یہ میرا فن ہے یا پھر میری جبلت، یا میں اسے بطور ایسی شے کے خرید سکتا ہوں جسے خریدا جا سکتا ہے۔''

اب کون سا اسرار دنیا کا عمومی خاصہ بن چکا ہے۔ یہ ریاست میں عدم حق کا اسرار ہے، یا تعلیم یافتہ طبقے کا اسرار، یا اشیائے تجارت میں ملاوٹ کا اسرار، یا یوڈی کلون بنانے کا اسرار، یا ''تنقیدی تنقید'' کا اسرار؟ ان میں سے کوئی بھی نہیں سوائے اسرار کی تجریدیت کے، اسرار کا رمزیہ!

جناب سزیلیگا ملازموں، پورٹر پپلیٹا ور اس کی بیوی کو مطلق اسرار کی تجسیم ظاہر کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ وہ قیاسی طور پر ملازم اور پاسبان کی ''اسرار'' کے طور پر ساخت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مقولہ منطقی سے تیزی کے ساتھ ملازم تک تنزل کرتے ہیں جو ''مقفل دروازے کی جاسوسی کرتا ہے''، اسرار بطور مطلق مُسند الیہ کے جو چھت کے اوپر تجریدیت کی ابر آلود جنت میں تخت نشین ہے، سے زمینی منزل تک آن گرتا ہے جہاں پاسبان کی رہائش واقع ہے۔

پہلے وہ پراسراریت کے مقولۂ منطقی کو قیاسی عمل کے تحت لاتا ہے۔ جب اسقاطِ حمل اور زہر کی وجہ سے اسرار کو دنیا کی مشترک ملکیت بن گیا ہے تو ''چنانچہ کسی بھی ذرائع سے مزید پوشیدگی اور نا رسائی بذات خود، لیکن یہ خود کو پوشیدہ کرتی ہے یا ابھی تک بہتر طور سے

(ہمیشہ بہتر) میں اسے پوشیدہ کرتا ہوں، میں اسے نارسا بناتا ہوں۔

مطلق اسرار کا جوہر سے نظریے میں تقلب، معروضی مرحلے، جس میں یہ اپنے اندر پوشیدگی ہے، سے موضوعاتی مرحلے میں تبدیلی جس میں یہ خود کو پوشیدہ کرتی ہے یا اور بھی بہتر، جس میں اسے پوشیدہ کرتا ہوں، ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھے۔ اس کے برعکس مشکل بڑھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے کیونکہ سمندر کی تہہ کی بجائے اسرار آدمی کے دماغ یا سینے میں زیادہ پوشیدہ اور نارسا ہے۔ اسی لئے جناب سز یلیکیا اپنے قیاسی ارتقا کی امداد کے لئے براہ راست تجرباتی ارتقا کا سہارا لیتے ہیں۔

''یہ مقفل دروازوں کے پیچھے ہے۔'' سن، غور سے سنو کہ ''اب سے'' اب سے'' اسرار کی سازش، تیاری اور ارتکاب ہو رہا ہے۔''

جناب سز یلیکیا نے ''اب سے'' اسرار کی قیاسی انا کو ایک تجربیت میں تبدیل کر دیا ہے، ''لکڑی'' کی حقیقت میں.... ایک دروازے میں۔

لیکن اس کے ساتھ، یعنی مقفل دروازے کے ساتھ، نہ کہ بند جوہر سے نظریے تک تبدیلی کے ساتھ، ''میرے اتفاقاً سننے، کن سوئیاں لینے اور اس پر جاسوسی کرنے کے امکان کے ساتھ۔''

یہ جناب سز یلیکیا نہیں جنہوں نے پتا کرایا کہ بند دروازوں پر کن سوئیاں ہو سکتی ہیں۔ مشہور ضرب المثل کے مطابق دیواروں کے کان ہوتے ہیں۔ دوسری طرف یہ ایک مکمل تنقیدی قیاسی اسرار ہے کہ ''اب سے آگے'' مجرموں کی کمین گاہوں میں جا پڑنے کے بعد، اور تعلیم یافتہ طبقے کی جنت میں معراج کے بعد، اور پولیڈری کے معجزوں کے بعد، اسرار مقفل دروازوں کے پیچھے تیار کیا جا سکتا ہے اور بند دروازوں میں سے سنا جا سکتا ہے۔ یہ اتنا اہم تنقیدی اسرار ہے کہ بند دروازے اسرار کی سازش، تیاری اور ارتکاب کا مقولہ منطقی ہیں، کتنے ہی اسرار کی سازش، تیاری اور ان کا ارتکاب جھاڑیوں کے پیچھے ہوتا ہے! انہیں جاسوسی کی غرض سے جاننے کے لئے بھی۔

ان ہتھیاروں کے شاندار جدلیاتی کارنامے کے بعد جناب سزیلگیا قدرتی طور پر جاسوسی سے جاسوسی کے اسباب کی طرف بڑھتے ہیں۔ یہاں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ بد نیت حرص اس اسرار کی وجہ ہے۔ بدنیت حرص سے وہ اس کی وجہ کی طرف جاتے ہیں۔

ہر کوئی چاہتا ہے کہ وہ دوسرے سے بہتر ہو، وہ کہتے ہیں" کیونکہ راز کو وہ نہ صرف اس کے اچھے اعمال بلکہ بروں کا بھی بنیادی سبب جانتا ہے، جو وہ رات کے نا قابل دخول پذیر اندھیرے میں چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔"

فقرہ دوسری طرح ہونا چاہئے۔ ہر کوئی نہ صرف اچھے اعمال کے بنیادی اسباب راز رکھتا ہے بلکہ برے اعمال کو نا قابل دخول پذیر تاریکی میں چھپانا چاہتا ہے کیونکہ اس کی دوسروں سے بہتر ہونے کی خواہش ہے۔

لہذا ایسے لگتا ہے کہ ہم اس اسرار سے جو خود کو چھپاتا ہے سے اس انا تک جو اسے چھپاتی ہے چلے گئے ہیں، انا سے مقفل دروازے تک، مقفل دروازے سے جاسوسی تک، جاسوسی سے جاسوسی کی وجہ تک، بدنیت حرص، بدنیت حرص سے اس کی وجہ تک، دوسروں سے بہتر ہونے کی خواہش تک۔ ہمیں جلد ہی ملازم کو مقفل دروازے کے سامنے کھڑا دیکھنے کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ دوسروں سے بہتر ہونے کی عمومی خواہش ہمیں بھی اس طرف لے جاتی ہے، کہ "ہر کوئی دوسرے کے اسرار جاننے پر مائل ہے" اور اس کے بعد آسانی سے یہ مزاحیہ جملہ سامنے آئے گا:

"اس سلسلے میں نوکروں کے پاس سب سے اچھا موقع ہوتا ہے۔۔"

اگر جناب سزیلگیا نے پیرس پولیس کے محفوظات میں سے ریکارڈ پڑھے ہوتے، یعنی وڈوق کی یاد داشتیں، کالی کتاب اور اس طرح کی اور کتابیں تو وہ جان جاتے کہ اس سلسلے میں پولیس کے پاس نوکروں سے بھی زیادہ اچھے مواقع ہوتے ہیں کہ یہ ملازموں کو نہ صرف بے ڈھنگے کاموں پر استعمال کرتی ہے بلکہ یہ دروازوں پر رکتے بھی نہیں جبکہ مالکان اپنی شب خوابی کے لباس میں ہوں، یہ ان کی بستر کی چادروں کے نیچے بے باک

عورتوں یا اجائز بیویوں کی طرح ان کے ننگے جسموں تک رینگ جاتے ہیں۔ سو کے ناول میں پولیس کا جاسوس بر اس روگ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جناب سزیلیگیا کو ملازموں میں جو بات بری لگی وہ ان کی ''لاتعلق'' نہ ہونے کی عادت ہے۔ یہ تنقیدی بدگمانیاں انہیں پاسبان پیلٹ اور اس کی بیوی تک لے جاتی ہیں۔

دوسری طرف پاسبان کی پوزیشن اسے نسبتاً آزدی فراہم کرتی ہے کہ وہ رہائش گاہ کے اسرار کی آزادانہ اور لاتعلق لیکن بیہودہ اور ضرر رساں تضحیک کرے۔''

''شروع میں پاسبان کی یہ قیاسی بناوٹ کافی مشکل نظر آتی ہے کیونکہ پیرس کی متعدد رہائش گاہوں میں کرایہ داروں کے لئے ملازم او پاسبان ایک ہی شخص ہوتا ہے۔''

مندرجہ ذیل حقائق قاری کو پاسبان کے بارے تنقیدی نقطہ نظر (سراب خیال) کے حوالے سے نسبتاً آزادانہ اور لاتعلق رائے قائم کرنے میں مدد دیں گے۔ پیرس میں پاسبان مالک مکان کا نمائندہ اور جاسوس ہے۔ عموماً مالک مکان کی بجائے کرائے دار سے تنخواہ دیتے ہیں۔ اس مشکوک پوزیشن کی وجہ سے وہ اکثر اپنے سرکاری فرائض کے ساتھ کمیشن ایجنٹ کے اعمال بھی شامل کر لیتا ہے۔ دہشت، سلطنت اور بحالی کے دور میں پاسبان خفیہ پولیس کے بہو سے کارندوں میں سے ایک تھا۔ مثال کے طور پر جرل فوائے کی اس کا پاسبان خفیہ نگرانی کرتا تھا۔ پاسبان جنرل کے تمام خطوط نزدیک ہی متعین پولیس ایجنٹ کے مطالعے کے لئے لے جاتا تھا۔ نتیجتاً پاسبان اور بقال تحقیر آمیز الفاظ سمجھے جاتے ہیں اور پاسبان اپنے آپ کو نگہبان کہلانا پسند کرتا ہے۔

لاتعلق اور بے ضرر بیان کئے جانے سے قطع نظر، یوجین سو کی مادام پیلیٹ روڈلف کو ریز گاری تھماتے ہوئے فوراً دھوکہ دیتی ہے۔ وہ اسے اسی عمارت میں رہائش پذیر ایک بے ایمان سود خور کی سفارش کرتی ہے اور رگولیٹ کو ایسا واقف کار ظاہر کرتی ہے جو اس کے (روڈلف) کے کام آسکے۔ وہ میجر کو تنگ کرتی ہے کیونکہ وہ اسے پیسے کم دیتا ہے اور اس کے ساتھ لین دین پر جھگڑا کرتا ہے۔ وہ اپنے چڑ چڑے پن میں اسے

twopenny میجر کہتی ہے__ ''تمہیں گھر کی خبر گیری کے لئے صرف بارہ فرانک ماہانہ دینے کی سزا ہے۔'' اور یہ اس لئے کہ وہ اتنا کم ظرف ہے کہ اپنی انگیٹھی میں جلانے والی لکڑی کا حساب رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ وہ اپنے ''خودمختار'' روپے کی وجہ خود ہی بیان کرتی ہے ...میجر اسے صرف بارہ فرانک ماہانہ ادا کرتا ہے۔

جناب سزیلیگیا کے مطابق ''اناپیلٹ کو کسی حد تک اسرار پر ایک چھوٹی جنگ کا اعلان کرنا پڑتا ہے۔''

یوجین سو کے مطابق اناشیبیثاپیلٹ پیرس کا مخصوص پاسبان ہے۔ وہ ''پاسبان کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا چاہتا ہے جسے ہیری موزی نے نہایت چابکدستی کے ساتھ پیش کیا''۔ لیکن جناب سزیلیگیا میڈم پیلٹ کی خصوصیات میں سے ایک یعنی چغل خوری کی علیحدہ قلب و ماہیت بنانے پر مجبور ہے اور اس طرح وہ اس قسم کے ''ہونے'' کی نمائندگی بن جاتی ہے۔ ''خاوند'' جناب سزیلیگیا بات جاری رکھتے ہیں'' پاسبان الفرڈ پیلٹ اس کی مدد کرتا ہے لیکن قسمت اتنی یاوری نہیں کرتی۔''

اس کی بدقسمتی پر ہمت بڑھانے کے لئے جناب سزیلیگیا اسے بھی ایک تمثیل allegory میں تبدیل کر دیتا ہے۔ وہ اسرار کی ''معروضی'' شکل کی نمائندگی کرتا ہے، اسرار بطور تضحیک۔''

جو اسرار اسے شکست دیتا ہے ایک تضحیک ہے، ایک مذاق جو اس پر کھیلا گیا۔

واقعی اپنے لامحدود رحم میں خدائی جدلیات ''ناخوش، بوڑھے طفلی مرد'' کو مابعد الطبعیاتی لحاظ سے ایک مضبوط آدمی بنا دیتا ہے۔ اس طرح اسے ایک بہت اہم نمائندگی عطا کر کے، زندگی کے عمل کے مطلق اسرار میں ایک خوش اور فیصلہ کن عنصر__پیلٹ پر کامیابی'' اسرار کی فیصلہ کن ترین شکست''__ایک ذہین تر' آدمی خود کو ایک مذاق سے بیوقوف نہیں بننے دے گا۔

6۔ٹُمری۔رگولیٹ

''ابھی ایک منزل باقی ہے۔اپنے متواتر ارتقا کے باعث، جیسا کہ ہم پپلیٹ اورکیبری اون کے سلسلے میں دیکھ چکے ہیں، اسرار خودکو کم تر کے مسخرہ بننے پر مجبور ہوگیا ہے۔اب ایک ضروری بات رہ گئی ہے کہ فردوہ احمقانہ کامیڈی کرنے پر راضی نہ ہوگا۔

کوئی بھی تھوڑے سے وقت میں اس قیاسی اسرار کی عیاری کو سمجھ جائے گا اور اسے خود کرنا سیکھ جائے گا۔اس سلسلے میں ہم چند ایک ہدایات دیں گے۔

مسئلہ: آپ لازماً مجھے قیاسی خاکہ بتائیں کہ آدمی جانوروں پر کیسے غالب آتا ہے۔

قیاسی حل: آدھی درجن جانور لیں، مثال کے طور پر شیر، شارک، سانپ، بیل گھوڑا، اور چپٹی ناک والا کتا۔ان چھ جانوروں میں سے مقولہ منطقی''جانور'' کو تجرید کر لیں۔''جانور'' کو ایک خودمختار وجود تصور کریں۔شیر، شارک، سانپ وغیرہ کو''جانور'' کا بہروپ، تجسیم سمجھیں۔جس طرح آپ نے اپنے تصور سے جانور کو تجرید کر کے اصلی وجود دیا اسی طرح اصلی جانور کو اپنے تصور سے تجرید دیں۔آپ دیکھیں کہ شیر میں جانور آدمی کو ٹکڑوں میں چیر پھاڑ دیتا ہے، شارک میں اسے نگل جاتا ہے، سانپ میں اسے زہر سے ڈستا ہے، بیل میں اسے سینگوں سے پٹختا ہے اور گھوڑے میں دولتی لگاتا ہے۔اور جب اپنے آپ کو کتا بناتا ہے تو صرف بھونکتا ہے اور آدمی کے ساتھ لڑائی کو صرف لڑائی کے ظاہر میں تبدیل کر دیتا ہے۔اپنے مسلسل ارتقا سے، جیسا کہ ہم کتے کے سلسلے میں دیکھ چکے ہیں، جانور اپنے آپ کو کم تر کر کے مسخرہ بنا دیتا ہے۔جب ایک بچہ یا بچگانہ آدمی کتے سے دور بھاگتا ہے تو اس کے لئے احمقانہ کامیڈی نہ کرنے پر راضی ہونا رہ جاتا ہے۔یہ آدمی، مسٹر ایکس کتے پر بے پرواہی سے اپنی بانس کی چھڑی استعمال کر کے یہ قدم اٹھاتا ہے۔آپ دیکھیں کہ''آدمی''مسٹر ایکس کتے کے ذریعے''جانور''پر غالب آ گیا ہے اور نتیجتاً جانور بطور کتے نے، جانور بطور شیر، کو شکست دے دی ہے۔

اسی طرح جناب سزیلکیا کا پپلٹ اور کیبر یون کی وساطت سے موجودہ دنیا کے اسرار کو شکست دیتا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔وہ خود ہی مقولہ منطقی ''اسرار'' کا مظہر ہے۔

''اسے ابھی بلند اخلاقی اقدار کا شعور نہیں لہذا وہ اپنے لئے اسرار ہے۔''

غیر قیاسی زکولیٹ کا اسرار یوجین کی کتاب میں مرف [کے کردار] سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ ایک خوبصورت، جوان محنت کش عورت ہے۔یوجین نے اس میں پیرس کی جوان محنت کش عورت کا خوبصورت کردار دکھایا ہے۔بورژوا طبقے سے اپنی عقیدت اور مبالغہ آمیزی کی کثرت کے رجحانات کے باعث اسے محنت کش عورت کو اخلاقی طور مثالی بنانا پڑا۔ اسے اس کی زندگی کی اہم صورت حال اور کردار پر ملمع کاری کرنا پڑی۔یا واضح الفاظ میں اس کا شادی کی شکل کو نظر انداز کرنا، اس کی طالب علم یا مزدور کے ساتھ نا تجربہ کارانہ وابستگی۔واضح طور پر اس وابستگی سے وہ بورژوا کی منافق، تنگ دل اور خود پسند بیوی سے موازنہ قائم کرتی ہے، بلکہ بورژوا کے تمام نمائندوں یعنی سرکاری نمائندوں سے بھی۔

(ختم شد)